سچدانند سروپ ایشور کے ادھار پر

دُکھ لورتا کا سچدانند لیشر

پنجاب کے مصیبت زدوں اور [illegible] کے گاؤں سے

انڈین ری پبلک کے دیگر صوبوں [illegible] کے

پُستک رُوپ میں

از

ایشور بھگت سنیاسی سبھروال بی اے

مصنف

ودیا کھیا جپ جی صاحب اور ودیا کھیا سندھیا

۱۰۸

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ ڈاک خرچ

ادم
نویدن

"اُس دُکھ نورتی کے سچے سندیش" کو پبلک تک پہنچانے سے پہلے میں راقم سری گورو گرنتھ ... صفحوں پر لکھ چکا
کہ جپ جی صاحب کے حصہ کی دیا کھیا یعنی ترجمہ معنے اور نوٹ تقریباً سات ... گیا ہے۔ اسکے مفید ہونے
ہوں اور اُس کا پہلا حصہ تین سو تیئس ...
... صفحوں کا چھپکر پبلک کے سامنے ... ات کو کوئی واسطہ نہیں کہ فخر کیا
کے بارے میں جو تعریف اور معیار ک...
... کے خط آئے ہیں۔ اُن سے میری ... ہیں نا ہیں کہیئے" کا معاملہ ہے۔ اس کا دوسرا
...ے۔ میرے ... لئے ت...
... دا اکاش بانی کے انوسار" سب گُن تہ۔ جپ جی صاحب کی دیا کھیا کے بعد میں نے
... کہ جس کی مانگ ہو رہی ہے۔ تجارتی اصول پر نہیں لکھی گئی کہ آٹھ دس صفحوں پر نتر دیئے
کتاب ... کے نتر دیئے ہیں۔ منتروں کے ساتھ اُن کے لفظی معنے دیئے ہیں۔
... دیا کھیا دی ہے۔ سندھیا کرنے کے طریق اور اسکے گنوں کا ورنن
... ہوا ہاں اس سے اپنے آپ کو خوش حال اور پشانش کر سکتا ہے۔ یہ پُستک ہندی اور
... دونوں زبانوں میں ہے۔ اُوپر کی دونوں پُستکوں کا "سوادھیائے" یعنی مطالعہ کرتا
ہوا منش ست: دھرم کے ست مارگ کو پا ہی لیتا ہے اور آرام گاہ پر جا ہی پہنچتا ہے۔

اب یہ تیسری پُستک "دُکھ نورتی کا سچا سندیش" نامی لکھی ہے۔ یہ کیوں لکھی ہے۔ اس سے کیا
لابھ ہے اور کیوں میں اسکے چھپوانے کیلئے قریباً چھ سو کوس کے اکانت آشرم کو چھوڑ کر دہلی کی
راجدھانی میں آیا۔ یہ سب معاملے کتاب میں اپنے اپنے موقعہ پر دیئے گئے ہیں اور وہ اپنا حال خود
بتاتے ہیں۔ میں نے اُن کی نسبت یہاں کچھ نہیں کہنا۔ میں نے تو یہاں پر یہ کہنا ہے کہ جو منش اس
پُستک کو پڑھ کر "سندیش" کے انوسار جیون کی چال چلنی کر دے گا وہ خود خوشحال ہو جاوے گا

اُس کا پریوار خوشحال ہو جاوے گا۔ اُس کا دیش خوشحال ہو جاوے گا اور اُس کے ست کرم سے سنسار کا بھلا ہو گا۔ یہ پُستک حاکم اور محکوم دونوں کو خوشحال کرے گی۔ اگر دونوں اِسکے کہنے پر جیون کی چال چلتے چلیں گے۔ اُوپر کی تینوں کتابوں کے لکھنے اور لکھکر چھپوا دینے سے پبلک کے عام فائدیں کو مدنظر رکھتے ہوئے مُجھے کسی تجارتی منافع کی غرض نہیں۔ میرے منافع کا لیکھا اور حساب تو ایشوری دربار میں ہوتا رہے گا۔ میرے لئے تو "سب گُن تیرے میں ناہیں کوئے" کا معاملہ ہے۔ میرے لیکھ تو ایشور پران داتا پران آدھار کے ارپن ہے کہ جسکے آدھار پر میرا جیون ہے اور کہ جسکے آدھار پر میں نے لکھے ہیں۔

سُبھر دال بی اے

عرضِ حال

میں عام طور پر گوشہ نشینی میں رہتا ہوں۔ نہ مجھے اخباروں سے اور نہ ہی ریڈیو کے گانوں سے کام ہے نہ میں کسی کو خط لکھوں اور نہ کوئی مجھے خط لکھے۔ میں خط نہیں پڑھتا۔
البتہ اگر کوئی نشکام سیوک میری اس تیسری کتاب "دُکھ نورتی کا سچا سندیش" کے متعلق عملی کام کرنے کے لئے کوئی تجویز پیش کرے تو وہ مجھے خط لکھ سکتا ہے لیکن خط کے اُوپر "نشکام سیوا" کا لفظ ہو۔ میرا واقف (معرفت چرنجی لال چڈھا متصل استھان کالی ماتا پٹھان کوٹ) اُسے مجھے پہنچانے کا بندوبست کر دے گا۔
کتابوں کا سٹاک راہی بکڈپو۔ آریہ سماج روڈ قرول باغ دہلی و پروفیسر روشن لال ایم۔ اے آف خالصہ کالج امرتسر کے پاس ہے۔ کتب فروش وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں کتابوں کے چھپوانے کا خرچ میرے ذمہ ہے۔ تجارتی منافع سے کوئی غرض نہیں۔ منافع کا حساب ایشوری دربار میں ہوتا رہے گا۔

سُبھر دال

مزید

دہلی میں اس کتاب کو چھپوانے کے لئے جب میں یہاں آیا تو مجھے پتہ لگا کہ یہاں "سادھو منڈل" کے چیدہ نامی گرامی سادھو سنت آئے ہوئے ہیں۔ اُن کے اُپدیش سے پتہ لگا کہ میرا سندیش بالکل بجا اور درست ہے۔

سو مُلک اس تیسری کتاب کے سندیش کو عملی طور پر نباہتا ہوا اپنی دُکھ نورتی کر سکتا ہے۔ اس میں کسی مالی سرمایہ کی ضرورت نہیں۔

اس میں افرادی پورشارتھ کی ضرورت ہے۔ یہ سرمایہ ہر منش کو جنم کے ساتھ کرتا پُرکھ کی طرف سے ملتا ہے۔ جو اس افرادی پورشارتھ سے واجب کام لیتے ہیں وہ یہاں بھی بھلی نباہ جاتے ہیں اور آگے بھی سکھ اُنکے انتظار میں ہوتا ہے۔

دُکھ نورتی کے طریق کو عملی طور پر نباہنے کے پرچار کے لئے مجھے زیادہ سے زیادہ بیس نشکام سیوکوں کی ضرورت ہے۔ ایسے سجن پُرش میرے ساتھ خط وکتابت کر سکتے ہیں۔ لیکن اُس طریق سے جو کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں۔

سُبھر وال ۔ بی ۔ اے

کمال پرنٹنگ پریس نئی سڑک دہلی
اور ایشنو بھگت سنیاسی سبھر وال بی۔اے نے پرکاشت کی۔

(م - ش)

اوم

I - ایشور سچدانند سروپ - سرو سرشٹی کرتا - سرو شکتیمان - سرو آدھار کے آدھار
ور سہارے پربھی اس سنسار کے چمن کی بہار ہے کہ جس بہار کی شگفتہ منش سنسار
یں آکر یہاں خوش رہتا ہے - ایسی وچتر لیلا کے رچانے والے "پار برہم - کرپا ندھان
دیال - بخشندہ - سرب سرشٹی کرتا ایشور کی شرن میں میرا بار بار نمسکار ہے اور انکے
دھار اور سہارے پربھی میری یہ لکھنت ہے -

II - اس سنسار میں آکر منش اپنے منش جنم کے کرتویہ یعنی فرض کو ایشور سرشٹی کرتا
کے آئین کے جاننے والوں سے ہی حاصل کر کے اس کے انوسار اپنی زندگی کی چال چلتا ہوا
س سنسار کی یاترا کو بھی بھلی پرکار نباہ جاتا ہے اور آگے بھی جا کر موکش یعنی ابدی شانتی
کا سکھ پا لیتا ہے یعنی منش جنم کے کرتویہ کو بھلی پرکار نباہتے ہوئے
منش دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کر جاتا ہے -

III - دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کرنے کی خواہش ہر ایک منش میں ہوتی ہے
ن اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے طرح طرح کے تردد کرتے رہتے ہیں - ان تردد
نیاں جابجا دیکھی جاتی ہیں اور جابجا سنائی دیتی رہتی ہیں - [illegible]
دیں نے یہ کہنا ہے کہ اگر میرا بھارت دیش اور میرے ہموطن اس خواہش

کرنے کیلئے خواہشمند ہوں اور اپنے موجودہ دُکھوں کے درددوں سے جلدی چھٹکارا پاکر
اپنی دُکھ نورتی کر کے سُکھ کی خوشحالی اور بشاشت سے خوشحال اور بشاش ہونا چاہتے
ہوں تو اس لکھت کو ضرور پڑھیں یا سُنیں۔ اس میں خوش حال اور بشاش ہونے کے
طریق دئیے گئے ہیں۔

اس طریق کے انوبھو ہونے کے معاملہ کو بھی ورنن کیا جاوے گا کہ کس طرح یہ طریق
انوبھو ہوئے اور کیوں اُن کو ورنن کا کام اپنے ذمہ لیا گیا۔

۳- اس بارے میں یہ عرض کرنا ہے کہ زمانہ کے موجودہ حالات کی طرف نگاہ ڈالنے
سے تو یہی پرتیت ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام حصوں کے لوگ عام طور پر اور بھارت دیش
کے لوگ خاص طور پر مصیبتوں کے دُکھوں کے درددوں سے بے قراری اور بے چینی
میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں اور انہیں سُکھ کا سانس لینا نصیب نہیں ہوتا۔ ان مصیبت
زدوں کو اُمید تھی کہ برسوں کی محنت اور زاری سے "سوراج" یعنی آزادی کے مل جانے
سے ان کو مصیبتوں کے دُکھوں کے درددوں سے رہائی ہو جاوے گی۔ لیکن یہ اُمید بر نہیں آئی
اور مصیبتوں کے دُکھوں کے درددوں سے کوئی افاقہ نہیں کہ اُس سے حوصلہ اور ڈھارس
ہو جائے کہ جہاں اتنے برسوں مصیبتیں سہیں وہاں کچھ دیر تک اور ان کو برداشت کر لیا
جاوے آخر کار سُکھ ملے گا ہی۔ ایسی مایوسی اور حسرت میں بے چینی اور بیقراری کے
درددوں کی کہانیاں۔ داستانیں، اور کتھائیں جا بجا ہو رہی ہیں اور حاکم اور محکوم دونوں
سوچتے ہیں کہ دُکھ نورتی ہو جائے لیکن درد بڑھتے جا رہے ہیں۔

اس بے بسی کی دردناک حالت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان درددوں کے ہٹانے
اور مٹانے کے لئے کہیں کوئی اوپاؤ اور علاج بھی ہے کہ اُس کی تلاش کی جاوے یا بے چینی

زاری کے دردوں سے ہی جان کو گنوانا پڑے گا اور حسرت اور غم میں ہی اس سنسار کو چھوڑنا
ے گا۔

اس سوال کے جواب میں یہ کہنا ہے کہ اوپاؤ اور علاج تو ہے لیکن جواب کے ساتھ
ی سوال ہے کہ کون اوپاؤ اور علاج کرے اور کون کراوے۔ دُنیا میں دیکھا جاتا ہے
نیا میں دوائیوں اور ڈاکٹروں کے ہوتے ہوئے بھی لوگ دُکھی رہتے ہیں کہ جب وہ دوائی
ستعمال نہیں کرتے اور جب کہ وہ ڈاکٹروں کے کہنے کے انوسار دوائی کا استعمال تو کر جاتے ہیں
ن اُن کے حکم کے بموجب دوائی کا باقاعدہ استعمال نہیں کرتے اور اُن کی ہدایت کے بموجب
ہیز نہیں کرتے۔ سو بیماری تب ہی ہٹتی ہے اور تب ہی ہٹ کر اور مٹ کر تندرستی کو جگہ دیتی
کہ جب ٹھیک دوائی کا ٹھیک طریق پر سیون کیا جاوے اور جب ممنوع چیزوں سے
اگ کیا جاوے۔

اس سوال کے بارے میں سیون اور تیاگ کے دو جزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے
ن بڑی عجیب باتیں دکھائی دیتی ہیں۔ وہ تین بڑی عجیب باتیں یہ ہیں۔

لی بات:- سنسار میں سنساری لوگ اس امر کو صاف طور پر دیکھتے ہوئے بھی کہ اُن
اُن حکمرانوں کی حکمرانی سے حکومت ہوتی رہتی ہے کہ جن کو اُنہیں دیکھنا تو ایک طرف
اں اُن کے مکانوں اور رہائشوں تک اُن کی رسائی نہیں ہو سکتی یہ کہتے نہیں جھجکتے کہ
س سنسار کا کوئی حکمران نہیں۔ یہاں تو "انسانی سیانپ" کا کام ہے۔ اس انسانی
انپ سے جو کام لے وہی سکھی ہے۔

وسری بات:- اس امر کو بھی دیکھتے ہوئے کہ ملک کو انتظام اور ترتیب میں رکھنے
ے ملک کو آرام اور آسائش کے سامان مہیا کرنے کیلئے ہر حکمران خواہ خود مختار ہو

یا ری پبلک Republic کا پریذیڈنٹ President

ہو اپنا اپنا کانسٹی ٹیوشن یا آئین اور قانون بنانا ہے

دنیا میں دنیا کے لوگ یہ کہتے نہیں جھجکتے کہ سنسار کے سرو سرشٹی کرتا ایشور کا کہ جو بادشاہوں

کا شہنشاہ ہے کوئی کانسٹی ٹیوشن نہیں۔

تیسری بات:۔ اس امر کو بھی صاف طور پر دیکھتے ہوئے کہ کسی ایک ملک کے کانسٹی

ٹیوشن یعنی آئین اور قانون کے جاننے کے لیئے اور جان کر اُس کا امتحان پاس کر کے اُس کی

ڈگری حاصل کرنے کے لیئے سالوں تک سکولوں اور کالجوں میں پڑھنا پڑتا ہے۔ دن

رات کتابوں کو یاد کر کے دماغ میں رکھنا پڑتا اور سالوں تک مالی سرمایہ بھی خرچ کرنا

پڑتا ہے۔ تب پلیڈر۔ وکیل۔ ایڈوکیٹ بن کر روزی کمانے کا ذریعہ نصیب میں آتا ہے۔

میں دنیا کے لوگ یہ خواہش کرتے نہیں جھجکتے کہ انھیں ایشور سرو سرشٹی کرتا کی آئند

رچنا کے کانسٹی ٹیوشن Constitution کا علم یکدم نصیب میں آ جا

گھنٹوں میں نہیں تو دنوں ہفتوں میں تو اس کا پتہ لگ جاوے اور تب پورشارتھ

بغیر اُن کے لیئے آسائش اور آرام کے سب سامان خود بخود مہیا ہو جاویں۔

مذکورہ بالا تین باتوں کی نسبت یہ کہنا ہے۔ سجن پرشو! اس سنسار کا بھی

حکمران ہے۔ وہی تو اس سنسار کا آدی مول ہے۔ اُس کی اعلیٰ ہستی ہے ہی تو سنسار

Agena Pa
Lee

انماز ہے کہ جس کو جگاد کہتے ہیں۔ اُس کی سپریم پری ایگزسٹنس

کے آد سے ہونے سے ہی تو سنسار کی وچتر لیلا کی شان ہے کہ جس شان کو کو

چھوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ سچد انند سروپ۔ نراکار۔ سرو شکتیمان۔ نیائے کاری

دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ اناد ی۔ انوپم۔ سرو آدھار۔ سرو ایشور۔ سرو

سروانتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت اور پوتر کے گنوں سے گنوان ہو کر سارے سنسار پر حکمرانی کر رہا ہے۔ اُسکے گنوں کو جان کر اُن سے فائدے نہ لیکر یہ کہتے رہنا کہ سنسار کا کوئی حکمراں نہیں۔ ہم تو اپنی سیانپ سے کام لیں گے۔ بے سود ہے ہماری انسانی سیانپ تو ہمیں ہی دُکھوں میں پھنسا کر دکھوں کے دردوں سے بیقرار اور بے چین کرتی رہتی ہے اُس نے ہمیں سُکھ کہاں دینا ہے۔ یہ امر دنیا کے حکمرانوں کی حکمرانی میں جابجا دکھائی دیتا ہے کہ انسانی سیانپ سے کام لے کر لوگوں کو دھوکا دینے والے اشخاص حکمرانوں کے آئین کے انوسار حکمرانوں کے جیل خانوں میں سزائیں بھگتتے رہتے ہیں۔ حکمراں کرئی اُن کو جیل خانوں کی مصیبتوں کے دردوں سے دکھی کرنے کے لئے دعوتیں نہیں دیتے رہتے۔ اپنی انسانی سیانپ سے کام لے کر آئین سے برگشتہ ہونے والے اشخاص خود جیل خانوں کی مصیبتیں اپنے لئے مہیا کرتے رہتے ہیں۔ اور خود اپنی بُری کرتوتوں سے طرح طرح کی سزاؤں کے دکھوں سے دکھی رہتے ہیں جبکہ اُن کے پہلو بہ پہلو آئین پر چلنے والوں کو جیل خانے ہوتے ہوئے بھی کوئی دکھ نہیں دیتے اور نہ دے سکتے ہیں۔ یہی حال سنسار کے آتمک آئین میں ہے کہ اُس پر چلنے والے ہر طرح کے دکھوں سے بچے رہتے ہیں اور اُس سے برگشتہ ہونے والے طرح طرح کے دُکھوں میں پھنس کر دکھی رہتے ہیں۔ یہ آتمک آئین سب پر حاوی ہے۔ اس میں کوئی [illegible] [illegible]مینیشن یعنی بریت کا نام ہی نہیں۔ اس آئین کے انوسار ایشور کے "حکم" اور "رضا" [illegible] کے سمت کرموں کے کرنے والے منش سنسار میں سکھی ہو رہے ہیں اور حکم اور رضا سے [illegible] لاپروائی کرنے والے اپنی انسانی سیانپ کے کو کرموں سے دکھی ہو رہے ہیں۔ اس میں [illegible]یا کنا ہی دوش ہوتا ہے کہ اپنے ہی بُرے اعمالوں سے دُکھی ہونا پڑتا ہے۔

ایشور سرو سرشٹی کرتا کا بھی کانسٹی ٹیوشن ہے کہ اُس سے سنسار کے کام چلتے ہے
ہیں۔ اس کا ذکر بعد میں ہوگا۔ اُسکے حصول کے لئے بھی تردد کرنا پڑتا ہے اور تب ہی اُس سے
فائدے اُٹھائے جاتے ہیں اور دکھوں سے نجات ملتی ہے اور سکھوں کی خوشحالی اور
بشاشت سے منش بشاش اور خوشحال رہتا ہے۔ Supreme Being -
سرو سرشٹی کرتا ایشور کو انگریزی میں سپریم بی انگ
یعنی سب سے اعلےٰ ہستی کہتے ہیں۔ اُس کی ہستی سے پرے کوئی ہستی
نہیں وہ سپریم بی انگ سارے سنسار کا سپریم پیرے مونٹ ساورن

Supreme Paramount sovereign

یعنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو منش اپنے اپنے درجہ میں اپنے اپنے کرتویہ یعنی فرض ک
بھلی پرکار نباہتے رہتے ہیں اور اپنی انسانی سیانپ کی گمراہ چالیں چھوڑ کر اُس کے "حکم
رضا کے ماتحت ہوکر جیون کی چال ست کرم کے ست مارگ پر چلے چلتے ہیں وہ سنس
میں سنسار یاترا بھی بھلی پرکار نباہ لیتے ہیں اور موکش یعنی ایٹرنٹی کا سکھ بھی حاصل کر
ہیں۔ جو "انسانی سیانپ" کے غرور میں ایشوری آئین کے حکم اور رضا سے برگشتہ ہو
جیون کی چال ممنوع اعمالوں یعنی کو کرم کے کراستہ پر رکھ دیتے ہیں وہ دُکھوں
جنگل کی کانٹے والی جھاڑیوں میں پھنس اور اُلجھ کر بے بسی اور بےکسی کی تڑپاہٹ
اپنی جان یوں ہی گنوا دیتے ہیں۔ اُنھیں حسرت اور مایوسی کے رنج وغم میں ہی سنسار
death messenger
چھوڑنا پڑتا ہے کہ جب ایشوری آئین کے انوسار ڈیتھ مے سنجر
یعنی یم دوت گرفتاری کا وارنٹ دکھا زیر حراست کر لیتا ہے اور تب "بھوے" اور
کے دکھوں کے درد سامنے آجاتے ہیں۔

سوال ہو سکتا ہے کہ بھلا کوئی منش سپریم پیرے مونٹ ساورن سروسرشٹی کرتا
ایشور کے آئین سے برگشتہ ہو سکتا ہے۔ اس کا پورا جواب آگے دیا جاوے گا۔ یہاں تو یہ کہنا
ہے کہ ایشوری آئین کے ماتحت ہو کر سرشٹی کرتا ایشور کی سرشٹی یعنی سنسار میں اُسکے "حکم"
اور "رضا" یعنی کمینڈ اینڈ وِل Command & Will کے انوسار
سمت کرم کرنے والے سکھی ہو رہے ہیں اور وہاں ہی اُسی سرشٹی یعنی سنسار میں ایشوری
آئین کے فرمان سے برگشتہ ہونے والے اپنی ہی انسانی سیانپ کی بُری کرتوتوں سے
یعنی کُکرموں سے دکھی ہو رہے ہیں۔ اس آئین کا جنتو فیملی ورلڈ Family
World میں یعنی گھرانہ کی دنیا میں جابجا نظر آرہا ہے۔ سنسار یعنی دنیا
تو فیملی ورلڈ کے مجموعہ کا ہی نام ہے۔ چنانچہ گھرانہ کی دنیا میں یعنی فیملی ورلڈ میں فیملی یا گھرانے
کے بھلے ہیڈ Head سربراہ بزرگ سردار کے آئین سے برگشتہ ہو کر اپنی انسانی
سیانپ سے کام لینے والے مرد اور عورتیں یعنی میلز و فی میلز Male &
Female دکھی ہو رہے دکھائی دیتے رہتے ہیں اور اُسکے
آئین پر جیون کی چال چلنے والے سکھوں سے سکھی ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔
سروسرشٹی کرتا ایشور تو ودوانوں۔ گوروؤں اور مہاتماؤں کے کتھن کے انوسار
"آپ بھلا کرتوت ات نیکی" والا ہے اور سنسار اسکا شاہد ہے۔ سو جو منش اور
منشوں کی جاتیاں اُس "بھلے ات نیکی کرنے والے" کے آئین یعنی کانسٹی ٹیوشن
Constitution پر کار بند ہوتے ہیں وہ اُس پرم دینیال ایشور
کی پرم دینیالتا سے سکھی رہتے ہیں اور جو انسانی سیانپ سے اُس آئین سے
لاپرواہ ہو کر اپنے جیون کی چال کو کُکرم کے رستہ پر رکھ دیتے ہیں انکیں اپنی ہی بُری

کرتوتوں سے دُکھوں کے جنگل میں دکھوں میں اُلجھ اور پھنس کر دکھی ہونا پڑتا ہے۔ اس بارے میں چھوٹے درجہ کے منشوں کی دردناک اوستھا اور حالت گاؤں۔ قصبوں۔ اور شہروں کے گلی کوچوں بازاروں اور راستوں پر جابجا ظاہر ہو رہی ہے کہ جہاں ایشوری آئین سے برگشتہ ہو کر اپنی "انسانی سیانپ" کی چالاکی سے کام لینے والے امداد کی اپیلیں دراپیلیں اپنے ہی ہم جنسوں کے آگے کرتے رہتے ہیں اور بڑے بڑے دان دینے والے دانی اور داتے پاس سے گذر جاتے ہیں اور اُن کا ہاتھ پیسہ تک دینے کو نہیں اُٹھتا۔

یہی حال بڑے درجہ کے منشوں کا ہے کہ اُن کی اوستھا ہسٹری بتاتی رہتی ہے کہ جہاں سرکردہ لوگ اپنی داستانیں اپنے لفظوں میں بیان کر رہے ہیں اور ہسٹری لکھنے والے وہ طرح طرح کے نوٹ چڑھاتے رہتے ہیں کہ جن سے اُن کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ تو اپنے لفظوں سے بتاتے رہتے ہیں کہ بھائی! ایشوری آئین سے بے تکدر ہو کر اپنے آپ کو دُکھی نہ کر لینا۔ یہ آئین چھوٹے اور بڑے پر یکساں حاوی ہے۔ سو اس آئین کے انوسار جیون کی چال چلنے ہی سکھ ہے اور اس کے برعکس انسانی سیانپ کی چال سے دکھوں کے جنگل میں کانٹے والی جھاڑیوں میں اُلجھ اور پھنس کر دکھی ہی ہونا پڑتا ہے۔

اس کے متعلق الگزنڈر Alexander یعنی سکندر بادشاہ کی کہانی عام مشہور ہے اور حال کے لئے موزوں ہے۔ یہ بادشاہ یورپ کے برِ اعظم کے یونان یعنی گریس Greece کے ملک کی ایک چھوٹی سی ریاست کا حکمران تھا۔ اس ریاست کی حکمرانی اُسے باپ سے ورثہ میں آئی تھی۔ حکمرانی پاتے ہی اُس نے "انسانی سیانپ" سے کام لینے کی روش اختیار کر لی اور جابجا حملے کرنے شروع کر دئیے اور جابجا شہروں اور ملکوں کو اپنی فوجی لُوٹ کھسوٹ سے برباد کرنا اپنی زندگی کا اعلےٰ مقصد قرار دے دیا۔ اس

انسانی سیاپے کے زور سے ملکوں اور ملکوں کے حکمرانوں اور باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ اُس کی
انسانی سیاپے کے کارناموں سے لاکھوں جوان موت کے گھاٹ اُترے۔ لاکھوں عورتیں
بیوہ ہوئیں۔ لاکھوں ہی ماں باپ اپنے بیٹوں سے جدا ہو کر اور لاکھوں ہی بہنیں اور بھائی
اپنے بھائیوں سے جدا ہو کر تا زیست اُن کی جدائی کے غم میں دکھوں کے دردوں سے دُکھی
ہوتے رہے۔ ان کارناموں سے جن کو انگریزی میں Achievements
اسے چیومنٹس کے فخریہ لفظ سے پکارا جاتا ہے سکندر نے اپنا لقب دی گریٹ The Great
یعنی اعظم یا سب سے اعلےٰ اختیار کیا۔ اس خطاب کے حصول کے جلسوں میں ابھی شان ہی
شان کی خوشی جاری ہی تھی اور فتوحات کے دوران میں اپنے ملک کو واپس جاتے ہوئے
راستہ میں اپنی حکومت کی شان دکھائی جا رہی تھی کہ یکایک ناگہانی موت یعنی سڈن
ڈیتھ Sudden death آگئی اور کہنے لگی "بس۔ اے انسانی سیاپے
کی بس ہے۔ اب تمہارے انسانی سیاپے کے کارناموں کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اب تمہیں اپنی
ماں کو مل کر اپنی فتوحات اور ملکگیری کی شان کی داستانیں اور کہانیاں سنا کر اسکو خوش
کرنے کے کارنامہ کی بس ہو گئی ہے۔ اب تمہارا میرے ساتھ واسطہ ہے۔ میں نے تمہیں بہت
ہی جلد دنیا کے خالق اور مالک کے دربار میں پیش کرنا ہے کہ جس کی دنیا کے لوگوں کے
ساتھ تو نے ناانصافی کا سلوک کیا ہے اور انھیں تباہ اور برباد کیا ہے۔" جب یہ
سندیش ملا تو تب اُس وقت اپنی انسانی سیاپے کی گمراہی اور غلطی محسوس ہوئی لیکن
اُس وقت کی بے وقتی توبہ یعنی Repentance ری پینٹینس یا
پچھتاپ بیکار گرنا ہوئے اور مایوسی اور حسرت میں لاچار ہو کر وصیت کی کہ اُسکے دونوں ہاتھ
اُس کے کفن سے باہر رکھے جاویں تاکہ زمانہ کے سب چھوٹے بڑے کو پتہ لگے کہ انسان کی انسانی

سیانپ کے کارنامے کوئی انسان کو اصلی اور سچی خوشی اور نشان نہیں دیتے کہ وہ آگے جاکر سکھ کے سامان حاصل کرلے۔ ان سے تو دکھ اور رنج کے سوائے اور کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ انسانی سیانپ کی کرتوتوں سے خلقِ خدا کو برباد کرنے میں کوئی نفع نہیں اور یوں ہی گمراہی کی چال سے دکھوں کے جنگل میں رنجوں اور غموں میں جان گنوانی پڑتی ہے اور ناحق ایشوری آئین کے انوسار "بھوگ" اور "بھگتنے" کے دکھوں کے دردوں سے دکھی ہونا پڑتا ہے۔ میرے حال سے زمانہ کے سب چھوٹے بڑے کو پتہ لگے کہ میں انسانی سیانپ کے کارناموں سے محروم ہوکے جاکر اکیلا تن تنہا دونوں ہاتھ خالی سنسار کے اُس مالک کے دربار میں بیکسی اور بے بسی میں موت کی زیرِ نگرانی بندھا ہوا مجبوراً جا رہا ہوں کہ جسکے سنسار میں میں نے اُسکے جیووں کے ساتھ **ناانصافی** کی۔ سو اب میرا یہی کارنامہ ہے کہ میں دنیا کے چھوٹے بڑے کو اپنی حالت دکھا کر سبق دے جاؤں کہ ایشوری آئین سے برگشتہ ہونے پر خلقِ خدا کے ساتھ **ناانصافی** کرنے کے کارناموں سے کوئی سکھ نہیں اور انسان کیلئے یہی واجب ہے کہ وہ **انصاف** کی چال سے آرام گاہ میں پہنچ کر سکھ لے۔

دکھوں سے بھری ہوئی ایسی ہی داستان فرانس کے بادشاہ نپولین بوناپارٹ کی آخری زندگی بھی بتانی رہتی ہے۔ یہ بادشاہ بھی دنیا کا ایک ہی بادشاہ بننے کی ہوس میں لگا رہا اور کئی ملکوں کو تاخت و تاراج کر کے انسانی سیانپ سے ایسے فوجی نقشے بنائے کہ اُن سے اُسے سارے یورپ کا واحد بادشاہ بن جانے کا پورا یقین ہوگیا تھا اور اُس نے ارادہ کرلیا تھا کہ ان فوجی نقشوں کی مدد سے ایک ہی لڑائی لڑے جانے پر فتح ہو جاوے گی اور میں یورپ کا واحد بادشاہ بن کر اپنی فیملی کے ساتھ پیرس میں جا کھانا کھاؤں گا۔ انسانی سیانپ کے اس کارنامے نے کوئی مدد نہ کی۔ لڑائی لڑی گئی۔ فتح کے بجائے شکست ہوئی اور

فیملی کے ساتھ بیٹھ کر بادشاہی حیثیت میں کھانا کھانا نصیب نہ ہوا۔ اور قید ہو گیا اور قید میں جن دکھوں سے دکھی ہونا پڑا۔ اُن کے بیان کرنے کا واسطہ ہسٹری کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ میرا اُن سے کوئی واسطہ نہیں میں نے تو یہ کہنا ہے کہ ایشوری آئین کے ست مارگ پر چلتا ہوا انسان سکھی رہتا ہے اور دونوں جہانوں میں سکھی رہتا ہے اور ایشوری آئین کے ست مارگ کو چھوڑ کر کوکرم کے راستہ پر چلنے والے کے لئے قدم قدم پر مصیبت ہے سو کوئی کوکرم نہ کرے۔ سرت کرم کے کرنے سے اپنا بھی بھلا کرے۔ اور اوروں کا بھی بھلا کرتا رہے۔

اوپر جیسی داستانیں دنیا کی تواریخوں میں جا بجا ملتی ہیں۔ اور ہر درجہ کے لوگ اُن سے سبق لیتے ہوئے سرت کرم کو گرہن کر سکتے ہیں اور کوکرم کے راستہ کا تیاگ کر کے سکھی ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ تواریخیں بڑے دنیاوی امتحان پاس کرانے کے لئے ہی نہیں ہوتیں۔ اِن سے منش سبق لے کر انصاف کے ست مارگ پر چلتا ہوا خود بھی سکھی رہتا ہے اور دوسرے کو بھی سکھ پہنچانے کا تردد کرتا رہتا ہے۔

اوپر جیسی داستان جرمنی کے ملک کے مشہور مُدبّر اور فوجی جرنیل پرنس بسمارک نے اپنی زندگی کے دوران میں اپنے جیتے جی نیچے لکھے لفظوں میں اپنی زبان سے بیان کی :-

No body loves me for what I have done,
I have never made any body happy, nor myself, nor my family, nor any body else, but how many

have I made unhappy. But for me, Three Great wars would not have been; eighty thousand men would not have perished. Parents, brothers, sisters and widows would not be bereaved and plunged into mourning that matter I have settled with the Gods. But I have had little or no Joy from all my achievements nothing but vexation, care, & trouble.

پرنس بسمارک نے کہا "میری انسانی سیاست کے کارناموں کی وجہ سے مجھے نہ کوئی پیار کرتا ہے اور نہ ہی کوئی مجھے پسند کرتا ہے۔ میں نے کبھی کسی کو خوشحال اور بشاش نہیں بنایا نہ اپنے آپ کو۔ نہ اپنی فیملی کو۔ اور نہ ہی کسی اور کو۔ اسکے برعکس میں نے ان گنتوں کو خستہ حال اور برباد کیا۔ میرے وجود کے ہونے سے تین بڑے جنگ ہوئے۔ اُن جنگوں میں اسی ہزار جوان موت کے گھاٹ اُترے۔ ہلاک شدوں کے ماں باپ۔ بھائی۔ بہنیں اور بیوائیں اُن سے محروم اور جدا کئے جا کر مصیبتوں اور غموں کے سمندر میں غرقاب ہوئے۔ غرضیکہ جو مشہوری اور شہرت میں نے اپنے ملکی اور فوجی کارناموں سے پائی وہ میرے کسی کام نہ آئی۔ اُن کارناموں نے مجھے تو کوئی "جائے" "Joy" یعنی خوشی اور بشاشت نہ دی۔ مجھے تو میرے کارناموں کی مشہوری اور شہرت نے فکروں مصیبتوں اور رنج و غم

کی تکلیفوں کے سوائے اور کچھ نہ دیا۔"

اوپر کی داستانیں اور اوپر جیسی اور داستانیں۔ کہانیاں اور واقعات یہی نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ منش کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ انسانی سیانپ کے دکھ دینے والے کو کرم کے راستہ کا تیاگ کر دے اور سرو شکتی مان ایشور کے "حکم" اور "رضا" کے ست کرم کے ست مارگ پر جیون کی چال چلنی شروع کر دے۔ آخر کو سمہ انوسار اپنی آرام گاہ پا کر سکھ لیتا رہے گا۔

وقت کی تو بہ یعنی پچھتاپ کام کر جاتا ہے سو اگر دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں منش ایک گھڑی ہی ایشور آئین کے انوسار ست کرم کرنا شروع کر دے تو اُسکی زندگی ست کرم کے ست مارگ پر چلی چلتی ہے اور وہ زندگی کی آرام گاہ میں ہی جا ہی پہنچتا ہے اور سکھ لیتا رہتا ہے۔ جس نے آرام گاہ کے ست مارگ پر قدم تک نہیں دھرا اُسے کہاں آرام ملتا ہے اور اُس نے کہاں سکھ پانا ہے۔ سو میرا تو یہی کہنا ہے کہ ہر ایک ست کرم کرے۔ اس سے سکھ ملتا ہے اور ملے گا۔ آزما کر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی روک نہیں۔

مہا۔ اب یہ کہنا ہے کہ "سوراج" یعنی آزادی کے ملنے کی کشمکش کی کہانی بڑی لمبی چوڑی ہے، وہ نہ تو یہاں بیان ہو سکتی ہے اور نہ ہی اُس کا یہاں بیان کرنا ضروری ہے۔ یہاں تو یہی بیان کرنا کافی ہے کہ "آزادی" ایشوری بخشش کا نتیجہ ہے۔ اس بخشش کے حصول کیلئے سالوں تک طرح طرح کی انسانی کوششیں ہوتی رہیں اور ان کوششوں میں بچے سے لیکر بوڑھے تک نے مردوں اور عورتوں تک نے۔ لڑکوں اور لڑکیوں تک نے۔ پڑھے لکھوں سے لے کر ان پڑھوں تک نے اپنے اپنے درجہ میں خاصہ حصہ لیا۔ پنجاب میں تو عورتوں اور بچوں نے

کمال کر دیا کہ حاکموں کے جیل خانوں میں اُن کو جگہ دینے کیلئے کوئی جگہ نہ رہی اور سزا دینے کے
کارناموں کو جاری رکھنے کے لئے طرح طرح کے نئے آئین بنانے پڑے کہ جن کا کوئی آئین نہ تھا
سو جب تک انسانی کشمکش ہوتی رہی آزادی ملنے کے معاملہ کی عرضداشتوں اور بینتیوں کی
مسلیں حاکموں کی الماریوں میں ہی File اور No Action کے دو
لفظوں کے لیکھ سے ہی بند رہیں اور ہندوستان کا سارا ملک SanaTion
سینکشن کا لفظ حاصل نہ کر سکا۔

اس بارے میں نے اوپر کا لیکھ پھر دُہرانا ہے کہ افرادی اور مجموعی آزادی
تب ہی ایشور کے دربار سے ایشوری بخشش کے روپ میں ملتی ہے کہ جب منش اور منشوں کی
جاتیاں افرادی اور مجموعی اوستھا میں آزادی کے پانے کا ست کرم کرتی ہیں۔

اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ ایشور بھگت اور ایشور سیوک کہتے ہوئے
ہیں اور اُن کا کہنا ست اور سچ ہے اور اُس کی ستتا اور سچائی جابجا دکھائی دیتی
ہے۔ اگر کوئی دیکھنا چاہے کہ ایشور بھگتی کے ست کرم سے سرو سرشٹی کرتا
ایشور جو کہ دور سے دُور سے خیال کیا جاتا ہے وہ ایشور بھگت کے نزدیک آ جاتا ہے
تب نزدیکی یعنی نیرنس Nearness میں بھگتی بھاونا کی اوستھا میں
ایشور بھگت کی جائز بنتی اور عرضداشت جو کہ ایشوری آئین کے انوسار کی جاتی ہے
منظور ہو جاتی ہے اور تب ایشوری دربار میں منظوری کے عملدرآمد ہونے کی کارروائی خود
بخود ہوتی رہتی ہے اور ایشور بھگت اُس سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اِس کو گاڈس گائیڈینس
God's Guidance کہتے ہیں۔ اس کے لئے سنسکرت کا لفظ بھی ہے،
اور فارسی میں بھی ہے۔

سوگنا دس گنا ئی ڈینیس کی بخشش کے بل جانے سے اور اُس کو عمل میں لانے سے دکھ دُور ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور آخر کار ہٹ اور مٹ جاتے ہیں اور اُن کی جگہ آرام اور آسایش کے سامان کے مہیا کرنے کے لئے سکھ آموجود ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس سنسار میں اور اس سنسار کے بعد موکش یعنی ابرٹھی حوالہ ....ے میں جس پدارتھ کے سبب کرم سے آرام اور آسایش کے سکھ ملتے رہتے ہیں وہ وہ پدارتھ ہے کہ جس کو ایشور بھگتی کہتے ہیں۔ اس کو ہر درجہ کا منش اپنے حال میں نباہ سکتا ہے اور اسے کسی ہم جنس کے احسان کا زیر بار نہیں ہونا پڑتا اور اُسے کسی کے ساتھ ناانصافی کا ممنوع رویہ اختیار کرنا نہیں پڑتا۔ یہ معاملہ ہے تو لمبا چوڑا۔ لیکن اس کا آئین ہے اس آئین سے فقیر اور بادشاہ تک دونوں یکساں سکھ حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ناانصافی کر کے انصاف کرنے والے سرو سرشٹی کرتا ایشور کے آئین سے منحرف ہو کر منحرفی کی سزا اپنے اوپر اپنے ہی کارنامہ سے لانا بھلا کوئی انسانی وصف ہے کہ اُس کی یافت کی جاوے۔ یافت یعنی حصول اور ملنے کا تردد تو اس ایشور بھگتی کے پدارتھ کے لئے ضروری ہے کہ جس سے منش ہر ایک کے ساتھ "دھرم سبتی سمبندھ" رکھتا ہوا ابرٹھی کا سکھ حاصل کر جاتا ہے۔ باقی تو انسانی سیانپ کے کارنامے ہیں جو کہ جوابدہی کے لئے آخیر دم پہ کام نہیں دیتے اور اپنے اعمالوں سے "بھوگے" اور "بھگم" کے دکھ سہنے پڑتے ہیں اور دوست یار پرے ہی رہتے ہیں کہ لاگ لپیٹ میں نہ آجاویں۔

VI - سجن پُرشو! ایشور بھگت بننے اور ایشور اوپاسک بننے کے گُن یوں ہی نہیں آجاتے۔ ان کے حصول کے لئے بھی سہت کرم کرنے پڑتے ہیں۔ اس امر کو میں نے ورنن کر دیا ہوا ہے۔ کہاں کیا ہے اور کیوں کیا ہے۔ اس کا ذکر آگے آئیگا۔ یہاں تو

یہ کہنا ہے کہ "انسانی سیانپ" کی چالوں سے ہندوستان کیلئے آزادی ملنے ملانے کا معاملہ جو کہ مدتوں سے پہلے ہی فائل Shelved اور نو ایکشن No Action کے لفظوں سے "داخل دفتر" ہو چکا تھا کئی اور مدتوں تک ملتوی رہتا اور حاکموں کی الماریوں میں ہی مسل کے کاغذوں کو کیڑا کھا جاتا۔ اگر سرو سر شٹی کرتا ایشور پرم دینیال کی پرم دین دیالتا کی بخشش نہ ملتی۔ ایشور سرو سر شٹی کرتا کو سری گورو گرنتھ صاحب جی بانی نے "دین درد دکھ بھنجناں گھٹ گھٹ ناتھ اناتھ" کہا ہے۔ سو آپ پرم دین دیال سرو شکتی مان نے ہندوستان کے عاجزوں یعنی دینوں کے درد اور دکھ بھنجنے یعنی رنج دفع کرنے کے لئے اپنے ایشور بھگت اور ایشور سیوک مہان پُرش مہاتما گاندھی کو اپنی گائی ڈینس Guidance یعنی رہنمائی کا وصف یا گن دے کر بیکنٹھ سے بھیجا۔ سو ہندوستان کو آزادی "دین درد دکھ بھنجن" "سگل گھٹاں کے سوامی" سرو سر شٹی کرتا ایشور کی پرم دین دیالتا کے گن سے ملی جبکہ نا انصافی کی حد ہو گئی اور انصاف کے آئین کیلئے سرو سر شٹی کرتا ایشور نے نظام کے کام کو اپنے ایشوری دربار میں لے لیا۔

مہان پُرش مہاتما گاندھی نے آزادی دلوانے کیلئے اُس سپریم یا انگ Supreme Guidance ایشور سر شٹی کرتا کی ہستی کے گن بتلانے تھے کہ جسکی گائی ڈینس لے کر وہ آزادی دلوانے کے اہم کام کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ اس کیلئے اُس نے سنسار میں آکر سنسار کے مالک ایشور کی ایشور بھگتی کو افریقہ میں سدھ کر کے ہندوستان کے لوگوں کی رہنمائی کی۔ ہندوستان میں آکر بھی ایشور بھگتی کے گن کی کمالیت کے کرشمے دکھائے اور ایشور بھگت اور ایشور اپاسک کے گن کو اپنی ہستی میں قائم اور برقرار رکھا اور وقت کے حاکموں سے ایشور بھگتی کے ذریعے سے آزادی دلوانے کی کاروائی شروع کی۔ چنانچہ ایشوری رہنمائی یعنی گاڈ گائی ڈینس God Guidance

سے مدتوں سے بند مسلیں الماریوں میں سے نکل کر پیش ہونے لگیں۔ سب سے پہلے پہلی مسل کا سب سے اول نمبر پر یہ کام تھا کہ ہندوستان کو "گجھی لوٹ" سے آزاد کروایا جاوے۔

سجن پرشو! غلامی کی زنجیر کی بڑی کڑیاں ہوتی ہیں اور سخت ہوتی ہیں وہ ایشور کی رہنمائی سے ایشور بھگتوں اور ایشور اوپاسکوں کے ذریعہ ہی ٹوٹتی ہیں۔ کہ جو ایشور بھگتی سے سروو یاپک سروسرشٹی کرتا کی گاتی دہنیں سے کام لیتے رہتے ہیں۔

"گجھی لوٹ" سے بچانے کے لئے مہاں پرش مہاتما گاندھی نے سب سے پہلے ہندوستان کو پیشی تجارت کی لوٹ سے حاکموں کو "بیدخل" کرنا تھا۔ یہ بے دخلی کا نرالا آئین چرخے کے روپ میں اِسی مہاں پرش نے چلایا اور لوگوں کی بیجا نکتہ چینی کی پرواہ نہ کی اور اپنی ہستی ہیں پریکٹیکل کارروائیوں سے نبایا۔ اس سادہ اصول سے جس میں ناانصافی کی جھلک تلک نہ تھی۔ انگلستان کی کپڑے کی تجارت جس کی منڈی غلام ہندوستان بنا ہوا تھا بند ہو گئی اور غلامی کی سب سے زبردست سخت کڑی ٹوٹ گئی۔ اسی طرح اور کڑیاں ٹوٹنی شروع ہو گئیں۔ ان کڑیوں کو جوڑنے جوڑانے کے لئے کئی طرح کے ریفارم ایکٹ (Reform act) یعنی آئین اور قانون بنتے رہے لیکن وہ ٹوٹے جوڑوں کو جوڑ نہ سکے جب کہ ہندوستان کی آزادی کا "حکم" ایشور کے دربار سے نکل چکا تھا اور "بے دخلی" کی عرضداشت منظور ہو چکی تھی۔ اب تو بیدخلی کے عملدرآمد کی کارروائی ہی باقی رہ گئی تھی۔ اس "بیدخلی" کی آئینی کارروائی کے لئے اس مہان پرش کو ایشور بھگتی کی فورس اور پاور Force power سے "بھرپور" ہو کر انگلستان میں جانا پڑا۔ انگلستان میں جا کر وہاں دنیا کے چیدہ نامی گرامی منشوں کی بھری کانفرنس کے سامنے ہندوستان کی آزادی کا معاملہ پیش کر دیا۔ اور کھلے آزاد لفظوں میں

آزادی کے رہنما نے صاف کہدیا کہ ہندوستان کو آزادی ملنے کا معاملہ ایشور کے دربار سے طے ہو چکا ہے۔ اس میں شرط شرائط کی کوئی ضرورت نہیں۔ شرط شرائط کے معاملے تو "انسانی سیانپ" کے کارنامے ہیں۔ ان کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ جو لفظ کھلم کھلا آزادی کے لفظوں میں کہہ گئے وہ تو بہت سے ہیں لیکن جو یہاں کے حسب حال ہیں وہ یہ ہیں:-

with the the existance of God there is my existence, and with his guidance I have to say that in India there has been sete up a political party that can maintain Government.

اس سندیش کی ماہیت اردو زبان ادا نہیں کر سکتی اور نہ ہی عام اس کی ماہیت کو انوبھو کر سکتا ہے۔ اس سندیش کی ماہیت کو تو سندیش دینے والے اور سندیش لینے والوں کے ساتھ ہی کام تھا۔ اس آئینی کارروائی کا خاتمہ ہو گیا۔ جب کہ ایشوری حکم صاف کہہ دیا گیا۔

سو ایشوری آئین سے ہندوستان کو آزادی ملنے کا معاملہ طے ہو چکا ہوا ہے اور آئینی آزادی مل بھی چکی ہے اور "دخل" دیا اور لیا بھی گیا ہے۔ اب سکھ کو ایشوری آئین سے لانا ہندوستان کے باشندوں کا کام ہے کہ وہ اس طرف دھیان دے کر اس فرض کو بھلی پرکار نباہیں اور سکھ کو لا کر خوشحال اور بشاش ہو جاویں۔

ان حالات میں سوال ہے کہ آزادی کے مل جانے سے دکھ ہٹ جانے اور مٹ جانے

تھے لیکن انھوں نے کیوں ابھی تک خوب ڈیرا جما رکھا ہے اور سکھ کے راستہ میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے اور کیوں فی الحال سکھ کے آنے کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔
اس بارے میں کہنا ہے کہ مدتوں تک " انسانی سیانپ " کی چال سے **بائیکاٹ** کے اصول سے سودیشی چیزوں کے استعمال کے لئے اور بدیشی چیزوں کے تیاگ کرنے کیلئے ہندوستان کے کونہ کونہ میں پرچار ہوتا رہا اور ازحد کوشش ہوتی رہی کہ ہندوستان کو انگلستان کی تجارتی منڈی بنے رہنے کی غلامی سے آزاد کروایا جاوے لیکن یہ ازحد انسانی کوشش کچھ نہ کر سکی اور ہندوستان غلامی سے آزاد نہ ہو سکا۔ ہندوستان کو آزادی ملنے کا اصلی عملی کام تب ہی شروع ہوا جبکہ گاڈس گائی ڈینس **God Guidance** سے مہاتما گاندھی نے ایشوری آئین کا سندیش اور اُپدیش بھگتی روپ میں دے دیا اور کہہ دیا کہ وائولینس **Violence** یعنی انسانی زور سے **ناانصافی** کی چال کا تیاگ کیا جاوے اور **Non Violence** نان وائولینس یعنی ایشوری آئین سے **انصاف** کے ست مارگ پر جیون کی چال رکھی جاوے اور اس کام کے لئے **ایشور بھگتی کے ست کرم** کو جیون کا مکھ کرم قرار دیا جاوے اور اس پر عمل کیا جاوے۔ سو جب جابجا چرخے کے چکر چلنے شروع ہوئے تو اُن کے سندیش سے ہی لنکا شائر کے کارخانے بند ہونے شروع ہو گئے اور وقت لے کر بند ہو گئے۔ اور جب جابجا ایشور بھگتی کے روپ میں ایشور سروشکتی کرتا کے دربار میں آزادی دلوائے جانے کی پرارتھناؤں کا سلسلہ شروع ہوا تو تب لوگوں کو آزادی ملنے کے آثار دکھائی دینے شروع ہو گئے اور ایشور آئین کے ست مارگ پر چلتے ہوئے آخر کار آزادی تک رسائی ہو ہی گئی۔

مذکورہ بالا حالات میں صاف ظاہر ہے اور ان حالات میں میرا سندیش میرے ہموطنوں کے لیئے یہ ہے کہ سجن پرشو! ایشور بھگتی سے "سوراج" کی بخشش ملی۔ سو ایشور بھگتی کے ست کرم کو کرتے جاؤ۔ اس ست کرم سے آپ کے دکھ ہٹ اور مٹ جاویں گے اور سکھ آ کر آرام اور آسایش سے خوش اور بشاش کرتے رہیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایشور بھگتی کس طرح ہو؟ اس کا جواب آگے ورنن کیا جائیگا یہاں تو فی الحال یہ کہنا ہے کہ موجودہ حالات میں ہندوستان کے لوگ کوئی سکھی نہیں کہ اُن کی بہتری کے لیئے تردد اور یتن نہ کیا جاوے اور ٹھیک اور درست تردد اور یتن نہ کیا جاوے۔

بیرونی یعنی باہر نظر آنے والی رہت بہت سے تو سب کے سب سکھی دکھائی دیتے ہیں لیکن اصل میں دلی کے بانکے والا ہی معاملا ہے۔ یہ لوگ جب اکٹھے بیٹھ کر اپنے دردوں کی کہانیوں کی کتھائیں سناتے ہیں اور اپنے اندرونی حالات کا ورنن کرتے ہیں تو تب کوئی بشر نہ ہوگا کہ جس کو اُن کی دردبھری کہانیوں کے سننے سے ترس نہ آتا ہوگا اور کہ جو ان کے حق میں ایشور سے بھلا نہ چاہتا ہوگا۔ لیکن بھلا چاہنے پر بھی خوشحالی اور بشاشت کے آنے کے آثار کم ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اور دکھوں کے دردوں کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔

اس کی وجہ صاف دکھائی دیتی رہتی ہے لیکن اس کا علاج اور اوپائے نہیں کیا جاتا وجہ صاف یہ ہے کہ پور شارتھ سے کام نہ لیا جا کر جو کہ ایشوری بخشش ہے۔ "انسانی سیانپ" سے جیون کی چال چلنے کے لیئے تردد اور یتن ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ تردد اور یتن فائدے نہیں دیتے جبکہ اُن کا کوئی آئین نہیں۔ دُکھ نورتی کے لیئے کانفرنسیں بلائی جاتی

ہیں ان میں ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں۔ اور ریزولیوشنوں پر عمل بھی کیا جاتا ہے لیکن دکھ
نورتی نہیں ہوتی۔ حال میں ہی دنیا کی جینوا کانفرنس میں ہالینڈ کے ملک کے نمائندوں
نے صاف الفاظ میں کہا:۔

Financial Economics problems can not be salved by Arithamatic.

"فائی نینشل اکنامکس پرابلمس کین ناٹ بی سالوڈ بائی ارتھمیٹک" یعنی ملکوں کی مالی
حالت کے معاملے ارتھمیٹک سے حل نہیں ہوسکتے۔ گو حل کا طریق نہیں بتایا لیکن بات سولہ آنے
درست اور بجا کہی ہے۔

سو۔ اس وقت ہندوستان کو اس امر کی ضرورت ہے کہ جو تردد اور تین کانفرسوں کے
بلانے کے لئے کیا جاتا ہے وہ افرادی پورشارتھ کو عملی صورت میں لانے کے لئے کیا
جاوے۔ پورشارتھ کی ایشوری بخشش کے ہوتے ہوئے کسی مالی سرمایہ کی ضرورت
نہیں رہتی۔ پورشارتھ کی ایشوری بخشش سے تو مٹی بھی سونا دینا شروع کر دیتی ہے۔ اگر
کوئی اس ایشوری بخشش سے فائدہ نہ لے تو یہ اُس کی اپنی "انسانی سیانپ" کا
دوش اور نقص ہے کہ وہ اُس سے لاپرواہ ہو کر اُس سے اپنی دُکھ نورتی نہیں کرتا۔

Switzer land. یورپ کے براعظم میں ایک چھوٹا سا ملک سوئیٹزرلینڈ
کے نام سے اب عام مشہور ہے۔ اس کی زمین پہاڑوں کی پہاڑیوں کی پتھریلی زمین کے سوائے
اور کوئی سرمایہ نہیں دے سکتی تھی کہ اُس سے ملک اِدھر اُدھر تجارت کر سکے اور اپنی بہتری
کرنے کے لئے مالی سرمایہ کی ضرورتیں پورا کرتا رہے۔ اس حالت میں رہنماؤں نے سوچا کہ
افرادی پورشارتھ سے کام لیا جاوے۔ ملک کی حالت خود بخود شاندار ہو جاوے گی۔

اس بارے میں رہنماؤں کی رہنمائی سے اور ٹھیک اور درست پہلو سے رہنمائی کرنے سے سوئیٹزرلینڈ شاندار ملک بن گیا۔ بات یہ تھی کہ ملک کو زرخیز اور آسودہ بنانے کے لئے پہاڑ کی پہاڑیوں کی اونچی اونچی چوٹیوں پر میدانی مٹی کی ضرورت تھی۔ ملک کے باشندوں نے افرادی پورشارتھ سے میدانی مٹی ٹوکریوں میں بھر، سر اور کندھوں پر اٹھا چوٹیوں پر پہنچا دی اور چوٹیوں پر عالی شان کوٹھیاں اور مکان رہائش کے لئے پر فضا باغ باغیچے پھلوں کے دینے والے اور سیرگاہیں اور پلے گراونڈس بشانتت دینے کے لئے بن گئے۔ اس افرادی پورشارتھ سے سوئیٹزرلینڈ اپنے براعظم یعنی یورپ کا گارڈن اور پلے گراونڈ — Garden + play ground of Europe بن گیا اب اس گارڈن اور پلے گراؤنڈ سے صحت کو تروتازہ کرنے کے لئے ہزاروں Tourists ٹورسٹ وہاں جاتے ہیں اور وہاں کے باشندوں کو سیر وسیاحت کے حصول کے روپ میں مالامال کر آتے ہیں۔ اس مالامال ہونے سے اب ملک صنعت اور حرفت کا سینٹر centre ہوگیا ہے اور بیرونی امداد کے فکروں سے آزاد ہوگیا ہوا ہے۔

افرادی پورشارتھ کا کام ہندوستان میں بھی ہو سکتا ہے لیکن کون کرے اور کون کراوے کا بڑا مشکل معاملہ ہے کہ اس میں تو سرو شٹی کرتا ایشور ہی پرم دینیالو کرے تو کام بنے اور تب ہی دکھ نورتی ہو۔ تب ہی دکھ ہٹ اور مٹ جاویں اور تب ہی سکھ ملک اور ملک کے باشندوں کو خوشحال اور بشانتی کرنا شروع کر دیں۔

ہندوستان کے افرادی پورشارتھ کے معاملہ میں میدانی مٹی کی ٹوکریاں سر اور کندھوں پر اٹھانے کا سوال ہی نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ ایشور بھگتی کے ست کرم سے ہندوستان

ملک کا ہر ایک باشندہ اپنی انسانی سیانپ کو پرے رکھدے اور ایشوری آئین کے انوسار اپنے جیون کی چال ست کرموں کے ست مارگ پر رکھدے۔ کو کرموں کے کراستہ کو تیاگ دے اور ایشور سرشٹی کرتا کے "حکم" اور "رضا" کو اپنی زندگی کا مکھیہ ست کرم قرار دے اور اُن پر چلے۔ اس سے ایشوری سہائتا ملتی ہے اور برسوں کے بگڑے کام بھی ٹھیک اور درست ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس امر کو حال کا مہان پرش مہاتما گاندھی اپنے جیون میں سدھ کر گیا ہے آزادی کی بخشش اُسی کی رہنمائی کا پھل ہے کہ اُس نے خود ایشور بھگتی کو خوب نبھایا۔ اور ملک کے جیل خانوں تک کو لوگوں کے بھگتی کرنے کی جگہیں بنا دیا۔

یاد رہے کہ مہان پرش مہاتما گاندھی جیسے ایشور بھگت اور ایشور اوپاسک روز روز نہیں بھیجے جا سکتے۔ آخر لوگوں کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اپنا ادھار آپ سدھارنے کا یتن اور تردد کریں۔ ایک فرد کے پورنشار تھ سے کام نہیں اور اپنی حالت آپ سدھارنے کا یتن اور تردد کریں۔ ایک فرد کے پورنشارتھ سے ملک کے کام بنے"کا معاملہ سدھر نہیں سکتا۔ ملک تو تب ہی خوشحال اور بشاش ہوگا اور تب ہی اس سے اسکے باشندے خوشحالی اور بشاشت حاصل کر کے آرام و آسائش کا جیون بسر کریں گے کہ جب ملک کا ہر ایک شخص فرداً فرداً مرد اور عورت جوان اور بوڑھا۔ لڑکا اور لڑکی سب کے سب اپنا اپنا منصب جنم کا کرتو یہ پورے طور پر نبھائیں گے اور نبھاتے رہیں گے۔ اس کی بابت موجودہ زمانہ کے مشہور پولیٹیکل سائنسدان پروفیسر ہیرلڈ لسکی کا بھی کہنا ہے کہ:-

These can not be maintained an enlightened state without enlightend individually.

یعنی کوئی سلطنت اپنی روشن ضمیری کے وصف کو قائم اور برقرار نہیں رکھ سکتی کہ جب تک اُس کا ہر فرد اور جزو اپنی ذاتی روشن ضمیری کے وصف سے موصوف نہ ہو

اس بارے میں ہت اُپدیشں ہیں جس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہوا ہے۔ سندیش اور اپدیش ہے کہ کبوتروں کا ایک جھنڈ اِدھر اُدھر اُڑتا ہوا تھک گیا اور کبوتروں کو بڑی بھوک لگی۔ کبوتروں کی نظر ایک ایسی جگہ پر پڑی کہ جہاں دانے بکھرے ہوئے تھے اور قریب کوئی انسان بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس حالت میں انھوں نے اپنے سردار کبوتر سے درخواست کی کہ ہم اُدھر جاکر اپنی بھوک مٹالیں اور تروتازہ ہو جاویں سردار کبوتر نے جواب میں کہا کہ بھلے لوگو! اُدھر جانے کا خیال چھوڑ دو وہاں تو شکاری کا جال بچھا ہوا ہے۔ دانے چگنے کے لالچ میں تمھاری جانیں چلی جاویں گی۔ میں اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر تمہارے کھانے کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ کبوتروں نے کہا کہ ہم تو بھوک سے مرے جا رہے ہیں ہمیں تو وہاں جانا ہے۔ اُن کے اصرار کرنے پر سردار کبوتر نے کہا کہ اچھا بھائی! تم مانتے تو نہیں لیکن میں تمھیں چھوڑنا نہیں چاہتا خواہ تمہاری ضد میں میری جان بھی چلی جاوے۔ سو سارا جھنڈ اُدھر چلا گیا اور دانے چگنے لگا۔ دانے چگ ہی رہا تھا کہ شکاری نے دُور سے جال کی رسّی کھینچی اور سارا جھنڈ سردار کبوتر سمیت جال کے پھندوں میں پھنس گیا اور پھڑپھڑانے لگا۔ اس مصیبت میں جان کو گنوانا دیکھتے ہوئے سب کبوتروں نے پھر اپنے سردار کبوتر سے عرض کی کہ ہم اپنے برے کرم سے پھنس تو گئے۔ اب آپ ہی رہنمائی کریں تو ہماری جانیں بچیں" یہ کہانی لمبی ہے کہ کس طرح اُن کے لئے اُس نے جنگل کو سب طرح کے شکاریوں سے پاک و صاف کر دیا اور کس طرح اس جنگل کو اُن کی آرام اور آسایش کی آرام گاہ بنا دیا گیا۔ لیکن جو بات

حسب حال یہاں کہنی ہے وہ یہ ہے کہ سردار کبوتر نے کبوتروں کو کہا کہ بھائی! اسوقت یک جہتی سے "کام بنے گا" اس وقت سب کے سب یکدم پھڑ پھڑ کر کے پروں سے جال کو اُکھیڑنے کی کوشش کرو۔ شکاری تیار بر تیار آرہا ہے۔ اگر ہم نے ہمت نہ کی اور جال نہ اُکھڑا تو ہم سارے کے سارے شکاری کا مال ہو جائیں گے اور جانیں گنوا دیں گے جب جال اکھڑ گیا تو آگے جال سے نکل کر آزاد ہو جانے کا بھی بندوبست ہو جاوے گا۔ ایشور سہائتا دیتا ہے۔ اُس کی سہائتا سے جہاں جال اکھڑے گا وہاں اُسی کی سہائتا سے جال سے رہائی بھی ہو جاوے گی۔ فکر کی کوئی بات نہیں اس رہنمائی سے جال اُکھڑ گیا اور آخر کار آگلی رہنمائیوں سے جال سے خلاصی ہو گئی اور وہی جنگل جھنڈ کی آرام گاہ بن گیا۔

سو مہاں پُرش مہاتما گاندھی نے تو گاڈس گائی ڈینس سے رہنمائی لے کر ہندوستان کے لوگوں کو غلامی کے جال سے رہائی دلوادی اور آزادی دلوا کر ہندوستان کے لوگوں کے لیئے آرام اور آسائش کے سامان مہیا کر دیئے۔ اب ہندوستان کے لوگوں کے اپنے منش جنم کا کرتویہ یعنی ڈیوٹی اور فرض ہے کہ وہ اُس کی رہنمائی سے سُکھی ہوتے چلیں۔ وہ مہاں پُرش تو اپنی کھیلی نباہ گیا۔ اب ہندوستان کے ہر ایک شخص کا فرداً فرداً فرض ہے کہ وہ آزادی کی ایشوری بخشش سے خود بھی سکھی رہے۔ اپنے پریوار کو بھی سکھی رکھے اپنے دیش کو بھی سکھی رکھے۔ اور سنسار کے سب لوگوں کو بھی سکھی رکھنے کا تردد اور تین ایشوری آئین کے انوسار کرتا رہے۔

اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ شکام سیوکوں نے بربادگے دیش میں جہاں اپنی سیکولر گورنمنٹ کا آئین نئے سر سے بنا دیا ہے وہاں انھوں نے ایشوری آئین کے آئین پر بھی نئے

سر سے جیون کی چال چلنی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ اسکے لئے اُنھوں نے ایسوسی ایشن قائم کرلی ہے اور اُس کا کام بخوبی چل رہا ہے۔ ہندوستان کے نشکام سیوک بھی یہ کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔

VII - اس کے ساتھ یہ کہنا ہے کہ سلطنتوں کے کام کوئی آسان نہیں ہوتے۔ ان میں کئی جھمیلے یعنی مشکلیں آتی رہتی ہیں۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کی ری پبلک سٹیٹ Republic state کے ہر ایک شخص کا افرادی فرض ہے کہ وہ اپنی ناجائز انسانی سوتنترتا سے اُس کو اپنے ناواجب بوجھ بننے پر بار نہ کرے بلکہ پرلس پر تنتر ہو کر وہ کام کرے کہ جس سے سلطنت کے سب جزوں کو فائدہ ہوتا رہے۔ کُل کے بھلے میں اُس کا بھلا بھی ہوتا رہے گا۔

نیتا لوگ بڑے بھولے بھالے پر تیت ہوتے ہیں وہ ملک سے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ Selfless service + moral support. کی سہائیتا کی مانگ کرتے رہتے ہیں۔ ملک تو اس وقت اس سرمایہ سے خالی ہے۔ نشکام سیوا اور مارل سپورٹ سے کون سہائیتا کرے اور کس طرح کرے۔ سو اگر لوگوں کو نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کے حصول کرنے کے طریق بتلا دیئے جاویں اور وہ اُن طریق سے کام لیں تو تب سٹیٹ کی سہائیتا خود بخود ہوتی رہے اور مانگ کا سوال حل ہو جاوے

اینشور بھگتی نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کے طریق بتلاتی ہے سو **اینشور بھگتی** سے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کے جزو حاصل کرنے کا یتن اور تردد کرنا ضروری ہے۔

جیسے "آزادی یا سوراج" کہا جاتا ہے وہ آزادی تب ہی ہندوستان کے نصیب میں آئی جبکہ اینشور بھگت اور اینشور اُپاسک مہاتما گاندھی کی **اینشور بھگتی** کی جا بجا

پرارتھنا میٹنگوں نے دنیا میں انصاف کی پُرفضا رو چلا دی اور جبکہ اُس کا آشرم دنیا
کی ناانصافی کی چال سے دکھیوں کے لئے سُکھ کا آرام گاہ بن گیا اور جبکہ ایشور
بھگتی سے ریلیف کی بنیتیاں ایشور سروشکتی کرتا کے دربار تک پہنچ گئیں اور ایشور
سروسرشٹی کرتا پرم دین دیال نے اپنی پرم دین دیالتا سے اپنی رہنمائی دی
اس رہنمائی کا فیصلہ سُنانے کیلئے مہان برٹش مہاتما گاندھی حاکموں کے گھر پر گیا اور گھر پر
دنیا کے چیدہ نامی گرامی پرشوں کی سبھا میں کھلے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ "میری بھی
سروسرشٹی کرتا ایشور کی اتادی ہستی سے وابستہ ہے۔ میں اُس کی گائیڈینس یعنی
guidance گاڈس گائی ڈینس سے کہنے آیا ہوں کہ
ہندوستان کو آزادی دے دی جاوے۔ ملک کے گورنمنٹ کے کام کو سنبھالنے کے لئے ایک
پولٹیکل پارٹی استھاپت کردی گئی ہے"۔ یہ لفظ صاف ظاہر کرتے ہیں اور ٹھیک اور
درست ظاہر کرتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی تو ایشور سروسرشٹی کرتا ایشور
کی بخشش کے روپ میں ہے اور یہ بخشش ایشور بھگتی سے ایشور بھگت اوپاسک مہاتما
گاندھی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی سو اب ایشور بھگتی کیسے ست کو م سے ہی
ملک نے اس بخشش سے فائدے لینے ہیں۔

اس بارے میں میں نے یہ کہنا ہے کہ گو میں اپنی اوستھا کو بیان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن
مجھے کچھ بیان کرنا پڑ ہی گیا۔ اور پڑ گیا اس واسطے ہے کہ مجھے خیال آیا کہ اگر تو ہی بیان نہ
کرے گا تو اور بیان کرنے کے لئے کون اور کہاں سے آئے گا۔ سو غرض یہ ہے۔

"یوگ ایشور بھگتی کا ایک جزو ہے۔ اس جزو کو حاصل کرنے کے لئے جہاں اور کئی
نیموں کا پالن کرنا ضروری قرار دیا ہوا ہے وہاں سوادھیائے"۔ یعنی دھرم پستکوں کے

ہر روز کے پاٹھ کرنے کو بھی ایک ضروری نت نیم قرار دیا ہوا ہے۔ اس نیم کے انوسار
جہاں راقم نے اور پستکوں کا پاٹھ کیا وہاں سری گورو گرنتھ صاحب کے
جپ جی صاحب کے حصہ کا بھی پاٹھ کرنا شروع کیا۔ اس دھرم پستک کے پاٹھ سے پتہ لگا کہ یہ
دھرم پستک پکش پات سے رہت ہے اور واقعی ہر ایک کے ساتھ " دھرم سینی سمبندھ "
رکھ کر سنسار یاترا کو بھلی پرکار نباہنے کا سندیش اور اپدیش دیتی ہے۔ اس سے آگے
جب سری گورو گرنتھ صاحب کے سکھمنی صاحب کے حصہ کا پاٹھ شروع کیا تو
پتہ لگا کہ واقعی یہ دھرم پستک " سکھوں کی کان " یعنی Mine ہے کہ
جس سے فائدے در فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس پستک میں سے مجھے " آپ جیو
اور ا نام جپاؤ " کا سندیش اور اپدیش ملا۔ اس سندیش اور اپدیش کو نباہنے کے لئے جپ
جی صاحب کی چھوٹی چھوٹی پوتھیاں بانٹنی شروع کیں۔ لیکن اس امر سے کوئی دلی تسلی نہ
ہوئی جبکہ دیکھا کہ جپ جی صاحب کے کٹھن اگرچہ سرل پنجابی زبان میں ہونے کی وجہ سے
پڑھنے میں تو آسان ہیں لیکن گوڑھنے میں کٹھن ہیں اور ہر ایک شخص ان سے فائدہ نہیں لے سکتا
سو خیال آیا کہ جپ جی صاحب کے کٹھنوں کی جن کو " پوڑیاں " کہتے ہیں ویاکھیا یا
واضح تشریح لفظی معنوں بامحاورہ معنوں اور نوٹوں کے ساتھ کی جاوے تاکہ اُن سے
خاص و عام سب کے سب فائدہ لے سکیں۔ اس مطلب کیلئے مدت تک ابھیلاشا لگی رہی
لیکن ابھیلاشا حصول کے لئے سامگری نہیں ملتی تھی۔ ابھیلاشا کے دوران میں دیو یوگ سے
ایک پہاڑی علاقہ میں ندی کے نزدیک ایکانت میں رہائش کا انتظام ہوگیا اور وہاں پر
دیاکھیا یعنی تشریح لفظی معنوں بامحاورہ معنوں اور نوٹوں کے لکھنے کا کام شروع کیا اور
وہاں پر ہی ایشور سرشٹی کرتا کی پرم دینہ دیالتا سے نبھ گیا۔ جپ جی صاحب کی پوڑیاں

کے کٹھن جو ہیں قلم سے لکھے اور چھپے میرے پاس ہیں وہ تو کاغذ کے ۲ ڈو شیٹ پر ہیں لیکن اُن کی دیا کھیا تقریباً ایک ہزار صفحوں پر آئی۔ اس حجم کو کئی وجوہات سے کم کرنا پڑا اور اب یہ دیا کھیا سات سو صفحوں پر ہے اور اس کا پہلا حصہ تین سو تیئیس (323) صفحوں کا چھپ کر پبلک کے سامنے آگیا ہے۔ کاتبوں کے نہ ملنے سے۔ کاغذ کے نہ ملنے سے اور چھاپہ خانہ کی بے قاعدگیوں سے دیر در دیر ہوتی رہی اور آخر کار مجھے برفانی علاقہ کو چھوڑ کر خود ہی شہری علاقہ میں آکر کتاب کی چھپوائی کے کام کو دیکھنا پڑا۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں کی طرف سے congratulation اور Admiration یعنی تعریف اور مبارکباد کے سندیش تو آئے ہیں لیکن اُن سے میری ذات کو کوئی فخر نہیں۔ میرے لئے تو "سب گن تیرے ہیں ناہیں کوئے" کا معاملہ ہے۔ اس پستک کی ایک جلد شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرت سر نے بھی منگوائی ہے۔ اور ایک جگہ اس کی کتھا بھی ہوئی ہے۔

اسکے آگے یہ کہنا ہے کہ پہاڑی برفانی علاقہ کے لوگ مجھے عموماً نمسکار کرتے تھے جب کہ اتفاق سے کوئی مل جاتا تھا۔ میں تو ملنے سے پرہیز کرتا تھا۔ چونکہ یہ نمسکار کرنے کا کام میری ذات کے لئے نہیں ہوتا تھا میں اسے اپنی طرف منسوب نہیں کیا کرتا تھا اور کبھی کہہ دیا کرتا تھا کہ "ایشور مہاراج کو یاد کیا کرو" اس سے معاملہ ختم ہو جاتا تھا لیکن جب پہاڑی علاقہ سے مجھے شہری میدانی علاقہ میں آنا پڑا تو ایک دن ایک شخص نے مجھے نمسکار کی اور میں نے حسب معمول کہہ دیا "ایشور مہاراج کو یاد کیا کرو"۔ نمسکار کرنے والے نے مسکرا کر کہہ دیا کہ "اس زمانہ میں ایشور مہاراج کا تو لوگوں کو پتہ نہیں۔ آپ پچھلے زمانہ کی بات کرتے ہیں۔ اب تو آپ ہی ایشور مہاراج کا پتہ بتانے کا یتن اور تردد کریں تو تب ہی اُسکو یاد کیا جا سکے اور تب ہی لوگوں کا "کام بنے"

میں مدت کے بعد شہری میدانی علاقہ میں آیا تھا۔ یہ فقط ایک بھولے بھالے سادہ

شخص کی زبان سے تو معمولی طور پر نکلتے دکھائی دئے۔ لیکن میرے لئے سندیش ہو گئے۔ میں نے کہا "سندیش تو مجھے مل گیا۔ اب اس کو نباہنا میرا فرض ہو گیا ہے لیکن نبھاؤں تو کس طرح نبھاؤں جب کہ میں جپ جی صاحب کی ویاکھیا سینکڑوں صفحوں پر لکھ چکا ہوں اور کتاب کے چھپنے کا بندوبست بھی ہو رہا ہے۔ سو زیادہ لکھنے کے لئے پس و پیش ہوتی رہی جبکہ خیال آیا کہ یہ سندیش اب کا ہے۔ اسے اب کے نئے کرم سے ہی نباہنا ہے پچھلا کام پچھلے کرم کے ساتھ نباہنا تھا سو وہ "پربھ کرپا" سے نبھ گیا۔ اب کا کام بھی "پربھ کرپا" سے نبھ جاوے گا۔ اس خیال سے اُتساہ لے کر "سندھیا" کی پستک لکھنی شروع کی کہ جس کا کرنا کروانا بھارت جاتی کا مکھ ست کرم قرار دیا ہوا سو یہ کتاب پریس میں ہے۔ یہ کتاب بھی کوئی تجارتی اصول پر دس بارہ صفحے کی نہیں کہ اس کے منتر جھٹ پٹ پڑھے اور ایشور مہاراج کو یاد کر لیا کام ختم ہو گیا اور بس اس میں ایشور بھگتی کے تین جزوں یعنی ایشور اُستتی۔ پرارتھنا اور اپاسنا کے ست کرموں کو واضح کیا ہوا ہے۔ اس میں منتروں کے ساتھ اُن کے لفظوں کے لفظی معنے بامحاورہ معنے اور معنوں کے ساتھ منتروں کی عام فہم ویاکھیا یعنی تشریح دیئے گئے ہیں۔ ان سہولتوں اور آسانیوں سے سہائتا لیتا ہوا ایشور بھگتی کا خواہش مند ست دھرم کے ست کرم کو جان سکتا ہے اور جان کر اُس پر جیون کی چال چل کر خوشحال اور بشاش ہو سکتا ہے یہ سندھیا اُردو اور ہندی دونوں زبانوں میں ہے۔

سندھیا کے لکھنے اور چھپنے سے میدانی شہری علاقہ کے سندیش کا ایک جزو تو "پربھ کرپا" سے نبھ گیا کہ "کس طرح ایشور مہاراج کو یاد کیا جاوے" اب یہ لکھت سندیش کے دوسرے جزو یعنی "کام بنے" کے معاملہ کو نباہنے کے لئے لکھی گئی ہے۔

اور اس لکھنے میں بھی مجھے اپنی ذات کا کوئی فخر نہیں۔ میرے لئے تو "سب گن تیرے میں ناہیں کوئے" کا معاملہ ہے۔ تاہم یہ کہنا ہے کہ دنیا کے امتحانوں میں بڑے کورسوں کے پڑھ لینے سے کامیابی نہیں ہوتی۔ کورسوں کے ساتھ پروفیسروں اور لیکچراروں کے نوٹ سُننے ہوتے ہیں اور اُن کو یاد داشت کے لئے لکھنا ہوتا ہے۔ اور اُنکے ساتھ دیگر ودوانوں کے لیکھوں سے بھی سہایتا لینی ضروری ہوتی ہے اور وہ سہایتا لی بھی جاتی ہے اور اس طرح کامیابی ہو بھی جاتی ہے۔ یہی حال آتمک سرشٹی میں ہے کہ جاتجب سے ایشور بھگتی کے جزو حاصل کرنے سے خوشحالی اور بشاشت آ ہی جاتی ہے۔ اس کو "سوادھیائے" کہا جاتا ہے۔ اور اس کی مہما ہر روز کے "سوادھیائے" سے انوبھو ہوتی ہے۔

VIII۔ سجن پرشنو! جس پدارتھ کو ایشور بھگتی کہتے ہیں اور جس کے کرنے سے مشکل سے مشکل معمے حل ہو کر سکھ دیتے ہیں وہ پدارتھ ایشور سرشٹی کرتا کی بخشش سے ملتا ہے یہ بخشش ہر ایک کو یُوں ہی نہیں مل جاتی۔ اسکے حصول کے لئے یتن اور تردد کرنا پڑتا ہے۔ حصول کے حاصل ہو جانے کے فائدوں کے مقابلہ پر یتن اور تردد تو کچھ حقیقت نہیں رکھتا کہ وہ یتن اور تردد فائدوں کے حصول کا باعث قرار دیا جاوے ایشور بھگتی تو ایشور کی بخشش ہے لیکن اس کے لئے ست کرم درکار ہے۔

گو اس امر کو میں نے سری گورو گرنتھ صاحب کے "جپ جی صاحب" کے حصّہ کی دیا کھیا کی پستک میں لکھکر اور چھپوا کر پبلک کے سامنے رکھ دیا ہے اور یہی امر "سندھیا" کی پستک میں واضح کیا ہے تاہم یہاں بھی "کام بنے" کے معاملہ کے لئے کچھ تھوڑا سا کہنا ہے اور وہ یہ کہنا ہے کہ ہندوستان کو آزادی ایشور بھگت اور ایشوراد پاسک

مہاتما گاندھی کی ایشور بھگتی کے ست کرم کے ذریعہ سے ہی ملی ہے اور یہ کہ آزادی ایشور بھگتی کے ست کرم سے ہی قائم اور برقرار رہتی ہوئی ہندوستان کو اور ہندوستان کے لوگوں کو خوشحال اور بشاش کرے گی جبکہ ہندوستان کی ری پبلک سٹیٹ کا ہر ایک شخص اپنی پریکٹیکل زندگی میں **ایشور بھگتی** کو اپنی زندگی کا مکھ ست کرم قرار دے دیگا اور اُس پر عمل کرے گا۔

IX۔ اب **ایشور بھگتی** کے حصول کے طریق کی بابت کچھ کہنا ہے۔ سوسری گورو گرنتھ صاحب کے سندیش اور اُپدیش کے انوسار انسانی سیانپ کے کارناموں کے تیاگ اور ایشور کے "حکم" اور "رضا" کے انوسار جیون کی چال ست کرموں کے ست مارگ پر چلتے چلنے کو **ایشور بھگتی** کہتے ہیں۔ اس حکم اور رضا کے انوسار جاپ۔ سمرن۔ اور منّنے کے تین ست کرموں پر کاربند ہونا پڑتا ہے۔ انھیں تین ست کرموں کو پراچین رشیوں منیوں نے ہندو دھرم شاستروں میں ایشور اُستتی۔ پرارتھنا۔ اور اوپاسنا کہا ہے۔ ان تین ست کرموں کے کرنے سے سہائیتا لیتا ہوا منش بھلی پرکار سنسار یاترا بھی نباہ جاتا ہے اور ایٹرنٹی یعنی موکھش کا سُکھ بھی حاصل کر جاتا ہے۔

ایشور بھگتی سے بے مکھ ہونے والے اور اپنی انسانی سیانپ سے کام لینے والے منش کہتے رہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ بھلا اک اونکار ایشور سرشٹی کرتار کے جاپ سے کبھی کوئی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے اور جاپ کے ست کرم سے کوئی روزی کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں کہ "جاپ" پر وقت لگایا جاوے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ دنیا کے کاروبار میں وقت لگایا جاوے اور روزی کے سامان مہیّا کئے جاویں۔ ایسے اشخاص کی آگاہی کے لئے گو میں نے جپ جی صاحب اور سندھیا کی دونوں پُستکوں میں بتا دیا ہوا ہے کہ اس سے

وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ اس سے وقت سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے اور مالی سرمایہ زندگی کے آرام اور آسائش کے لیئے کافی حاصل ہوجاتا ہے تاہم یہاں بھی کچھ کہنا ہے اور وہ یہ کہنا ہے کہ سجن پرشو! ایشور بھگتی کے جاپ کا ست کرم تو "کرامات" یعنی Miracle معجزے کا کام کرتا ہے کہ جسے خاص معجزہ کہتے ہیں اور عام اُسے جادو کہتے ہیں۔ اس سے روزی باقاعدہ آسانی سے ملتی رہتی ہے۔ اسکے فائدے تو دنیا کے کاروبار میں جابجا دکھائی دیتے رہتے ہیں لیکن اُس کو دکھائی دیتے ہیں کہ جو ایشور کا جاپ کرے اور ایشور کے سنسار کے وراٹ سروپ میں اُسکی مہان سامرتھ کو انوبھو کرے۔ چنانچہ سلطنتوں کے نظام میں فائی ننس Finance کے محکمہ کو وڈیائی اور فضیلت ہے۔ سو اس محکمہ میں اُن کو وڈیائی اور فضیلت دی جاتی ہے کہ جنھوں نے اوائل عمر میں جاپ کے سسٹم System پر عمل کیا ہوتا ہے چنانچہ ان وڈیائی اور فضیلت حاصل کرنے والے اشخاص نے ہندسوں اور ہندسوں کے گروں کا اپنی اوائل عمر میں خوب جاپ کیا ہوتا ہے۔ ہندسوں کے جاپ اور ہندسوں کے گروں کے جاپ سے یہ وہ اعلیٰ نشستیں گورنمنٹ کے نظام میں پالیتے ہیں اور پالینے سے سُکھی ہوجاتے ہیں کہ جو من مانی چالوں کے چلنے والے کو ہندسوں کے جاپ سے بے مکھ ہونے کی وجہ سے خواب میں بھی دیکھنی نصیب نہیں ہوتیں۔ دنیا میں کون سا کام ہے کہ جس میں ہندسوں کے جاپ کرنے والوں کا حصہ نہیں۔ ساہوکاروں سیٹھوں سوداگروں اور دیگر بیوپاریوں کی خوشحالی جو نظر آتی رہتی ہے۔ انھیں ہندسوں کے جاپ کرنے والوں کے ذریعہ سے ہے۔ اگر ان لوگوں کے حساب دان منیم یعنی اکونٹنٹ حساب میں گڑبڑ کردیں تو ان ساہوکاروں سیٹھوں۔ سوداگروں اور بیوپاریوں کی ہستیوں کو خطرہ

در خطرہ میں ڈال دیں۔ ملٹری تک تو، کہ جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اسے توتوپ تفنگ۔ بندوق۔ بارود۔ اور تلوار وغیرہ کے سوائے اور کوئی کام نہیں۔ سندسوں کے جاپ کرنے والوں کی رسائی ہے۔ اگر یہ لوگ خرچ اور آمدنی کے حساب کو درست نہ رکھیں اور اُس میں گائی ڈینس Guidance نہ کریں تو ملک کے نظام میں گڑبڑ پڑ جاوے اور اُس کا سنبھالنا مشکل ہو جاوے۔

جاپ سے گائی ڈینس لینے کا یہ طریق دنیا کے کاروبار میں جابجا نمایاں ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر لوگ بھی تو دوائیوں کے نام اور استعمال کے جاپ سے لوگوں کی گائی ڈینس کر رہے ہیں۔ اس سے خود بھی سکھی رہتے ہیں اور دنیا کے لوگوں کے لئے بھی سکھ پہنچانے کا بندوبست کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹروں کی طرح پلیڈر۔ وکیل اور ایڈوکیٹ لوگ قانون کی کتابوں کا جاپ کرنے سے آپ بھی سکھی ہو رہے ہیں اور لوگوں کو بھی اپنی گائی ڈینس سے مشورہ اور صلاح دیتے ہوئے نا انصافی کے دُکھ سے بچانے کے لیے سہایتا اور مدد دے رہے ہیں۔

اسی طرح سے تعلیم کے سسٹم میں کتابوں کے جاپ اور جاپ کے ساتھ اُس کا جائز استعمال کرنے والے دنیا کے سب ملکوں میں اعلےٰ اعلےٰ ڈگریاں اعلےٰ اعلےٰ یونیورسٹیوں کی حاصل کر رہے ہیں اور ڈگریوں کے حصول سے اعلےٰ درجے حاصل کر کے سکھی ہو رہے ہیں۔

جاپ کا ہی یہ وصف ہے کہ ایگزامینر اور ایگزامنی Examiner + Examinee نے ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں ہوتا اور کامیابی کا فیصلہ نرے جاپ کے جائز استعمال سے ہو جاتا ہے۔ جب کہ کتابوں کے جاپ سے

علم کو دل میں جگہ دی ہوتی ہے۔ کتابوں کے جاپ کو فضول سمجھنے والے اور اُن سے رہنمائی نہ لینے والے ناکامیاب ہو رہے ہیں اور ناکامیابی کے دکھوں کے دردوں سے جابجا دُکھی دکھائی دے رہے ہیں جبکہ اُن کے پہلو بہ پہلو کتابوں کے جاپ کرنے والے سکھی ہو رہے ہیں۔

جاپ کا یہی نیم آتمک سرشٹی میں کام کرتا ہے کہ ایشور اک ادنکار ست نام سرشٹی کرتا کے گنوں کا جاپ کرنے والے خود بھی سکھی رہتے ہیں اور اوروں کو بھی سکھ پہنچانے کا تردد اور یتن کرتے رہتے ہیں۔ ایشور کے گنوں کو ضمیر۔ دل۔ من۔ یا کانشنس Conscience میں رکھ کر برائی سے تیاگ کرتے ہوئے اپنے لئے نیکی کا سرمایہ اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور اُس سرمایہ سے دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کر لیتے ہیں اور یہی طریق اوروں کو بتلا کر اُن کو نیکی کے سرمایہ کے اکٹھے کرنے پر لگا دیتے ہیں اور اُس پن کا پھل ایشور کے دربار سے حاصل کرتے ہوئے وہ اعلیٰ درجہ حاصل کر جاتے ہیں کہ جس کا سندیش اور اُپدیش جپ جی صاحب کی پوڑیوں میں خاص و عام سب کے لئے دیا ہوا ہے۔

ایشور جاپ سے بے مکھ ہونے والے کو تو روٹی بھی مشکل سے میسر ہوتی ہے اُسے تو اسکے حصول کے لئے دربدر آوارہ گردی کے دکھوں سے ہی دکھی ہونا پڑتا ہے جاپ کے گنوں اور جاپ کے گنوں کی مٹھاس کے گن سے ناواقف لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ ایشور جاپ میں کوئی گن اور مٹھاس نہیں کہ اُس پر وقت لگایا جاوے اور باقی ضروری کام ملتوی کر کے چھوڑ دئے جاویں۔ اُن کی آگاہی کے لئے کہنا ہے کہ اس گن کو انوبھو کرنے کے لئے تو کوئی لمبے چوڑے تردد کرنے کی ضرورت ہی نہیں

اس گن سے واقف ہونے کے لئے کسی ماں کے پاس جایئے کہ جس کا بیٹا گھر سے باہر کسی کام کے لئے گیا ہوا ہو۔ خواہ ولایت میں پڑھنے کے لئے۔ خواہ دور کسی جگہ پر نوکری یا بیوپار کرنے کے لئے، وہ ماں بتائے گی کہ وہ کس طرح اپنے بیٹے کا نام بار بار جپنے سے اور اُس کے گنوں کو بار بار دُہرانے سے اپنے دل کو اُس کے نام اور اُس کے نام کی مٹھاس سے خوش کرتی رہتی ہے۔ جبکہ وہ ہر بات میں اپنے ساتھ بات کرنے والوں کی باتوں میں اپنے بیٹے کے نام اور نام کے ساتھ اُس کے گنوں کو بار بار دُہرا کر اُن کا جاپ کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح ایشور بھگت بھی جاپ کا ست کرم کرتا ہوا سدا خوشحال اور بشاش رہتا ہے اور اس سے آگے سمرن اور منن کے ست کرموں کو نباہتے ہوئے ایٹرنٹی eternity کا سکھ حاصل کر جاتا ہے کہ جس کو زندگی کا آبجیکٹ object یعنی مدعا کہا جاتا ہے اور ہے بھی۔

ایشور جاپ سمرن اور منن کے ست کرموں کی طرح ایشور استتی۔ پرارتھنا اور اپاسنا کا بھی یہی حال ہے کہ اُس سے ایشور بھگت خوشحال اور بشاش ہو کر ایٹرنٹی کا سکھ حاصل کر جاتا ہے۔ گو اس کو جپ جی صاحب اور سندھیا میں وستار کے ساتھ ورنن کر دیا ہوا ہے تاہم تھوڑا سا اس کے پہلے جزو کی بابت جاپ کے طریق کے انوسار کچھ کہنا ہے۔

سجن پرشو! جس طرح جاپ کے ست کرم سے ایشور بھگت ایشور کی بخششوں سے نہال اور خوشحال ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح ایشور استتی کے گن سے وہ ایشور کی بخششوں سے نہال اور خوش حال ہو جاتا ہے۔ استتی کے گن کے یہ فائدے جابجا دکھائی دیتے ہیں

چنانچہ تمثیل کے طور پر سوداگر۔ بیوپاری اور دوکان دار وغیرہ بڑی مادی چیزوں کی اُستتی کرتے کراتے مالا مال ہو رہے ہیں۔ وہ اخباروں میں اپنی مادی چیزوں کی تعریفیں یعنی اُستتیاں جابجا کر رہے ہیں اور کرا رہے ہیں کہ یہ چیزیں انسان کو یہ فائدے دیتی ہیں اور فائدوں کے مقابلہ پر قیمت کچھ بھی نہیں اور اس طرح لوگ دھڑا دھڑ خریداری کر رہے ہیں اور اُن کے گھر پر اُن کو دولت پہنچ رہی ہے۔ اُستتی کا ہی دولتمند بنانے والا کام ریلوے سٹیشنوں کی دیواروں پر۔ ہوٹلوں اور سرائوں کے اندر اور باہر ریلوے گاڑیوں بسوں اور لاریوں کے اندر۔ گاؤں۔ قصبوں۔ شہروں کی بازاروں۔ گلیوں۔ کوچوں اور راستہ پر ہو رہا ہے۔

سو اسی طرح ایشور بھگتی کے اُستتی کے ست کرم سے ایشور بھگت کو سکھ ملتے رہتے ہیں اور اُس کے آشرم پر ملتے رہتے ہیں۔ اُستتی کے آگے پرارتھنا اور اُپاسنا کے جزوں کے ست کرم کو نباہنے سے ایشور بھگت اس سنسار کی یاترا بھلی پرکار نباہتا ہوا آخر کار ایٹرنٹی کا دائمی سکھ حاصل کر جاتا ہے۔ اسکی تمثیل دنیا کی سلطنتوں کے کاروبار میں بھی دکھائی دیتی ہے کہ جہاں اپنے فرضوں کو نباہنے والا شخص ریٹائرمنٹ میں اپنے لئے سرمایہ حاصل کرتا رہتا ہے۔

غرضیکہ میرا اسندیش یہ ہے کہ دونوں جہانوں کے سکھ ایشور بھگتی کے ست کرم میں پنہاں ہیں۔ ان کے تلاش کرنے کے واسطے اِدھر اُدھر انسانی سیانپ کی گمراہی سے بھٹکنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ہموطن اس طرف دھیان دیں اور ایشور بھگتی سے اپنی دُکھ نورتی کر کے خوش حالی اور شانتی کا جیون بسر کریں۔

سجن پرشو! اُستتی کے ساتھ جب پرارتھنا کو شامل کر دیا جاتا ہے تو منش

ایشور سرو سرشٹی کرتا پرم دینڈیال کی بخششوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اس کی تمثیل دنیا کے کاروبار میں بزازوں کی دوکانوں پر عام دکھائی دیتی ہے اور دیکھی جاسکتی ہے کہ جہاں کپڑا بیچنے والا بزاز کپڑے کی استتی کرتے ہوئے کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے، ملائم ہے۔ اس کا عرض بھی خاصہ لمبا ہے۔ یہ سردی گرمی کے دونوں موسموں میں کام دے جاتا ہے۔ ہنڈٹن سار یعنی دیرپا مضبوط **Durable** ڈیورے بل ہے۔ فیشن ایبل ہے اور اسکے ساتھ ہی قیمت بھی کوئی بڑی نہیں یہ پرارتھنا کر دیتا ہے کہ آپ ضرور خرید یئے۔ اس سے ہر حالت میں فائدہ ہی فائدہ ہے تو خردمند خریدار خرید ہی لیتا ہے اور خریداری سے کوئی نقصان میں نہیں رہتا کہ جب استتی اور پرارتھنا ست اور سچ ہوں۔ سو ایشور بھگت بھی جب ستنام ایشور سرو سرشٹی کرتا کی ستتا کی استتی کے ساتھ پرارتھنا کے جزو کو شامل کر دیتا ہے تو وہ دونوں جہانوں میں سکھوں سے خوشحال اور بشاش ہو جاتا ہے۔

استتی کے بعد پرارتھنا کو شامل کرنے سے فقیر روزی حاصل کر رہا ہے۔ ملزم اسی سے جج اور مجسٹریٹ سے اگر معافی نہیں حاصل کر سکتا تو سزا کم کرا ہی لیتا ہے۔ بیچارا قرضدار قرضخواہ کی استتی کرتے ہوئے اور اُس کے ساتھ پرارتھنا کو شامل کر کے اپنے قرضخواہ سے اگر قرض کی اصلی رقم معاف نہیں کروا سکتا تو بیاج کو تو معاف کروا کر اپنا بوجھ ہلکا کر ہی لیتا ہے۔ بیٹا پچھتاپ کرتا ہوا اپنے بھلے نیکی کرنے والے باپ کی استتی کرتے ہوئے اور استتی کے بعد معافی کی پرارتھنائیں کرتے ہوئے اپنے گناہ بخشوا کر پتا سے خوشحال اور بشاش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میرے ہموطن "آپ بھلا کر توت ات نیکی" والے پرم دین دیال سرو سرشٹی کرتا ایشور کی سچی استتی اور سچی پرارتھنا سے ست کرم سے

اپنی دکھ نورتی کر سکتے ہیں۔ سو اُن کے آگے میری بینتی ہے کہ وہ اس طرف دھیان
دیں اور دکھوں سے چھٹکارا حاصل کر کے نئے سر سے جیون کی چال ایشور بھگتی کے
ست کرم کے ست مارگ پر چل کر سکھوں کو حاصل کریں اور اُن سے خوشحالی اور
بشاشت کا جیون بسر کریں۔

سجن پرشو! مہان پرش مہاتما گاندھی کی پرارتھناؤں نے آپ کو آزادی
کے دلوانے میں بڑا حصہ لیا ہے۔ اب وہ مہان پرش تو نظر سے اوجھل ہو گیا۔ اُس کی
پرارتھناؤں کی برکت کہاں مل سکتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے فرداً فرداً اپنے
گھروں کو پرارتھنا کرنے کے استھان بناؤ۔ اس طریق سے اَنتی پرارتھنا۔ اور اوپاسنا
کے ست کرموں کو کرنے سے خوشحال اور بشاش ہو جاؤ گے۔

X - یہ امر صاف طور پر ہر روز دیکھتے ہوئے بھی کہ سیکولر کاروبار میں دُکھی لوگ اپنی
دُکھ نورتی کے لئے اپنے بادشاہوں کی عدالتوں کچہریوں اور درباروں تک
جاتے ہیں اور خود جاتے ہیں اور وہاں پر حسب ضابطہ ریلیف Relief یعنی
دکھ نورتی کے لئے اور سکھ کے پانے کے لئے بینتیاں اور عرضداشتیں پیش کرتے ہیں
اور کہ کوئی کچہری یا عدالت خواہ خود مختار بادشاہ کی ہو یا کسی ری پبلک سلطنت
کی ہو گھر پر آ کر ریلیف نہیں دے جاتی۔ اور کہ دُکھ نورتی کے لئے بادشاہی آئین
کے مطابق پروسیڈنگز Proceedings سے کام لینا ہوتا ہے۔ اور کام
لینے کیلئے طرح طرح کے تردد، در تردد کرنے پڑتے ہیں۔ کئی ہم جنسوں کے احسانوں کے بوجھ
سے سر کو بار بار جھکانا پڑتا ہے خواہ وہ سہائتا کریں یا نہ کریں اور وہ سہائتا
کرنے کی سامرتھ رکھتے ہوئے بھی سہائتا نہیں کرتے۔ ہندوستان کے لوگ یہ نا واجب

خواہش کرتے نہیں جھجکتے کہ سروسرشٹی کرتا کے عالی شان دربار سے کہ جہاں بھی رسائی حاصل کرنے کے لیئے دربار کی عالی شان کے مطابق بڑا تردد کرنا پڑتا ہے۔ یوں ہی تردد کیے کرے بغیر۔ عملی کارروائی کیئے بغیر۔ بینتی اور عرضداشت کے کیئے بغیر ریلیف مل جاوے۔ خود بخود گھر بیٹھ مل جاوے۔ جھٹ پٹ مل جاوے اور جھٹ پٹ دُکھ دور ہوتی ہوتے ہوئے موٹریں سیر کرنے کے لیئے حاضر رہیں۔ عالیشان کوٹھیاں رہنے کے لیئے مل جادیں اور نوکر چاکر ہاتھ جوڑ کر طرح طرح کی خدمات بجا لانے کے لیئے تیار رہوں۔ ایسی ناواجب خواہش کرنا اور خواہش کے پورے نہ ہونے پر سروسرشٹی کرتا ایشور کی عنایتوں کو وسار دینا اور وسار کر کے اپنی انسانی سیاپ کے کارناموں کے بُرے نتیجوں سے دکھی ہونا اور ابناد دکھ پرم دیندیال ایشور کی طرف منسوب کرنا ہوشمندوں کی شان کے شایان نہیں۔ آپ تو آستک پراچین ایشور بھگتوں اور ایشور اپاسکوں کی سنتان ہو کہ جو ایشور بھگتی سے سنسار کے کرتار اور دا تار کے حکم اور رضا کے انور اپنا جیون بھلی پرکار نباہ گئے اور آپ کے واسطے اُس کے کرتے رہنے کا سندیش اور اُپدیش دے گئے۔ سو اُن کے سندیش اور اپدیش کو کام میں لاکر ایشور بھگتی کے ایشوری آئین کے ست کرم کے ست مارگ پر جیون کی چال چلنی شروع کر دو۔ سکھی ہو جاؤ گے۔

دنیاوی عدالتوں کچہریوں اور درباروں سے ریلیف کوئی جھٹ پٹ نہیں مل جاتا۔ ریلیف دینے کے لیئے ہر پہلو کو دیکھنا پڑتا ہے اور اُس دیکھ بھال کی کارروائی کے لیئے وقت درکار ہوتا ہے۔ دنیاوی عدالتوں میں تو آپ اس کارروائی کے تحت چلیں۔ اور چلتے ہوئے فرشی سلام کریں اور عرضداشتیں کریں لیکن سرشٹی کرتا ایشور کے عالیشان دربار یعنی ودواٹ میں نہ جھکیں اور نہ ہی عرضداشت کریں اور پھر آپ بخششوں کی

اُمیدیں رکھیں۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ آئین کے برخلاف ہے۔ آپ کے **ایشور بھگتی** کے
ست کرم سے بے مکھ ہونے سے سرو سرشٹی کرتا ایشور کی شان میں تو فرق آ نہیں سکتا فرق
تو آپ کی شان میں آئے گا جبکہ ست کرم سے بے مکھ ہونے سے آپ کو سنسار کے عنصر
ساتھ دنیا چھوڑ دیں گے۔ دنیا کی عدالتوں سے جن کو ریلیف نہیں ملتا وہ کوئی عدالتوں کا
کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ناواجب حرکات سے وہ اپنا آپ ہی بگاڑ کرتے ہیں سرو سرشٹی
کرتا ایشور تو "بخشن ہار" ہے۔ بنتیاں کرکے اپنے پاپ بخشواؤ۔ اور نئے سر سے جیون
کی چال **انصاف** کے ست مارگ پر چلنی شروع کردو آرام ملے گا۔

سرو سرشٹی کرتا ایشور کا دربار تو سب دنیاوی عدالتوں کچہریوں اور درباروں سے
بڑھ چڑھ کر اونچا اور عالی شان ہے۔ اُس عالیشان دربار میں بنتیاں اور عرضداشتیں
کرنے والے بنتیوں اور عرضداشتوں کی سچائی سے سچے ایشور کے سچے آئین سے سچے دربار سے
امیر ہو رہے ہیں اور ناواجب حرکات کرنے والے امیر کنگال ہو رہے ہیں۔ سو دنیا کے سچے حساب
سچے نام والے سرو ایشور کے دربار میں سچے ریلیف کے پانے کے لئے سچی بنتیاں اور عرضداشتیں
کرو دکھ غصہ **نورئی** ہو جاوے گی اور سکھ آرام اور آسایش دینے کیلئے آ موجود ہوں گے۔

سچی بنتیاں اور عرضداشتیں یعنی پرارتھنائیں کرنے کے آئین کو حال کے زمانہ کا
مہان پرش مہاتما گاندھی آپ کو بھلی پرکار بتلا گیا ہے۔ اُس کی سچی پرارتھناؤں کا ہی
پھل ہے کہ آپ غلامی سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اب اپنے ذاتی پورشارتھ کو بھی کام میں
لاؤ اور آزادی کے جیون سے **انصاف** کو مدنظر رکھتے ہوئے خوش حال اور پرشانش
ہونے کا نردار اور یتن کرو۔

IX۔ ایشور **بھگتی** کے ست کرم سے ایشوری آئین کے ست مارگ پر جیون کی چال

چلنے سے اور اس سے سکھوں کے آرام اور آسائش کے سامان کے حصول کے بارے میں
پراچین رشی منی سادھو سنت یوگی تپسوی سنتوکھی دھرماتما اور جہاتما آپ کی رہنمائی
کے لئے گاڈس گائی ڈینس God's guidance سے رہنمائی
یہ سندیش اور اُپدیش دے گئے ہوئے ہیں کہ :-

بھارت ورش میں بھارت جاتی یعنی نیشن nation تب ہی
خوشحال اور بشاش رہے گی اور تب ہی خوش حال اور بشاش رہ کر اپنا ایشوریہ قائم
برقرار رکھے گی جب کہ :-

۱۔ جاتی کا کوئی شخص سروسر شٹی کرتا ایشور کے ایشوری آئین سے برگشتہ ہو کر
پاپ نہ کرے۔

2۔ جاتی کا کوئی شخص انسانی سوتنترتا کے ناجائز استعمال سے اپنے آپ کو
مصیبت میں نہ پھنساوے۔

3۔ جاتی کے سب لوگ اپنے اپنے کوکرموں کی سزا سے پچھتاپ کرتے ہوئے جلدی
چھٹکارا حاصل کر کے سکھ سے زندگی بسر کریں۔

4۔ جاتی کے افراد مصیبت اور خطرہ میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے
کو تسلی دیں۔

5۔ جاتی اپنے بڑوں اور ودوانوں کا مان آدر کرے۔

6۔ جاتی کا ہر فرد اپنی انسانی سوتنترتا کے ناجائز دعوے کو چھوڑ کر پرمیشور پرتنترتا
کے نیم کے انوسار کل جاتی کے بھلے میں اپنا افرادی بھلا شامل سمجھے اور اس پر عمل کرے

XII۔ اب سوال یہ ہے کہ پراچین ایشور بھگت اور ایشور اوپاسک

رشیوں منیوں کی رہنمائی کے مندرجہ بالا سندیش اور اپدیش سے عملی فائدے کس طرح حاصل کئے جاویں ۔ اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ اس وقت زندگی کی چال کی اندھادھندی سے کوئی ست کرم کے ست مارگ پر زندگی بسر نہیں ہو رہی کہ اُس سے اُمید ہو سکے کہ دکھ دور ہو جاوے گی اور دیش اور دیش کی جاتی سکھ کا جیون بسر کرتی ہوئی عروج کی شان سے شاندار ہو جاوے گی ۔ اس وقت تو بے آئینی کا زور ہے اور بے آئینی کے زور سے بے آئینی کے رخ پر چل کر لوگ بے آئینی سے دکھی ہو رہے ہیں ۔ اس میں سر دسرشٹی کرتا ایشور کے ایشوری آئین کا کوئی دوش نہیں کہ اپنے دکھوں کے دردوں کی بے چینی اور بے قراری کی مصیبتوں کو اُس کی طرف منسوب کیا جاوے اور بیجا شکائیتوں میں تسلی حاصل کرنے کے طریق ڈھونڈے جاویں ۔ بے چینی اور بے قراری نہ تو شکائیتوں سے ہٹتی ہے اور نہ ہی مٹتی ہے یہ تو تب ہی ہٹتی ہے اور تب ہی مٹتی ہے اور تب ہی اُسکے ہٹنے اور مٹنے سے سکھ نصیب میں آتے ہیں کہ جب کہ اُس کے ہٹانے اور مٹانے کا ٹھیک اوپاؤ اور علاج کیا جاوے ۔

گزشتہ زمانہ کے حاکموں کی بے آئینی سے دکھوں کی مصیبتوں کی بے چینی اور بیقراری کو ہٹانے کے لئے ملک نے نیا آئین تو بنا لیا ہے ۔ لیکن ملک نے ابھی تک اپنی افرادی بے آئینی کے ہٹانے اور مٹانے کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا ۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں اور اس کی تائید میں زمانہ کے مشہور سائنسدان کا کہنا بھی کہہ چکا ہوں کہ سلطنتوں کی روشنضمیری تو افرادی روشنضمیری سے بنتی ہے اور افرادی روشنضمیری سے ہی قائم اور برقرار ہو کر سلطنتوں کی شان کا عروج ہوتا ہے ۔ اس وقت افرادی روشن ضمیری ملک کی شان کے عروج کیلئے وہ گن مہیا نہیں کر رہی کہ جس کے لئے برسر حکومت لوگ روز بروز اپیلیں کرتے رہتے ہیں اور اپیلوں کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی ۔ سجن پرشو! سیلف لس سروس اور

مارل سپورٹ
selfless service and moral support
کی سہائیتا کون دے اور کہاں سے دے کہ جب اُس کا سرمایہ ہی نہیں۔ اس وقت ملک کا افرادی جزو بے آئینی کے کُراستہ پر چل رہا ہے اور بے خبری سے آپ بھی دکھی ہو رہا ہے اور اپنی حکومت کو بھی کوئی ایسی سہائیتا نہیں دے رہا کہ اُس سے تسلّی ہو جاوے اور یہ کہتے ہوئے جیون بسر کیا جاوے کہ اب دکھوں کی مصیبتوں سے دُکھ نوتی ہو گئی ہے اور اب سنسار میں بھی سکھ ملے گا اور آگے بھی سکھ ملے گا۔

سو افرادی بے آئینی کے ہٹانے اور مٹانے سے اور اُس کی جگہ افرادی آئین سے افرادی روشن ضمیری آئین کو کے سلطنت کے افراد کو سکھی کرنے کے لئے اور اُس سے سلطنت کے لئے سیلف لس سروس اور مارل سپورٹ کی سہائیتا حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح ہندوستان کی ری پبلک کا نیا آئین بنایا گیا ہے۔ اُسی طرح ری پبلک کے پبلک کیلئے بھی نیا آئین بنایا جاوے۔

میں مانتا ہوں کہ یہ ری پبلک کا کام نہیں اور ری پبلک کو کسی طرح بھی اس میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ یہ تو افرادی زندگی کا سوال ہے۔ اس کو ملک کے روشن ضمیر افراد ہی نباہیں تو تب ہی ٹھیک اور درست ہے۔ ری پبلک اپنا کام کرتی رہے اور پبلک اس سنسار کی یاترا بھلی پرکار نباہنے کے لئے اور آگے بھی سکھ حاصل کرنے کے اپنا آئین خود بنا دے اور اس آئین میں Non violence نان وائلینس کے جزو کو مکھ قرار دیا جاوے۔ اس طرح افراد دکھوں کی مصیبتوں سے آزاد ہو کر یہاں بھی اور آگے بھی آئین کے سکھ سے سکھی ہو جاویں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ نیا افرادی آئین کہ جس سے افراد کو سکھ ملے۔ ری پبلک کو

سکھ ملے اور منش ماتر کو سکھ ملے۔ کہاں سے تلاش کیا جاوے اور کس طرح حاصل کیا جاوے
اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان کے پراچین رشی منی ایشوری آئین کے انوسار اپنا
جیون بسر کرتے تھے اور سنسار یا نتر ابھلی پرکار نباہ کر ایٹرنٹی کا جا سکھ لیتے تھے۔ اس
آئین میں مردم آزاری اور جانور آزاری کا نام ہی نہیں۔ سوا اس نان وائلینس
Non violence کے نیتم سے ہر ایک منش سنسار میں بھی سکھی رہ
سکتا ہے اور آگے بھی سکھ پا سکتا ہے۔ اس آئین کے ایک ست کرم کو یہاں لکھا بھی جاتا
ہے تا کہ ہر ایک منش کو پتہ لگے کہ اس کے گن کس قدر بڑے فائدہ مند ہیں کہ جب اُس کا
ایک نیتم ہی جیون کی چال ست کرم کے ست مارگ پر چلانے سے ایشوری بخششوں
سے خوشحال اور بشاش کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس آئین میں سوال وجواب کے طور
پر کہا ہے :۔

ایشور کیا ہے ؟

جواب میں کہا ہے :۔ اے انسان ! دُنیا کی تمام موجودات میں جو موجود رہ کر
سب کو انتظام میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے۔ اُس سے ڈر کر **ناانصافی** سے
کسی کے مال و دولت کو لینے کی **خواہش** مت کر۔ **ناانصافی** کو چھوڑ دے اور
انصاف سے اپنے ضمیر کو خوش رکھ۔

ایشور پرماتما سب سے پہلے موجود ساری دُنیا کے مالک ہیں۔ جگت کی پیدائش
کا قدیم سے **باعث اوّل** ہیں۔ سب مال وخزانوں کے مالک اور اُن کے بخشنے
والے ہیں۔ ہم لوگ اُس سچدانند سروپ ایشور کی پریم اور شردھا سے بھگتی کریں
یہ ہے **انصاف** کے ست کرم کے ست مارگ پر جیون کی چال چلنے کا طریق

کہ جس سے دوسرے کے مال و دولت لینے کو ہی ناجائز نہیں قرار دیا گیا ہے اُس کے لینے کی خواہش کو بھی ناجائز قرار دیا ہوا ہے۔ مال کے لینے اور مال کے لینے کی خواہش کو ہی ناجائز قرار دے کر سندیش اور اُپدیش کی بس نہیں کر دی گئی بلکہ مال کے لینے کی ہوس میں رنج و غم کے ہٹانے اور مٹانے کا بھی طریق بتا دیا گیا ہے کہ اے انسان تو ناانصافی کو چھوڑ کر انصاف کو گرہن کر اس سے تیرا من - دل - ضمیر خوش اور پشتانش رہے گا اس کے بعد کہا ہے کہ اے انسان ! ایشور کی پریم اور شردھا سے بھگتی کر۔ کیوں کر؟ اس واسطے کر کہ وہ تیرا مالک ہے تیرا خالق ہے اور وہ خزانوں کا مالک ہے اور خزانوں سے بخشیش کرتا رہتا ہے۔ تیری بھگتی سے تجھے خزانوں سے مال و دولت ملتے رہیں گے۔ یہ امر جا بجا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ دولت مندوں کے خزانوں سے وہی اولاد اور وہی نوکر چاکر دولت حاصل کر کے خوش حال رہتے ہیں جو کہ شردھا اور بھگتی سے اُن کے لئے اپنے فرض نباہتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ست کرموں کے کرنے والے ہی ایشور کی بخشیشوں سے خوشحال اور پشتانش رہتے ہیں۔

بھگتی کے یہ معنی نہیں کہ منش سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکما بیٹھا رہے اور تیرا جاپ سمرن ہی کرتا رہے بلکہ بھگتی کے یہ معنی ہیں کہ جو گذشتہ حاکم اپنے آئین میں استعمال کرتے رہے اور اُس سے چھوٹے بڑے فائدے لیتے رہے جبکہ حالات کا بیان کرتے ہوئے نیچے لکھ دیتے تھے your humble servant, your obedient servant, your faithful servant I am your servant etc.

اسی طرح سنسار کے مالک کے نظام میں مالک کے حکم اور رضا پر کاربند ہونے والے

فائدے حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس کا سندیش اور اُپدیش ایشور بھگت اور ایشور اوپاسک رشی منی گورو روپ میں دے گئے ہوئے ہیں اور کہہ گئے ہوئے ہیں :-

"اُوہ دھن ونت ۔ پت ونت ۔ کل ونت ۔ جیون مکت جس ردے بھگونت"

سو ایشور بھگتی سے ایشور بھگت اور ایشور اوپاسک سنسار میں سب کے ساتھ بہتر تا کا سمبندھ رکھتا ہوا خوش حال اور بشاش رہتا ہے۔

نیا افرادی ایشوری آئین جس سے ہندوستان کا ہرایک باشندہ قدیم زمانہ کی طرح اب بھی خوشحال اور بشاش ہو سکتا ہے۔ اپنی سلطنت کو اپنی سیلف لس سروس اور مارل سپورٹ کی سہائیتا دے کر خوشحال اور بشاش کر سکتا ہے اور منش ماتر کی خوشحالی اور بشاشت کے حصول میں سہائیتا دے سکتا ہے اور منش ماتر کی خوشی حالی اور بشاشت کے حصول میں سہائیتا دے سکتا ہے۔ کہیں دور نہیں یہ پُورانی دھرم پستکوں میں بھرا پڑا ہے اور وہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

A. سو جس طرح ری پبلک کی سلطنت کا نیا آئین بنایا گیا ہے اُسی طرح ری پبلک کی پبلک خود اپنا افرادی زندگی کا آئین بنا وے۔ اس کام کے لئے تھوڑی سی ضرورت ہے۔ دیش اس تھوڑی سی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے اور اپنے لئے "اے کوڈ آف ہیومن رائٹ اینڈ ریس پانسی بلٹی" A code of human right and Responsbility. تیار کر سکتا ہے۔ اس کوڈ کو ایک نئی سمرتی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ یہ سمرتی جاتی کے افراد کو اپنی افرادی انسانی ذمہ واریوں اور ذمہ داریوں کے ساتھ اپنے انسانی حقوق سے آگاہ کرے۔ اور آگاہ کرے کہ وہ کس طرح اپنی سماج یعنی جاتی یا نیشن کے ساتھ

اور دنیا کی بیشنوں کے ساتھ "نان وائولینس" کے نیم پر کاربند ہوتا ہوا دونوں
جہانوں میں سرخروئی حاصل کر سکتا ہے۔

نئی سمرتی کے مرتب کرنے کے لئے پورانی دھرم پستکوں کے آئینوں سے کام لیا
جا سکتا ہے۔ ان دھرم پستکوں میں تھوڑی سی کمی بیشی ہی کرنی ہے۔ اس کمی بیشی کو
کرنے کی اجازت پراچین رشی منی پہلے سے ہی دئے گئے ہوئے ہیں اور کمی بیشی کے
کرنے کا حق وِدوانوں کو دے گئے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے وِدوانوں کی سہائیتا
لی جا سکتی ہے۔ باہر کے ایکسپرٹس Experts کا اس میں حصہ نہیں۔

نئی سمرتی کی زبان سنسکرت ہو۔ اور سنسکرت شلوکوں کے روپ میں ہو کہ اس کا
پڑھنا پڑھانا یاد کرنا کرانا آسان ہو۔

نئی سمرتی کے بنانے کے کام کو پانچ دس سال کی سکیم کے کھاتے میں نہ ڈال دیا جائے۔
یہ کام نشکام سیوکوں کے لئے جن کے لئے معمولی آرام اور سامان بلا تکلف مہیا کئے جا سکتے
ہیں زیادہ سے زیادہ ایک سال کا ہے۔ آریہ سماج سناتن دھرم اور ہندو سبھاؤں کے
پورشارتھی نشکام سیوک رل مل کر اسے بھلی پرکار نباہ سکتے ہیں۔

۶ ۔ نیا آئین بنتا رہے۔ لیکن اس کے دوران میں بھارت جاتی کا ہر پرش اور استری
چھوٹا اور بڑا اپنی خوشحالی اور بشاشت کے حصول کے لئے۔ اپنے گھرانہ کی خوشحالی اور
بشاشت کے حصول کیلئے۔ اور اپنے دیش کی خوشحالی اور بشاشت کے حصول کیلئے۔ اور منش ماتر کے بھلے کیلئے
ہر روز نردبر ہو کر نردر ایشور سرشٹی کرتا کا جاپ سمرن۔ اور منن کرے یا یوں کہو کہ ایشور
آئین کے ست کرم کے اپوسار ایشور بھگتی کرے۔

۷ ۔ بھارت جاتی کا ہر پرش اور استری ہر روز دھرم پستکوں کا تھوڑا سا سوادھیائے

یعنی مطالعہ یا پاٹھ صبح اور شام کیا کرے۔

ﷺ - دیش کے سب لوگ نئے سرے چرخے کے استعمال کا اور کھدر تیار کرنے کروانے کا کام شروع کر دیں اور جہاں تک ہو سکے وہ تی افرادی محنت سے بنائی ہوئی چیزوں کو اپنے استعمال میں لانے کی کوشش کریں۔

ج - مہینہ میں کم از کم دو برت تو ضرور رکھے جاویں۔ برت کے دوران میں ایشور بھگتی کے جاپ سمرن اور منتر کے جزوں کا ست کرم کیا جاوے۔ اس سے مشکل مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔ یہ دھرم پستکوں کا سندیش اور اپدیش ہے۔ مہاتما گاندھی برتوں سے ہی سدھیاں کرتے کرواتے آپ کو آزادی دلوا گیا ہے۔ برتوں کے دن عام مقرر ہیں اور ٹھیک مقرر ہیں۔

سو ری پبلک اپنا کام کرتی رہے اور افراد اپنی ایشور بھگتی سے (Non violence) کے نیتم پر چلتے چلاتے آپ بھی سکھی رہیں اور ننکانہ سیوا اور شدھ آچار اور وچار سے ری پبلک کو بھی سیلف لس سروس اور مارل سپورٹ کی سہائیتا دیتے جاویں اس کو آپریشن Co operation سے ری پبلک اور ری پبلک کی پبلک دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کرتی رہے گی۔

XIII - میں نہ اخبار پڑھتا ہوں اور نہ ہی مجھے ریڈیو کے گانوں اور خبروں سے واسطہ ہے اس امر میں کیوں کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ اس واسطے کیوں کے معاملہ کو ایک طرف رکھ کر میں نے کہنا ہے کہ موجودہ زمانہ کی پولیٹیکل اصلاحوں اور ریفارمس کے متعلق کبھی کبھی چلتے چلاتے مجبوراً کچھ تھوڑا سا اپنے مطلب کے لئے سنا ہی دیتے ہیں اور میری رائے

چاہتے ہیں۔ میں تو دو چار لفظوں میں بات کو ختم کر دیتا ہوں اور کہہ دیتا ہوں کہ انسانی مہانپ کے کارناموں سے تو روٹی کی گذران بھی مشکل سے ہوتی ہے جس نے خود سکھی ہونا ہو۔ اپنے پریوار کو سکھی کرنا ہو۔ دیش کو سکھی کرتا ہو۔ اور سنسار کے سب منشوں کے بھلے میں اپنی بھلائی سمجھتی ہو وہ ایشور بھگتی کے انوسار ایشور کا جاپ سمرن اور دھیان کرے۔ نا انصافی کی روش کا تیاگ کرے اور ایشوری آئین کے انوسار انصاف سے کام لے اور اپنے کان شخص کو خوش رکھتا ہوا چلتا چلے آرام گاہ مل ہی جاوے گی۔ سو میرے ہم وطن! سب سے پہلے اپنے جیون کی چال کو ایشوری آئین کے انوسار ایشور سمرن ستی کرتا کے "حکم" اور "رضا" کے ست مارگ پر چلانی شروع کر دیں۔ اس سے آرام گاہ جلدی یا دیر سے مل ہی جاوے گی۔ مایوسی اور حسرت کو یہاں کام ہی نہیں۔ سجن پرشو! جس نے ست مارگ پر قدم ہی نہیں رکھا اُسے آرام گاہ کا آرام کہاں ملنا ہے۔ "حکم" اور "رضا" کے آئین کے لمبے چوڑے "گوڑ" نہیں کہ اُن کے پڑھنے پڑھانے کے لئے عمر ابدیت ہو جائے اور کام نہ بنے۔ اس میں تو "جاپ" سے آغاز ہے۔ جاپ ہر درجہ کا شخص کر سکتا ہے جاپ سے آگے سب چال حسب حال چلتی جاتی ہے جبکہ انسان وفادار سیوک بنا رہے۔ اس امر کو میں نے جپ جی صاحب اور سندھیا میں ورنن کیا ہے کیوں کیا ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ Faithful Servant

XIV - پنجاب میں برٹش راج آنے سے پہلے خوشحالی عام تھی اور ارزانی عام تھی کہ جب ایشور بھگتی عام تھی۔ برٹش راج آنے پر ایشور بھگتی کے آئین کو بھلا دیا گیا ہے اور اُس کے بھلا دینے سے نیچر کے عنصروں نے لوگوں کو بھلا دیا اور وہ دُکھی ہوئے

لگے۔ اس دُکھ کے دوران میں جا بجا نہریں جاری کرنے کے اعلان شروع ہو گئے اور
لوگوں کو تسلی ہو گئی کہ اب غلہ کی ارزانی ہو جاوے گی۔ نہریں کھودی گئیں۔ جاری بھی ہو گئیں
غلہ افراط سے ہونا شروع بھی ہو گیا۔ لیکن لوگوں کو ارزانی نصیب نہ ہوئی۔ نہروں کے
ہوتے ہوئے بھی ایشور سرشٹی کرتا کے "حکم" اور "رضا" سے برگشتہ ہونے
پنجاب سب میں قحط ہی رہا۔ چنانچہ جب ساون کے مہینہ میں بارشوں کی کمی پرتیت
ہوتی تھی تو لوگ سب کے سب اپنے عقیدہ کے مطابق بارش کی بخشش کے مانگنے کے
لئے اپنے خالق اور مالک سرشٹی کرتا کے آگے پرضدا شتیق کرتے تھے۔ سو نہروں
سے فائدہ اُٹھانے والے اور بھی تھے کہ جن کے گرجا گھروں اور فیملی گھروں میں سکھ
کے حصول کے لئے ہر روز پرارتھنائیں ہوتی رہتی تھیں۔ پنجاب کے لوگ تو ان خدا
پرستوں کے کارندے تھے کہ جن کو کمیشن سے ہی واسطہ تھا۔ سو اس کمیشن سے گھر کا
ہی گذارہ چلتا تھا اور اس گذارہ کے لئے اپنے افرادی ایشور بھگتی کے فرض کو بھلایا
جاتا رہا۔ ارزانی کہاں ہو سکتی تھی اور کب ہو سکتی تھی جبکہ ارزانی حاصل کرنے کا
ست کرم ایشور بھگتی کے روپ میں پورا نہ کیا جاتا تھا اور ریلی برادرس وغیرہ کے
ایجنٹوں کے گُن گائے جاتے تھے۔

اس وقت بھی دیش میں بارشیں ہو رہی ہیں۔ لیکن گروپی روپ میں سزائیں دینے
کا کام کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ ان سے اُجڑے ریفیوجی تو شیلٹر S Kohli
یعنی پناہ کے لئے پرضدا اشتیق کرتے ہوئے ریلیف لے بھی لیتے ہیں لیکن گرہست آشرم
کے لوگ گھروں میں رہتے ہوئے بھی دُکھوں سے دُکھی رہتے ہیں کہ جب وہ افرادی
ایشور بھگتی کے آئین سے برگشتہ ہو کر اپنی انسانی سیانپوں کے کارناموں میں

سُکھ تلاش کرنے میں دن رات کوشاں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے ایشوری آئین میں آئین ہے کہ وہ اس آئین سے سکھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن کون آئین کرے اور کون آئین کرادے کا مشکل کام ہے جو کہ ایک دوسے نہیں ہوسکتا۔ اس وقت تو ملک کے ہرایک شخص کا فرض ہے کہ وہ **ایشور بھگتی** کو گرہست کرم قرار دے اور ایشوری آئین سے اس ست کرم کو نباہتا ہوا خود بھی سکھی رہے۔ اپنے پریوار کو بھی سُکھی رکھے۔ اور دیش کو بھی مارل سپورٹ اور نشکام سیوا سے سہائتا دیتا جاوے۔ اور سنسار کا بھی بھلا کرتا رہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ "سوراج" یعنی ہندوستان کی آزادی کی بخشش ایشوری دربار سے گاڈس گائی ڈینس **Gods Guidance** سے ملی ہے ویسا ہی یہاں یہ کہنا ہے کہ سوراج کی بخشش سے ملک کا "کام بنے" کا معاملہ تب ہی بھلی پرکار نبھے گا۔ تب ہی سُکھ دے گا۔ تب ہی ریفیوجی اپنے گھر بنا کر آباد ہوں گے۔ تب ہی گرہست آشرم میں لوگ سکھی رہیں گے۔ اور تب ہی گرہستیوں کے گھروں پر جاکر سادھو سنت کے لئے روٹی کا انتظام ہوتا رہے گا۔ اور تب ہی سادھو سنت اُن کے حق میں سُکھی بسنے کی پرارتھنائیں کریں کراویں گے۔ جبکہ ہندوستان کا ہر بشر خاص اور عام **ایشور بھگتی** کے ست کرم سے اُس گاڈس گائی ڈینس سے کام لے گا کہ جس سے زمانۂ حال کا مہان پُرش مہاتما گاندھی آزادی دلوا گیا اور بغیر ہتھیاروں کے دلوا گیا۔

اگر بیجا نکتہ چینی کرنے والے کچھ دیر چُپ رہیں اور بے جا نکتہ چینی کرنے کے بجائے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ سے دیش کی سہائتا کریں تو دیش جلدی سکھی ہو جاوے

اور تب ہر ایک افراد اپنے درجہ میں روٹی کھاتا رہے اور اُسے دوسرے کے آرام اور آسایش کو دیکھکر دشمنی کر کے دُکھی نہ ہونا پڑے۔

سجن پرشو! سہائیتا کا یہ کام بغیر مالی سرمایہ کے ہوسکتا ہے۔ دیش اس وقت بڑی نازک حالت میں سے گذر رہا ہے۔ اس وقت اسکے ہر ایک افراد کا کرتویہ ہے کہ وہ اپنی ناجائز انسانی سوتنترتا کا استعمال نہ کرے بلکہ کو اوپریشن سے کام لیکر دیش کی مشکلوں کے حل کرنے میں سہائیتا کرے۔ یہ سہائیتا ایشور بھگتی سے آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اس کو ہر خاص و عام نباہ سکتا ہے اس سے سب خوشحال اور بشاش ہو جاویں گے اور چھوٹے بڑے ہونے کی نکتہ چینی کی روش ہٹ اور مٹ جاوے گی۔ اور سُکھ اگر خوشحال اور بشاش کریں گے۔

زمانہ حال کا مہان پُرش مہاتما گاندھی آپ کو ایشور بھگتی کے سدھ کرنے سے آزادی دلوا گیا ہے۔ جب تک اُس نے ایشور بھگتی کا ست کرم نہ کیا۔ اور اور اُس نے آپ سے ایشور بھگتی جیلوں۔ گھروں اور پبلک میٹنگز میں کروائی تب تک مدتوں تک آزادی ملنے کا معاملہ ٹال مٹولوں میں ہی ملتوی ہوتا رہا۔ اور نرے کتابی ریزولیوشنوں سے ہی تسلی ہوتی رہی۔ آپ نے اُس آزادی کو برقرار اور قائم رکھنے اور اُس سے سُکھ حاصل کرنے کے لئے ایشور بھگتی کے ست کرم کو جاری رکھنا تھا۔ آپ نے تو مہاتما گاندھی کے آئین کی روش کو جلدی ہی وسار دیا ہے۔

سجن پُرشو! یہ آپ کی شان کے شایاں نہیں۔ اُسکی رہنمائی پر جیون کی چال نئے سر سے شروع کر دو۔ "کام بنے" کا معاملہ خوش اسلوبی سے بھلی پرکار بنھ جاوے گا۔ ایشور بھگتی سے نیا جیون حاصل کرو۔ اور نئے جیون میں ایشور بھگتی کے

ست کرم سے خوش حالی اور بشاشت کے سکھ یہاں بھی پالو اور آگے بھی پالو۔

ایشور بھگتی سے جیون کی ادھولز [illegible]

یعنی سٹیٹ کے افراد اپنے آچار اور وچار شدھ کرلیں گے۔ اور نا انصافی کو چھوڑ کر انصاف کے ایشوری آئین پر چلنا شروع کردیں گے تو تب وہ نشکام سیوا اور مارل سپورٹ سے ملک کی ہر طرح امداد کریں گے۔ اور تب فوڈ سپلائی۔ سیلف سفی شنسی۔ ایجوکیشن۔ ری ہیبلی ٹیشن۔ کیپٹل۔ اور لیبر Food supply self sufficiency & education Rehabilitation - Capital and Labour کے سب مشکل مسئلے آسانی سے حل ہو جاویں گے اس وقت تک کے لوگوں سے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کی سہایتا کہاں مل سکتی ہے اور کہاں اوپر کے مسئلے حل ہو سکتے ہیں کہ جب کے حل کرنے والے حل کرنے کے علم سے ہی ناواقف ہیں۔

سجن پرشو! ہوشیاری سے کام لو۔ ایشور بھگتی میں لگ جاؤ۔ جب ایشور بھگتی سے انصاف کو مدنظر رکھوگے اور نا انصافی سے سب کے جان و مال کو نقصان پہنچانے کی خواہش تک کا تیاگ کر دوگے تو تب سروسر شٹی کرتا ایشور کی پسندیدگی یعنی سی لیکشن selection میں آکر اس کی عنایتوں سے سب طرح کے آرام اور آسایش کے سامان پالوگے۔ اس میں شک کرنے کی کوئی گنجایش نہیں۔ یہ جزوا ایشور کی سنسار کی سرشٹی میں کام کرتا ہوا جابجا دکھائی دیتا رہتا ہے دیکھنے والے اسے دیکھتے رہتے ہیں اور اس سے سبق حاصل کرکے ایشور سروسر شٹی کرتا کی سی لیکشن میں آکر نہال ہو جاتے ہیں۔ سنسار یا ترا بھی بھلی پرکار نبا د جاتے ہیں۔ اور

افرادی انسانی زندگی اسی طرح
ایٹرنٹی میں بھی جا آرام اور آسائش حاصل کر لیتے ہیں۔
ہے شستہ بنتی ہے اور پوتر ہو کر افراد بھی خوش رہتا ہے۔ اور اوروں کو بھی
اپنی خوشحالی کا حصہ دے کر خوشحال اور بشاش کرتا رہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر نشکام
سیوا اور مارل سپورٹ اور کہاں مل سکتی ہے اور کون دے سکتا ہے۔ نشکام سیوا
کرنے والے اور مارل سپورٹ سے سلطنت کو سہا دینے والے اس پر وچار کریں۔
میرا کام تو سندیش کو نبا ہنا تھا۔ اس وقت انڈیا کی رہی پبلک سٹیٹ کے ہر ایک
منش کے منش جنم کا کرتو یہ ہے کہ وہ **ایشور بھگتی** کے **انصاف** کے ست کرم
سے ایشوری آئین کے ست مارگ پر جیون کی چال چلتا چلے۔ اس سے آپ بھی
خوش رہے۔ اس سے اُس کا مالک بھی خوش رہے۔ اور اس سے سنسار کا بھی بھلا
ہو کر اُسکے نظام میں **ناانصافی** کی چالوں سے گڑبڑ پڑنے اور چھوٹے بڑے سب
کو دکھی ہونے کا اندیشہ ہٹ اور مٹ جاوے۔
ایشور بھگتی سے ریلیف Relief ملنے کے معاملہ کو جہاتما گاندھی بڑا
صاف اور نمایاں کر گیا ہوا ہے۔ اُس کی **ایشور بھگتی** کا ہی پھل ہے کہ غلامی کی
تکلیفوں سے آزاد ہو گئے ہوئے ہو۔ اب اپنے ذاتی افرادی پورشارتھ سے بھی کام لو
اور آزادی کے جیون سے **انصاف** کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خوشحال اور بشاش
ہونے کا تردد اور تین کرو۔
XV - جس طرح دنیاوی عدالتوں کچہریوں اور درباروں میں معمولی ضروری
ordinary اور فوری یعنی آرڈی نری۔ ارجنٹ۔ اور امی ڈی ایٹ
Urgent Immediate

عرضداشتیں کرنی پڑتی ہیں اُسی طرح ایشور سروسرشٹی کرتا کے دربار میں معمولی۔ ضروری اور فوری عرضداشتوں کے پیش کرنے اور شنوائی حاصل کرنیکا نیم ہے آگے جس طرح دُنیاوی عدالتیں۔ کچہریاں۔ اور دربار معمولی اور ضروری اور فوری کا فیصلہ اپنے آئین کے انوسار کرتے ہیں اُسی طرح ایشوری آئین کے انوسار ایشوری دربار میں معمولی ضروری۔ اور فوری کے فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔ عرضداشت کرنے والا اپنی خود غرضی کو مدنظر رکھکر اپنے سب کاموں کو "فوری" کے سلسلہ میں ہی رکھنے کی خواہش کرتا رہتا ہے۔ اُس کی یہ خواہش پُوری ہو ہی نہیں سکتی۔ اور نہ اُس کو پورا کیا جاتا ہے۔ حسب ضابطہ سب عرضداشتوں پر وچار ہوتا رہتا ہے اور وچار کے بعد فیصلے دئے جاتے ہیں۔ حیب جی صاحب کی پوڑیوں میں اس کا سند بش صاف دیا ہوا ہے۔ میں نے اس کی تشریح کر کے پبلک کے سامنے رکھدی ہے اس سے چھوٹا بڑا سب فائدہ لے سکتا ہے۔

اب اگر کوئی اپنی انسانی سیانپ سے عرضداشت ہی نہ کرے اور عرضداشت کرنے میں اپنی ہتک اور کسرشان سمجھے تو اس میں اُس کا اپنا ہی نقصان ہے کہ وہ لاپرواہی سے دکھوں کے دردوں سے دُکھی رہتا ہے اُس کے لئے سروسرشٹی کرتا دونوں جہانوں کے مالک کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اُسے آگاہ کرتا رہے جبکہ اُس کو آگاہ کرنے کے طریق دنیا میں جابجا مہیا کر دئے ہوئے ہیں اور وہ اُن سے لاپرواہ رہتا ہے۔

گورنمنٹ اپنے آئین کو بنا کر اُسے روز بروز افرادی انسانی سیانپ سے کام لینے والوں کی خوشنودی کے حصول کے لئے بدلتی نہیں رہتی۔ گورنمنٹ تو آئین

کو اپنے گزٹ میں مشتہر کر کے اپنی ذمہ واری اُتار دیتی ہے۔ اور اسکے ساتھ آئین کے جاننے والے گریجویٹ وکیل۔ بیرسٹر مہیا کر دیتی ہے کہ اُن کی سہائیتا سے جائز اور ناجائز کارروائیوں کے فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔ یہی حال ایشوری آئین کا ہے کہ وہ جابجا کائنات میں بھی مشتہر ہو رہا ہے اور اُسکے گریجویٹ مہیا کرنے کا بھی بندوبست ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اس طرف دھیان نہ دے اور اپنی لاپرواہی سے دُکھی ہوتا رہے تو اس میں تو اُس کا اپنا ہی دوش ہے کہ پرماتما کی بخشش سے لاپرواہ ہو کر دُکھی رہتا ہے۔

ایشوری آئین میں معمولی ضروری اور فوری کارروائیوں کے عمل ہوتے رہتے ہیں اور وہ جابجا ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن لاپرواہی سے لوگ اُن کی طرف دھیان نہیں دیتے اور اُن سے سبق حاصل کر کے اپنے حسب حال عرضداشتیں نہیں کرتے اور اپنی ضروریات حاصل نہیں کرتے۔

فوری منظوری کے فیکٹ Fact ہر درجہ میں ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں بابر بادشاہ کی داستان بڑے کھُلے الفاظ میں اس کو صاف صاف بیان کرتی ہے۔ اس بارے میں کئی واقعات حال میں ہی واقع ہوئے۔ اُن میں سے دو تمثیل کے طور پر درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا واقعہ:- ایک ریفیوجی منش اور اُس کی استری اُجڑ کر اپنے گاؤں سے پیدل چل کر ایک شہر میں پناہ لینے کے لئے آئے۔ خیال تھا کہ شہر میں جان پہچان ہے وہاں جا کر کسی نہ کسی طرح روٹی کا گذارہ ہو جاوے گا۔ لیکن جب سفر اور بھوک پیاس سے تھکے ماندے اپنے واقف کے گھر شہر میں شام کو پہنچے اور بڑی عاجزی سے روٹی مانگی تو جواب ملا

کہ یہاں روٹی کہاں؟ یہاں تو لکڑی اور آٹا وغیرہ راشن سے ملتا ہے جو ختم ہو چکا ہے۔ راشن کا ٹکٹ بنوانے میں دقت لگتا ہے اور شہر میں کوئی روزگار کی صورت بھی نہیں۔ یہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں۔ کسی بیوقوف نے تمھیں یہاں آنے کی صلاح دی۔ ان باتوں سے حیران اور پریشان ہو کر نیند کہاں آسکتی تھی۔ بے بسی اور بے کسی میں اپنے اینور کو اپنا "کرتا پرکھ" سمجھا اور اُس پرم دینڈیال کے آگے رات بھر بینتی ہوتی رہی۔ صبح سویرے سب سے پہلے رفع حاجت کے لئے استری مکان کی چھت پر گئی تو وہاں ایک بندر کو دیکھا۔ بندر کو صبح سویرے دیکھنا منحوس سمجھا اور اور پریشانی ہوئی۔ اتنے میں بندر ایک کپڑے کی پوٹلی یعنی تھیلی سی استری کے پاس پھینک جھٹ دوسرے مکان کی چھت پر کودتا پھاندتا چلا گیا اور نظر سے غائب ہو گیا۔ استری نے پوٹلی کو کھول کر دیکھا تو اُس میں کئی نوٹ اور نقدی پائی۔ جھٹ چھت سے اُتر کر پوشیدہ اپنے خاوند کو یہ معاملہ بتایا اور صلاح کر کے چپکے سے مکان کو چھوڑ کر دونوں شہر سے باہر کسی دور جگہ کسی گاؤں میں چلے گئے۔ ملک کی تقسیم یعنی پارٹیشن میں کہاں کسی کو ایک دوسرے کا پتہ لگتا تھا۔ اُن کا پتہ نہ لگا۔ معاملہ کی بابت بعد میں پتہ لگا کہ نوٹوں والے نے یہ نوٹ لوٹ مار میں حاصل کئے تھے۔ شہر میں آ کر خوشی خوشی شہر کے پاس کی ندی کے کنارے کپڑے اُتار کر نہا رہا تھا کہ بندر نوٹوں اور نقدی والا کپڑا اُٹھا کر شہر کی طرف بھاگ کر مکانوں کی چھتوں پر کودتا ہوا کسی مکان کی چھت پر پھینک آیا۔ نوٹوں والے نے شہر میں ڈھنڈورا پھروا دیا اور آدھی نقدی اور آدھے نوٹ انعام کے طور پر دینے کا وعدہ کیا جو نوٹوں وغیرہ کو پا کر اُسے کپڑا واپس دیدے۔

اب انعام کے نام پر لوٹ اور نقدی کہاں مل سکتے تھے جبکہ ایشور کی درگاہ سے اُسے
نوٹوں وغیرہ کا جائز مالک قرار نہ دیا گیا اور نوٹ وغیرہ اُسکے پاس بطور ریلیف
چلے گئے کہ جس نے ریلیف کے لئے بنتی کی تھی اور جبکہ اصلی مالک لاپتہ تھا۔ راقم نے
موقع کو دیکھا۔

دوسرا واقعہ:۔ یہ واقعہ ایک ایسے بھلے پُرش کا ہے کہ جس کو راقم جانتا ہے۔ یہ
شخص ہندوستان کی ملکی تقسیم ہونے سے پہلے لاکھوں کا مالک تھا۔ ملکی تقسیم ہونے
پر ریفیوجی ہو گیا۔ گذارہ کی کوئی صورت نہ رہی۔ در بدر ہو کر مایوسی فکر اور غم میں
کئی دن اور راتیں کاٹیں اور نہ کسی دوست یار نے اور نہ کسی رشتہ دار نے مدد کی
مایوسی کی حد ہو گئی اور اس حد پر آ کر بھگوان ایشور کل مال و خزانوں کے مالک کے
آگے ریلیف کی بنتی کی۔ بنتی منظور ہوئی اور ایسے عجیب نرالے طریقے سے پچاس ہزار کا
چیک ملا کہ جس کا انسان خیال تک نہیں کر سکتا۔ اس کو میں ہی جانتا ہوں کہ جس کو اُسنے
اپنی بربادی اور خوشحالی کی داستان سنائی۔ چیک کے ملنے کے بعد نئے سرے سے دولت
آنی شروع ہو گئی اور اب پھر لاکھوں تک چلی گئی ہے۔

اس قسم کے بہتیرے واقعات دنیا میں انسانوں کے ہر درجہ میں ہو رہے ہیں۔ اور
بجا عرضداشتیں کرنے والے سرو سرشٹی کرتا ایشور کے دربار سے بجا ریلیف لے رہے ہیں۔
لیکن یہ پتہ نہیں لگتا کہ ہندوستان کے لوگ اس سے ریلیف لے کر اپنی دکھ دوری
کیوں نہیں کرتے۔

اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ ایک ملک میں اس سوال پر مدت تک بحث ہوتی رہی
کہ مچھلی مرنے پر ہلکی ہو جاتی ہے یا بھاری۔ دونوں پکشوں یعنی پہلوؤں کے عالم اپنی

دانائی کی کارگذاری سے مدت تک کام لیتے رہے اور کانفرنسیں ہوتی رہیں ان کانفرنسوں کے چرچے ملک میں ہونے لگے۔ ایک سادہ لوح کو بھی پتہ لگا۔ ایک کانفرنس میں وہ بھی بحثوں کے سننے کے لئے گیا۔ اور بحثوں کے سلسلہ کو اپنے دو تین لفظوں سے ہمیشہ کیلئے بند کرا آیا۔ اُس نے اجازت مانگ کر کانفرنس میں کہا کہ بھائی! بحث مباحثہ کو لمبا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پہلے دیکھ لو اور پریکٹیکل کارروائی سے مچھلی کو تول کر دیکھ تو لو کہ آیا وزن میں کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو تب اُس کا باعث دریافت کرنے کی کوشش کرو۔ مچھلی کا وزن کیا گیا اور دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہ نکلا اور بحث ختم ہو گئی۔ سو ملک کو بحث مباحثوں کی ضرورت نہیں۔ یہاں تو اس وقت پریکٹیکل ورک سے کام ہے ملک ایشور بھگتی کو پریکٹیکل طور پر کرتا ہوا ایشور کے دربار سے دُکھ نورتی کا ریلیف حاصل کر سکتا ہے۔ جہاں اس سے آزادی ملی وہاں اس سے ہی دکھ نورتی ہو گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ انگلستان میں ایک ریفارمر نے یہ پرچار کرنا شروع کیا کہ اُس کا ملک تعلیم کے عام کر دینے سے عروج کی نشان حاصل کر کے سکھ حاصل کر سکتا ہے۔ اسکے مخالفوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ تو ملک کے سب پرندوں کو مروا ڈالے گا اور ملک پرندوں کے نہ ہونے سے دکھی ہو جاوے گا۔ انگلستان میں لکھائی کے لئے قلمیں بنانے کے لئے آگے ہی پرندوں کے پر نہیں ملتے۔ اگر تعلیم کو عام کر دینے کا کام شروع کر دیا گیا تو ملک کے سب پرندوں کے مر جانے پر پرندوں کے پر حاصل کرنے کے لئے اور لوگوں کے ساتھ تجارت کا سلسلہ شروع کرنا پڑے گا اور اس سے ملک کو فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا رہے گا۔ تعلیم کے پرچارک نے پرندوں کے پروں سے

قلم بنانے کے رواج کو ہی اُڑا دیا جب کہ اُس نے لوہے کی قلم بنا دی اور لوہا انگلستان میں عام تھا اور عام ہے۔ جب سب نے اس طرح لوہے کی قلم بننے سے تعلیم کی طرف رخ کر دیا تو ملک خوشحال ہو کر فرسٹ کلاس پاور بن گیا اور تعلیم سے فائدہ نہ اُٹھانے والوں کے سر پر حکومتیں کرنے لگا۔ سو اگر بھارت اور بھارت جاتی کے آزاد بحث مباحثوں سے کام نہ لیں اور پریکٹیکل جیون سے ایشور بھکتی کی "سدھی" کر لیویں۔ تو "کام بنے" کا معاملہ آسانی سے طے ہو جاوے اور ایشور بھکتی کے ست کرم سے سر دستی کرتا ایشور کی بخششوں سے خوشحال اور بشاش ہو کر سکھ حاصل کر لیویں۔ اس بارے میں پستکوں اور لکھنے پڑھنے کی سہولتیں عام مل سکتی ہیں اور عام مروج زبانوں میں مل سکتی ہیں۔ ان پڑھ لوگ سننے سے فائدے اُٹھا سکتے ہیں اور جو فائدے اُٹھا سکتے ہیں وہ جپ جی صاحب کی پوڑیوں میں ورنن کئے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ جو ہے وہ یہ ہے کہ سننے سے ایشور بھگت کے پاپوں کا ناش ہو جاتا ہے اور تب وہ سکھوں سے سکھ لیتا ہوا ہر وقت خوشحال اور بشاش رہتا ہے یہی بات گٹکا میں ورنن ہے۔ اسی بات کی تشریح میں نے جپ جی صاحب اور سندر گٹکا کی پستکوں میں کی ہے اور چھپوا کر پبلک کے سامنے پیش کر دی ہے۔

جو سندیش اور اپدیش بائبل مقدس میں ہے کہ "مانگو کہ تم کو دیا جاوے" "کھٹکھٹاؤ کہ تمہارے لئے کھولا جاوے" آپ کے دھرم گرنتھوں میں جابجا ہے۔ لیکن آپ نہ تو مانگیں اور نہ ہی کھٹکھٹائیں تو کس کو "چٹی" پڑی ہے کہ وہ آپ کے لئے مانگے اور کھٹکھٹائے اور آپ بستر پر لیٹے سکھ لینے کی خواہش کرتے ہوئے سکھ لیتے جاویں۔ سکھ تو ست کرم کا پھل ہے۔ نکمے بیٹھے رہنے کا نتیجہ روگ ہے

سو نکمے پن کے روگ سے دُکھ ہے۔ اس روگ سے دُکھ نورتی حاصل کرنے کے لئے
ایشور بھگتی کے ست کرم کا سیون کرنا ضروری ہے۔ ایشور بھگتی کے ذریعہ جاپ۔ سمرن
استتی۔ پرارتھنا کے کرم کرو۔ سچی پرارتھناؤں سے ریلیف ملنے کی عرضداشتیں منظور
ہو ہی جاویں گی۔ جبکہ ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ معمولی دروازہ کا بھکاری یعنی دان
مانگنے والا اپنے ریلیف Relief کے حصول کے لئے ایک معمولی آدمی کے
دروازہ پر سے اپنی آسائش کے سامان حاصل کر لیتا ہے۔ سرو سمرتھی داتا ایشور
تو سب مال و خزانوں کا مالک ہے اور اپنی پرم ویدیا لتا سے دن رات آدی سے
بخششیں کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ سو جب اُسکے عالیشان دروازہ پر جھک کر ریلیف
Relief کی جائز واجب عرضداشت کی جاتی ہے تو عرضداشت یعنی بنتی
منظور ہو ہی جاتی ہے اور ریلیف مل ہی جاتا ہے۔ مہاتما گاندھی اس امر کو اپنے جیون
میں سدھ کر گیا ہے۔ اُس مہان پُرش کے جیون سے ہی ڈھارس لو۔ پرارتھنائیں
کرو۔ اور کرواؤ۔ پچھتاپ سے اپنے پاپ بخشواؤ۔ اور ریلیف کے لئے بنتیاں کرو
تھوڑے وقت میں ہی بنتیاں منظور ہو جاویں گی۔

انسانی سیاست کی چالوں میں دن رات اُلجھے رہنا اور پھر اپنی غلطی تسلیم کرو وقت
کے ضائع ہونے کی غلطی پر پچھتاپ کرنے کے بجائے اُس کو درست کر کے دکھانا اور کہتے
رہنا "بھائی! کام سے فرصت نہیں ملتی ایشور جاپ سمرن کون کرے۔ اور کس طرح
ہو۔ بھائی! ورک از ورشپ Work is worship
یعنی کام ہی پوجا پاٹھ ہے" ایشور بھگتوں اور ایشور اوپاسکوں کے برتاؤ کی
شان کے شایاں نہیں۔ ایشور بھگتی سے تو کام جلدی سنبھلتے ہیں بگڑتے نہیں،

آپ تو پنجابی کہاوت کے حساب سے ٹنڈ دلی کے باندھنے اور بندھوانے میں ہی اپنی واری گنوا رہے ہو۔ مالک کے کھیت کو کس کنوئیں سے شادابی ملے گی۔ پرشار رکھتا سے کام لے کر ملک کے کھیت کے لیے ایشور سے امرت ورشا مانگو جیسا کہ منتر بھاگ کے پہلے ہی منتر میں ورنن کیا ہوا ہے۔ اس سے آپ اور آپ کا دیش سکھی ہو جاویں گے۔

XVI۔ سڑی اور خشک زمینیں بھی سرسبز اور شاداب ہو کر فصلیں اور پیدا وار دے کر سکھ دینا شروع کر دیتی ہیں اور سہاونے روپ میں بشاشت دیتی رہتی ہیں جبکہ وہ آکاش سے آتے پانی کی بوندیں ایک دوسرے کے بعد لگاتار بھلی پرکار اپنے میں جذب کر لیتی ہیں۔ اسی طرح زندگی سے مایوس ہوئے منش بھی زندگی کو اپنے سکھ کے لیے اور پر اُپکار کے لیے بشاشت دے سکتے ہیں اگر وہ ایشور بھگتی کے ست کرم سے ایشور ست نام کی امرت روپی بوندیں ایک دوسرے کے بعد اپنے تن من میں جذب کرتے جائیں۔ سجن پرشو! بارش ہوتی رہتی ہے اور ایشور کی پریم دیا لُٹا رہے ہوتی رہتی ہے۔ ایک کھیت اُس پریم دیا کا فائدہ اُٹھا کر پانی کو جذب کرتا ہوا شاداب ہو رہا ہے اور دوسروں کو بھی بشاشت سے شاداب کر رہا ہے اور دوسرا بارش کے پانی کو باہر نکال کر خود بھی سڑ رہا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی بدحالی سے سکھ کے بجائے دُکھ دیتا رہتا ہے۔ بھلے لڑکے اور لڑکیاں بھلے ماں باپ کی بھلی سِکھشاؤں کی امرت روپی بوندیں اپنے تن بدن میں جذب کرتے ہوئے خود بھی سکھی ہو رہے ہیں اور اپنے ماں باپ کو بھی "سکھی بنیے" کی بشاشت دے رہے ہیں۔ اس کے پہلو بہ پہلو بھلے ماں باپ کی سکھشاؤں کی امرت روپی بوندیں اپنے تن بدن میں جذب نہ کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں دُکھی

ہو رہے ہیں۔ ماں باپ کے بھلے ہونے میں کوئی دوش نہیں۔ دُنیا کے پاگل خانے اور ہسپتال اس امر کو زبانِ حال سے کہتے رہتے ہیں۔

ایشور سرو سرشٹی کرتا "آپ بھلا کرتوت آت نیکی والا" ہے اس بھلے آت نیکی کرنے والے کی بھلی بخششوں سے "ایشور بھگت" اور "ایشور اُپاسک" اُس کی سکھشنیاؤں کو اپنے تن بدن میں جذب کرتے ہوئے شاداب اور بشاش ہو رہے ہیں اور اُن کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال کر خود فراموش دکھی ہو رہے ہیں۔ سو میرے ہموطن خود فراموشی کی روش کا تیاگ کر دیں اور ایشور بھگتی سے امرت روپی بوندیں اپنے تن بدن میں جذب کرکے دونوں جہانوں میں سُکھی ہو جاویں۔ ملک کو سکھی کر لیویں۔ اور منش ماتر کو سُکھی کرنے کا ست کرم کرتے جائیں۔

یہ بات مشاہدہ میں جابجا دکھائی دیتی رہتی ہے کہ گھرانہ وہی خوشحال اور بشاش رہتا ہے کہ جس میں کوئی نہ کوئی مرد ہو یا خواہ عورت ہو۔ ایشور بھگتی کے ست کرم پر کاربند ہوتا ہے۔ اُس ایک کے جیون کے وسیلہ سے باقی بھی سکھ کا کچھ حصہ لیتے رہتے ہیں۔ یہ امر مہاتما گاندھی اپنے جیون میں سدھ کر گیا ہے۔ اب اُس کا آنا تو نہیں ہوگا۔ اُس کی سکھشنیا سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اپنے افرادی جیون سے اپنے گھروں میں ایشور بھگتی کرو۔ خوشحالی اور بشاشت کے سُکھ آپ کو اور آپکے دیش کو سکھی کریں گے اور منش ماتر کا بھلا ہوگا جبکہ ایشوری آئین سے سنسار میں امن کی رو چلے گی۔

دوستو! سفر اُس مسافر کا ہی طے ہوتا ہے اور وہی مسافر بھلی پرکار سفر کو طے

کرتے ہوئے گھر میں جا گھر کی آرام گاہ کا آرام لیتا ہے کہ جو آلس کو چھوڑ کر باقاعدہ ست مارگ پر چلا چلتا ہے۔ سو منش جنم اُس کا سپھل ہوتا ہے اور وہی سنسار یاترا کے بعد ایرٹنٹی یا موکش کا سکھ سکھ کے استھان میں پاکر سکھی رہتا ہے کہ جو سکھ دینے والے ایشور سرو سرشٹی کرتا کے فرمان کے انوسار انصاف کے ست مارگ پر جیون کی چال چلا چلتا ہے اور ناانصافی کے کراستہ کا بالکل تیاگ کر دیتا ہے اس کی تائید میں نے ایک ولایت کے بڑے پادری کی کتاب میں بھی دیکھی تھی ان حالات میں جب آپ کے ایشور بھگتی کے ایشوری آئین کی تائید ہو رہی ہے تو آپ اس کیوں فائدے نہیں لیتے۔ اس سے فائدے لو اور سکھ کا جیون بسر کرو۔

XVI ۔ سجن پرشو! جہاں آپ کی سٹیٹ State کا کرتویہ یعنی فرض ہے کہ وہ حکومت کو سنبھالنے سے آپ کے سکھ کے حصول کا بندوبست کرے۔ وہاں آپ کے دیش کے افراد کا بھی فرض اور کرتویہ ہے کہ وہ اپنی ذاتی افرادی جیون کی چال سے اُسکے لئے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کی سہائیتا دینے کا بندوبست کریں۔ یہ سہائیتا انصاف کی چال سے ہو سکتی ہے جبکہ ایشور بھگتی سے اسے حاصل کیا جاتا ہے۔ سو لے چالاکیتی کو چھوڑ کر انصاف کے ست مارگ پر چلو۔ خود بھی سکھی رہو گے اور دیش بھی سکھی رہے گا۔

بات یہ ہے کہ جب ایشور بھگتی کے آئین سے سب آسودگی کے سامان مہیا ہوتے رہیں تو انسان کے لئے یہی واجب ہوتا ہے کہ وہ ناواجب خواہشوں سے اپنے آپ کو دکھی نہ کرے۔ ایشور بھگت کے لئے یہ کافی ہو جاتا ہے کہ وہ در بدر "بھوے" اور "بھکھ" کے دکھوں سے نجات پا جاتا ہے۔ سنسار میں وہ سنسار

یاترا پھل پرکار شناہ لیتا ہے اور سامنے موکش دوار سکھ دینے کے لئے دروازوں کو کھلا رکھتے دکھائی دیتا ہے۔

میں تو مہان پرش مہاتما گاندھی کو ایشور بھگتی کے اس روپ میں دیکھتا ہوں۔ اس مہان پرش نے اپنا گھر چھوڑا۔ اور حکومت کے خیال کا بالکل تیاگ کر دیا۔ ملک نے اس کے تیاگ سے ہی آزادی حاصل کی۔ برسرِ حکومت لوگ اس کو سب طرح کی حکومت دینے کے لئے تیار تھے اور آزادی ملنے پر ملک کا اول نمبر پر حکمران بن سکتا تھا لیکن "اُت اُتم تیاگ" سے منش جنم کی بازی جیت گیا۔

اُس مہان پرش نے گھر چھوڑا اور جا بجا سر دست نشٹی کرتا ایشور کے آسمان کے شامیانہ کے نیچے اس کی دھرتی پر بیٹھ کر ان ڈی جول [illegible] جنی افرادی پرارتھنائیں کیں۔ اُسی کے شامیانہ کے نیچے اور اُسی کی دھرتی پر بیٹھ کر جا بجا ملک کے کونہ کونہ میں پبلک میں بیٹھ کر پرارتھنائیں کیں اور پرارتھنائیں لوگوں سے کروائیں اور ایشور بھگتی کے ست کرم سے آپ کو آزادی دلوا کر موکش دوار میں چلا گیا۔ جو اعلیٰ شاندار درجہ اُس کا وہاں پر ہے۔ اُس کا اشارہ جپ جی صاحب میں ہے۔ وہ مہان پرش تو آپ کو خوشحال اور بشاش ہونے اور خوش حال اور بشاش ہونے اور کروانے کا عملی طریق بتلا گیا۔ اب آپ اپنے پورشارتھ سے کام لیں اور پبلک پرارتھناؤں کے جزو کو چھوڑ کر ہی مختصر افرادی پرارتھنا سے کام لیں۔ گھروں کو مندر اور گوردوارے دھرم سالیں بنا دیں اور وہاں ایشور بھگتی کریں سب سکھی ہو جاؤ گے۔ یہ ہے سندیش کہ جو میں نے آپ تک پہنچانا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کے کاروبار کو نہ کرو۔ میں نے تو یہ کہنا ہے کہ نئے سرے محل اور ماڑیاں بننے بنانے کے جھگڑے خود بخود آسان ہو جاویں گے۔ جبکہ آپ سب سے پہلے اپنے افرادی منش جنم کے کر تویہ کے انوسار اپنے یفیوجی کیمپوں کو۔ اپنے گھروں کو اور اپنے دیش کے کونہ کونہ کو۔ سرد سر شٹی کرتا ایشور کے آکاش کے شامیانہ کے نیچے سندر دھرم سالیں اور گجو دوارے بنا دو گے۔ اور اُن میں اِن ڈی وجوال یعنی افرادی۔ فیملی [illegible] یعنی گھر کے سب ممبروں کی اور سماجک یعنی برادری کے ممبروں کی پرارتھنائیں ایشور بھگتی کے آئین کے طریق پر کرو گے۔ عنائیتوں کی بخششیں تب ملتی ہے کہ جب کر تو یہ کیا جاتا ہے۔ سو پورشارتھ سے اپنا کر تو یہ کرو۔ ایشور کے مال و خزانوں سے بیش بہا بخششیں پا کر خوشحال ہو جاؤ گے۔

دوستو! اگر آپ ایشوری آئین کے ایشور بھگتی کے ست کرم سے کام لیتے اور اُس طریق سے کام لیتے کہ جو مہان پُرش مہاتما گاندھی آپ کو اپنے جیون میں سید ھ کر کے بتا گیا ہوا تو آپ کبھی کے دُکھوں سے آزاد ہو گئے تھے۔ آپ نے تو نری انسانی سیانپ سے ہی کام لینا شروع کر دیا ہے۔ نری انسانی سیانپ تو کوئی سکھ نہیں دیتی۔ اس سے تو تب ہی سکھ ملتا ہے کہ جب اس کو ایشوری آئین کے انوسار ایشور سرد سر شٹی کرتا کے حکم اور رضا کے ماتحت رکھا جاوے اور اس طرح ایشور بھگتی کے ست کرم سے گاڈس گائی ڈینس [illegible] حاصل کی جاوے۔ سو ایشور پرم دین دیال کے حکم اور رضا کے ماتحت ہو کر ایشور بھگتی کرو۔ اور ایشور بھگتی سے گاڈس گائی ڈینس کی بخششیں حاصل کرکے

دونوں جہانوں میں خوشحال اور بشاش ہو جاؤ۔ اس کے لیے کسی مالی سرمایہ اور کسی چھوٹے بڑے کی انسانی سیانپ کی سہائتا کی ضرورت نہیں۔ اس میں تو اپنے ذاتی پورشارتھ کے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ یہ سرمایہ سب کو منش جنم کے ساتھ ملتا ہے اس سے واجب جائز کام لینے والے جابجا سکھی ہو رہے ہیں اور اُن کے پہلو بہ پہلو ہی ناواجب انسانی سیانپ سے کام لینے والے دُکھی ہو رہے ہیں۔......

اس میں نہ ایشور سرو سرشٹی کرتا کی برہم وینڈیا لغا کا دوش ہے اور نہ ہی اُس کے ایشوری آئین کی بھلائی کا دوش ہے۔ دوش تو اپنی انسانی سیانپ کے ناجائز استعمال کا ہے کہ اُسے ایشوری آئین کے حکم اور رضا کے ماتحت رکھ کر اس سے واجب اور جائز کام نہیں لیا جاتا۔ بھلے ماں باپ کے حکم اور رضا کے ماتحت اپنے جیون کی چال چلنے والے لڑکے اور لڑکیاں خوشحال ہو رہے ہیں اور بھلے ماں باپ کے حکم اور رضا سے منحرف ہونے والی اولاد دُکھی ہو رہی ہے۔ اس میں بھلے ماں باپ کا دوش نہیں ہوتا۔ دوش تو اپنی انسانی ضد کا ہوتا ہے اور یہ ضد دفع ہو سکتی ہے۔ سو میری یہی بنتی اور میرا یہی سندیش ہے کہ ایشور بھگتی سے گاڑھی کمائی ڈھینس لیتے ہوئے جیون بناتے جاؤ۔ دُکھ نورتی ہو جاوے گی اور سکھ سے سکھی ہو جاؤ گے ایشور کرے کہ آپ ایشور بھگتی سے ناانصافی کے راستہ کا تیاگ کر کے انصاف کے ست مارگ پر جیون کی چال چلنی شروع کر دیں اور انصاف کے ست مارگ پر چلتے ہوئے آپ سُکھی رہیں۔ آپ کا پریوار سکھی رہے۔ آپ کا دیش سکھی رہے۔ اور اس ست کرم سے سنسار کے سب منش ماتر کا بھلا ہو۔

VIII ×۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں نہ اخبار پڑھتا ہوں اور نہ ہی

بچے ریڈیو سے کام ہے لیکن ملکی ریفارم Reform کے فدائی چلتے
چلاتے کچھ نہ کچھ اپنے مطلب کی بات سنا ہی دیتے ہیں اب انھوں نے سیکولر اور
آئی سریلیجن secular & religious کے لفظوں پر بحث
مباحثے شروع کر دئیے ہوئے ہیں۔ مجھے ان بحث مباحثوں سے کوئی واسطہ نہیں
اُن صاحبان کو تو میں نے کہہ دیا ہے کہ لفظوں کی بحث سے نہ کوئی ذاتی فائدہ
ہوتا ہے۔ نہ ہی کوئی ملک کا بھلا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی منش ماتر کا بھلا ہوتا ہے
اس سے تو بہتر ہے کہ منش سرو سرشٹی کرتا کے حکم اور رضا کے ماتحت ہو کر ایشور بھگتی
کرے۔ اس سے انصاف کے ست مارگ پر چلتا ہوا اپنا بھی بھلا کر لے۔ اپنے پریوار
کا بھی بھلا کر لے۔ اپنے دیش کا بھی بھلا کر لے۔ اور منش ماتر کے بھلے کی بھی سہائتا
کر لے۔ لیکن میں نے اپنے ہم وطنوں کو جنہی اس کی نسبت کچھ کہنا ہے اور یہ کہنا ہے
کہ سرو سرشٹی کرتا ایشور کے حکم اور رضا کے انوسار جب ایشور بھگتی کے ست کرم
کو جیون کا مکھ ست کرم قرار دیا جاتا ہے اور یہ ست کرم کیا جاتا ہے تو تب ہی منش
جنم سپھل ہوتا ہے تب ہی سنسار یاترا بھی پرکار بنتی ہے اور تب ہی ایشور بھگتی
یعنی موکھش کے سکھ کی پراپتی ہوتی ہے جو کہ منش جنم کی آخری آرام گاہ ہے
باقی تو سرو روی کے معاملے ہیں۔ ان سے جتنا کوئی اپنے آپ کو دکھی کر لے یہ اسکی
اپنی غلطی ہے۔ اس میں سرو سرشٹی کرتا ایشور کی پرم دین دیالتا کا کوئی دوش
نہیں۔ اُس پرم دین دیال نے تو دین منشوں کے بھلے کے لئے سنسار کی رچنا
رچ رکھی ہے۔
ڈکشنری میں جو معنے سیکولر secular لفظ کے دئیے ہوئے ہیں وہ

یہ ہیں :- secular =- concerned with world (not the after-life) concerned with every day matter rather than those of the church

ڈکشنری بتلاتی ہے کہ جو معاملات اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کہ جس میں ہم رہتے ہیں وہ "سیکولر" کہلاتے ہیں۔ اُن کا تعلق روزانہ کارآمد چیزوں کے ساتھ ہے بہ نسبت چرچ کے کاروبار کے۔

اس بارے میں یہ کہنا ہے کہ چرچ اور انسانی دنیاوی کاروبار واقعی دو جزو ہیں لیکن یہ دو جزو ایک دوسرے کے مخالف نہیں کہ ایک کا تیاگ کر دیا جائے اور دوسرے کو کارآمد سمجھ کر نرا اُس سے کام لیا جاوے۔ یہ تو Reciprocal force رسیپروکل فورس یعنی باہمی طاقت ہے ایک دوسرے کو طاقت دیتے رہتے ہیں۔ اس طاقت سے ہی سنسار کی کل یعنی مشین کا کام کھلی پرکار چلتا ہے۔ انگلستان کی تاریخ نے اس سیکولر اور چرچ کی کشمکش کو خوب واضح کیا ہوا ہے۔ نرے سیکولر جزو سے کام لینے والے بادشاہ پوپ سے جو کہ چرچ کا ہیڈ Head تھا اور سے لڑتے رہے اور نرے چرچ سے کام لینے والے پوپ بادشاہوں سے لڑتے رہے اور کشمکش ہوتی رہی۔ اس کشمکش سے وہی لوگ آزاد ہوئے جو کہ Pilgrims fathers کہلاتے ہیں

ان لوگوں نے دونوں طرف کے ناجائز دعوں کو بالائے طاق رکھ دیا اور خدا پرستی یعنی ایشور بھگتی کو اختیار کر لیا۔ اس ایشور بھگتی کو نبھانے کے لئے رہایش کی وہ جگہ اختیار کی کہ جہاں نہ بادشاہ کا اور نہ ہی پوپ کا دخل تھا۔

ہندوستان کے ملک کے حصوں میں بھی ایشور بھگتی نبھانے کا یہ طریق دکھائی دیتا ہے لیکن یہ طریق سنسار کی وجہ لیلا انوبھو کرنے اور اُس سے خوشحالی اور بشاشت حاصل کرنے کا کوئی کامل یعنی پرفیکٹ Perfect طریق نہیں کہ اُسے ساری عمر نبھایا جاوے۔ اور سیکولر فورس سے فائدہ نہ اٹھایا جاوے۔

دوستو! جس سروشکتی کرتا ایشور نے سنسار بنایا ہوا ہے اُس نے اپنی کامل عقل یعنی پرفکٹ وزڈم Perfect wisdom سے پہلے ہی اپنے آئین میں سب قسم کے معاملات کو جو کہ ساری کائنات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں واضح کر دیا ہوا ہے۔ اس آئین کو سمجھنے کے لیے جیسا کہ پہلے اشارہ دیا گیا ہے۔ کافی وقت لگتا ہے اور سمجھ کر اُس پر چلنے کے لئے ست کرموں کو گرہن کرنا ہوتا ہے اور کوکرموں کو تیاگ کرنا ہوتا ہے۔ ست کرم اور کوکرم میں تمیز کرنی ہوتی ہے اور تمیز سے واجب پر عمل کرنا ہوتا ہے اور ناواجب سے پرہیز کرنا ہوتا ہے۔ واجب اور ناواجب یہ سب حوالے بیان کئے ہوئے اور اُن معاملوں کو جانتا ہوا منش واجب اور انصاف کے ست مارگ پر جیون کی چال چلتا ہوا ایٹرنٹی کا سکھ حاصل کر جاتا ہے اور اُس خندہ پیشانی کے ساتھ سنسار کو چھوڑتا ہے کہ جس کا سندیش جپ جی صاحب کے آخیر میں دیا ہوا ہے۔ واجب اور انصاف کی چال کو پراچین دھرم گرنتھوں نے انصاف یعنی "دھرم سینی سمبندھ" کہا ہے۔

Working Design. ایشوری آئین میں سنسار کے

ورکنگ ڈیزان کے چھوٹے اور بڑے سب جزوں اور پُرزوں کے واجب اور
ناواجب استعمال کا ورنن کیا ہوا اور اُن کے نفع اور نقصان کے پہلوؤں کو
بتایا ہوا ہے۔ سو ایسے آئین کے ہوتے ہوئے انسانی سیانپ سے اپنی مرضی کے
ناواجب کام کرکے اُن کو سیکولر کے لفظ سے واجب بنا دینا کوئی اصلیت
نہیں رکھتا۔ ایشوری آئین میں پرفیکٹ ڈیزائن۔ کمپن سے شن سسٹم ہے
Perfect - Design compensation + system
کہ جس کو سنکلپ کہتے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں۔ انسانی کاموں میں ہر روز
آئین تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ راج کے پلٹنے پر سب پورانے رواج نابود
ہو جاتے ہیں۔ ایشوری آئین ان تبدیلیوں سے بری ہر وقت فائدہ دیتا
رہتا ہے یہ اور بات ہے کہ انسان اپنی ناجائز انسانی سو تنترتا سے اپنے آپ
کو دکھی کرتا رہے۔

ایشوری آئین میں سیکولر لفظ کی بابت یہ کہا ہوا ہے کہ دنیا کے کاروبار کو
اگر ایشوری آئین سے کیا جاوے گا تو اُس سے یہ سکھ پراپت ہوں گے۔ اگر اس سے
برگشتہ ہو کر اپنی انسانی سیانپ سے کام لیا جاوے گا تو دکھوں کے دردوں
سے دکھی ہونا پڑے گا۔ چنانچہ جو مرد اور عورت ایشوری آئین کے انوسار
Companion کمپینین بنتے ہیں اور دھرم سیتی سمبندھ کے ساتھ گرہست
آشرم جی داخل ہوتے رہتے ہیں۔ سنسار میں بھی سکھی رہتے ہیں اور آگے بھی اُن کے
لئے سکھ انتظار میں ہوتا ہے۔ ایشوری آئین سے بےمکھ ہونے سے وہ وہ خرابیاں
پیدا ہوتی ہیں کہ اُن کا کوئی علاج نہیں اور چھوٹے بڑے کو اُن خرابیوں کی چھوت

کی مرض سے بچنے کے لئے اوپائے ڈھونڈنے پڑتے ہیں اور ڈھونڈنے پر بھی میسّر نہیں ہوتے۔ اس سے اینشوری آئین ہی بچائے تو عزت اور آبرو رہتی ہے اور سنسار پاترا بھلی پرکار نبھتی ہے Bombay's social vice کے کارنامے اس امر کو عیاں کرتے ہیں۔

سو جب اینشوری آئین میں سیکولر کاروبار کے عمل اور طریق بتائے ہوئے اور اُن کے انوساد سنسار فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور اُٹھا رہا ہے تو انسانی سیانپ کے سیکولر آئین کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ اُسکے لئے ناحق مسر دردی کی جاوے۔

اسی طرح Isolation لفظ کا حال ہے کہ اینشوری آئین اسکو اُن معنوں میں لیتا ہے کہ جن معنوں میں "انسانی سیانپ" اسے برتنا نہیں چاہتی۔ اینشوری آئین کے انوسار تو منش کو کسی سے Isolation کرنے کا حق ہی نہیں اس کے حکم سے تو سب کے ساتھ دھرم سیتی سمبندھ رکھ کر سنسار میں زندگی بسر کرنی ہوتی ہے۔ انسانی سیانپ یہ چاہتی ہے کہ دھرم یعنی انصاف کو چھوڑ کر وہ چالیں چلی جانی جائز قرار دیجا دیں کہ جو لفظ پالسی کے اندر جائز ہو جادیں جو گن سچائی میں ہے وہ پالیسی کے لفظ میں نہیں۔ بُرُوں کی بُرائی سے بچنے کے لئے سب معاملے اینشوری آئین میں ہیں وہ تو یہاں لکھے نہیں جا سکتے۔ لیکن جس کو دیکھنے کی خواہش ہو اینشوری آئین کا مطالعہ کرے۔

ہندوستان کے لوگوں کے لئے یہ کہنا ہے کہ اُن کے اینشوری آئین میں سیکولر اور آئی سولیشن کے جو معنے لئے ہوئے ہیں وہ اُن کے بھلے کے لئے ہیں اُن کو تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت محسوس کرتے ہو تو اُس بھلے طریق سے کرو کہ جبکی

اجازت آپ کے بزرگ اور ودوان دے گئے ہوئے ہیں اور میں اس کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

Isolation کر کے کسی سے نفرت نہ کرو بلکہ انصاف کے طریق سے سب کو سمترتا کی آنکھ سے دیکھو اور دھرم پیتی سمبندھ رکھو۔ ایشوری آئین کے انوسار سمترتا کا سلوک رکھنے سے اور اُس سے۔ Non violence نان وائلینس کے نیَم کو برتنے سے وہ شخص بھی جن کو دشمن خیال کیا جاتا ہے دوست بن جاتے ہیں۔ یہ پراچین رشی مُنی کہہ گئے ہوئے ہیں اور یہی زمانہ حال کا مہان پُرش مہاتما گاندھی اپنے جیون میں سدھ کر گیا ہوا ہے۔ آپ اس سدھی سے فائدہ اُٹھاؤ اور اِدھر اُدھر کے کراسنوں سے محفوظ رہو۔

سنسار کو لوگ اپنی انسانی سیاپ کے کارناموں کی زور آزمائی کا arena یعنی تماش گاہ سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ یہ تو کائنات میں ریزی ڈنشل یونیورسٹی ہے۔ اس ریزی ڈنشل یونیورسٹی Residential University کے گریجویٹ ہی آفٹر لائف After life میں ایٹرنٹی Eternity کے سکھ سے سکھی رہتے ہیں۔ سیکولر دنیا کے گریجویٹ کے لئے تو روٹی کا ہی گذارہ ہے آسایش اور آرام کے سامان کہاں ملتے ہیں۔ گریجویٹ کے وہ کس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ ریزی ڈنشل یونیورسٹی کا گریجویٹ خود بھی سکھی رہتا ہے اور اوروں کے لئے بھی سکھی رہنے کے سامان مہیا کرتا رہتا ہے حال کے زمانہ کے مہان پُرش مہاتما گاندھی نے سنسار کی ریزی ڈنشل یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی۔ تب خود بھی بیکنٹھ کی آرام گاہ حاصل کر لی اور آپ کے لئے بھی

آزادی کی نشان مہیا کردی۔ یہ ڈگری الینئور بھگتی سے ملتی ہے۔ہندوستان کے لوگ اس ڈگری کے حصول اور استعمال سے اپنی دُکھ نوری کر سکتے ہیں۔ اور انھیں کرنی چاہیئے۔ بیماری علاج اور ادپاؤ سے ہی ہٹتی اور مٹتی ہے۔تندرستی کا سکھ بیماری کے نہ ہونے سے ہی ملتا ہے۔ سو سکھ کے حصول کے لئے الینئور بھگتی کے علاج اور ادپاؤ کو اگر ہندوستان الینئور بھگتی کے نسخہ کے استعمال سے کرلے تو سکھی ہو جاوے۔

بات یہ ہے کہ کوئی دُکھ میں رہنا نہیں چاہتا۔ چور ڈاکو تک بھی چوری اور ڈاکہ زنی کو کوئی پسند نہیں کرتے۔ اس بات کو محسوس کرکے اب ریفارمروں نے جیل خانوں کو ریفارم ہوس بنانے کا تردد اور یتن کر دیا ہوا ہے اور یہ تردد اور یتن کردیا ہے کہ ان میں افرادی زندگی کو سدھارنے کے طریق برتے جاویں۔ سو جب افرادی زندگی کے سدھار کا کام ہونا شروع ہو جاتا ہے اور جاری رہتا ہے تو سوسائیٹی سکھی ہو جاتی ہے۔ اسی افرادی زندگی کے سُدھار کے طریق کو پراچین دھرم پستکوں نے بھلی پرکار ورنن کیا ہوا ہے۔ اگر اس طریق کے عملدرآمد ہونے کا بندوبست ہو جاوے تو ہندوستان اپنی دکھ نورتی بڑی جلدی اور بڑی آسانی سے مالی سرمایہ کے بغیر حاصل کر سکتا ہے۔ اسے اس موقعہ کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہیئے۔ جبکہ یہ طریق رعایا اور حکومت دونوں کے بھلے کو مدنظر رکھتا ہے۔

سیکولر جزو الینئوری آئین میں شامل ہے لیکن اس جزو سے تب ہی خوشحالی اور بشاشت کا سکھ ملتا ہے کہ جب اس کو الینئور آئین کے انوسار برتا جاوے چنانچہ "سنکھیا" زہر ہے اور زہر بھی ایسا سخت زہر ہے کہ اسکے کھانے سے آدمی جھٹ پٹ مرجاتا ہے لیکن یہی "سنکھیا" کئی حالتوں میں فائدہ دیتا ہے

کہ جب کسی کامل حکیم ڈاکٹر کی رہنمائی سے روگ کے ہٹانے اور مٹانے کیلئے حکیم
اور ڈاکٹر کے حکم کے انوسار برتا جاتا ہے۔ کشتی کے جائز استعمال سے لوگ
ڈوبانے والے دریاؤں سے پار ہو رہے ہیں۔ اور اُسی کشتی کے ناجائز استعمال
سے لوگ خود بھی ڈوب اور غرق ہو رہے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی ڈوبا اور
غرق کر رہے ہیں۔ سو سب کو لر جزو کو جب ایشوری آئین کے انوسار کامل
ودوانوں کی رہنمائی سے برتا جاتا ہے تو تب ہی اس سے سکھ ملتا ہے۔ اپنی
انسانی سیانپ کے کارناموں سے اس سے دکھ ہی دکھ ہے۔ اس کے جائز اور
ناجائز استعمال کو ہندوستان کے ودوان واضح کر گئے ہوئے ہیں۔ اُن کی ودوانی
سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ جس طریق سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے اُس کو میں نے
پہلے ورنن کر دیا ہے۔ اگر وہ طریق غلط ہو تو اور طریق جو ودوان مناسب
خیال کریں برتا جا سکتا ہے۔ مجھے ضد سے کوئی کام نہیں۔
ضد اور ابھیمان کے رویہ کو چھوڑ کر میں نے تو یہ سندیش دینا ہے کہ
ایشور بھگتی کے ذریعہ سے آزادی ملی۔ ایشور بھگتی سے ہی اس کی شان
کو عروج ہوگا۔ ایشور بھگتی ہی ایک ایسا ست کرم ہے کہ جس کو سب سے بڑھ کر
Priority دینی چاہیئے۔ اس ست کرم سے گو کرم کے سب
طریق جن سے ہندوستان دکھی ہو رہا ہے ہٹ اور مٹ جاویں گے۔ بھلا
ایشوری آئین سے ایشوری بھگتی کا نیم حاصل کیا جاوے اور اُس سے
ایشور سروشکتی کرتا کے سنسار میں گڑبڑ ہو کبھی ہو سکتا ہے۔ بھلا یہ ہو سکتا
ہے کہ جس کی یہ سرشٹی ہے اُس نے کوئی آئین نہ بنایا اور سنسار دُنیا کے

لوگوں کی انسانی سیانپ سے چل رہا ہے۔

دوستو! دنیا کے کاروبار میں جن کو سیکولر کہتے ہیں کوئی وگھن یا خرابی
ایشوری آئین سے پیدا نہیں ہوتی۔ ایشوری آئین سے تو سیکولر کاروبار اُس
خوش اسلوبی سے بنتے ہیں کہ "انسانی سیانپ" کے کارنامے اُن کو دیکھکر حیران
ہو جاتے ہیں۔ اس کو جپ جی صاحب اور سندھیا کی پُستکوں میں ورنن کیا گیا
ہے۔ یہاں تو صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ نان وائلینس
ایشوری آئین کا ہی جز ہے کہ جس سے زمانہ حال کا مہان پُرش مہاتما گاندھی
اپنے لیے بھی ایشٹ سِدھی حاصل کر گیا اور آپ کو بھی اُس زبردست سلطنت کی
غلامی سے آزاد کروا گیا کہ جس سے آزاد ہونا اور کئی صدیوں تک ملتوی رہتا
اگر انسانی سیانپ پر دھیان رہتی۔ مہاتما گاندھی سے پہلے کئی انسانی سیانپ
کے سیکولر آئین بنے اور وہ ہندوستان کو آزاد نہ کروا سکے۔ اور حکومت ریفارم
ایکٹوں سے اُن کو رد کرتی رہی۔ کام تب بنا جبکہ ایشور بھگت اور ایشور
اُپاسک مہاتما گاندھی نے ایشور بھگتی کی شکتی سے "بھرپور" ہو کر حاکموں
کو اُن کے گھر پر جا کر کہہ دیا کہ ہندوستان کی حکومت کے سنبھالنے کا انتظام
ایشور سرو سرشٹی کرتا کے حکم سے ہو گیا ہے۔ اور اب آزادی کے دئیے جانے کا سوال
منشیوں کے ہاتھ سے لے لیا گیا ہے۔ اب حاکم ہندوستان کی حکومت سے دستبردار
ہو کر اپنی نبھا رہے ہیں۔

یہ "بھرپور" شبد جپ جی صاحب میں ورنن ہے۔ یہ ایسا گنوان شبد ہے
کہ ایشور بھگتی سے ہی اسکے گنوں کا پتہ لگتا ہے اور تب ہی اس سے فائدے

لیے جا سکتے ہیں سو اِس وقت ہندوستان کے لوگوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ پریکٹیکل
جیون سے ایشور بھگتی سے سدھی حاصل کر کے دکھوں کو پرے ہٹا اور مٹا دیں
اور سکھوں کے لئے جگہ بنا دیں تو وہ آ کر اُن کے لیے آرام اور آسایش کے سامان
مہیا کرتے رہیں؛

ہندوستان اور ہندوستان کے باشندوں کا "کام بنے" کا معاملہ خوش
اسلوبی سے حل ہو جاوے گا۔ اور اُس کے حل ہو جانے سے تب ہی ہندوستان اور
ہندوستان کے باشندے سُکھ سے زندگی بسر کریں گے کہ جب ہندوستان کا ہر
ایک باشندہ انترادی ایشور جاپ سمرن اور ایشور اُستتی اور پرارتھنا سے
کہ جس کا طریق جپ جی صاحب اور سندھیا میں ہے اور اُپنشدوں میں ہے
سرو سرشٹی کرتا کے حضور میں دُکھ نورتی کے لیئے اور سُکھ کی بخشیش کے حصول
کے لیئے نیم انوسار ہر روز پرارتھنا کرے گا۔ ہندوستان اور ہندوستان کے
باشندوں نے تو پرارتھنا کے معاملہ کو وسار ہی دیا ہے ایشور سرو سرشٹی کے مالک
کو کیا پڑی ہے کہ وہ سُکھ کی بخششیں کرتا رہے۔ جبکہ لوگ اپنے آپ کو بخششیں
پانے کے حقدار نہ بنا دیں۔ بھلے ماں باپ کے بچوں کو جو کہ ماں باپ کے حکم اور
رضا میں رہ کر زندگی بسر کرتے رہتے ہیں۔ آسایش کے سب سامان ملتے رہتے ہیں
جب کہ اپنی بڑی ضد پر اڑے رہنے والے لڑکے اور لڑکیاں بھلے ماں باپ کے
حکم اور رضا سے برگشتہ ہو کر جا بجا دُکھی ہو رہے ہیں۔ اور کوئی "وانت" نہیں پوچھتا
سو موجودہ دُکھ نورتی کا اُپاؤ اور علاج یہی ہے کہ ایشور بھگتی سے ایشور کے
حکم اور رضا کے انوسار جیون کی چال چلی جاوے۔ اس سے پرم دین دیال ایشور

کی طرف سے سکھوں کے لئے امرت کی ورشا ہوگی۔

XX۔ میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ سنسار نفش کے لئے ریزی ڈنشل یونیورسٹی Residential university ہے اور اس یونیورسٹی کا گریجویٹ دونوں جہانوں میں سکھی رہتا ہے۔ اب یہ کہنا ہے کہ اس کا بھی کورس ہے، اس کا بھی پراسپکٹس ہے۔ گو آپ نشد دل سے ہی اس کی خوبی کا پتہ لگتا ہے تاہم گذارے کے لئے عام فہم زبان میں جپ جی صاحب اور سندھیا بھی اسے ورنن کرتی ہیں۔ ان کتابوں سے سہائتا لیتا ہوا شش بھی منش جنم دونوں جہانوں میں سپھل کر جاتا ہے کہ جب ان کے اصولوں کے ست کرم کے ست مارگ پر چلا چلتا ہے نا انصافی کے کراستہ کا تیاگ کر دیتا ہے اور انصاف کے ست مارگ کو گرہن کر لیتا ہے۔

ہندوستان کے پراچین ودوان ایشور بھگت اور ایشور اپاسک تھے وہ ایشور بھگتی سے اُن سورج گرہنوں اور چاند گرہنوں کا پتہ دے گئے اور ٹھیک پند۔ سال۔ مہینے۔ دن۔ گھنٹے۔ اور منٹ تک کا دے گئے جو کہ کئی صدیوں بعد واقعہ ہونے تھے۔ وہ جہاں برٹش ڈاکٹری کے وہ فارمولے بتا گئے کہ جن سے ڈاکٹر کی مدد کے بغیر گرہستی لوگ خود اپنے گھروں میں عام بیماریاں دُور کر لیتے تھے۔ اب ہر گلی کوچہ اور بازار میں ڈاکٹر موجود ہیں اور ڈاکٹروں کے بغیر گذارہ بھی نہیں۔ سو ان پراچین ودوان ایشور بھگتوں اور ایشور اپاسکوں کے سندیش اور اُپدیش سے فائدے لو۔ جو سندیش اور اُپدیش کہ وہ اپنے پروانہ کی بہتری کے لئے اپنے دھرم گرنتھوں اور شاستروں میں محفوظ کر گئے ہوئے ہیں

یہ دھرم پستکیں زندگی کے "بھلے" اور "بُرے" دونوں پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں۔ بھلے پہلو کے فائدے ورنن کرتی ہیں اور بُرے پہلو کے نقصان بتاتی ہیں بھلے پہلو کے حصول کے طریق بتاتی ہیں اور بُرے پہلو کے تیاگ کے طریق بتاتی ہیں۔ اتنی سہولیتیں مہیا کر دیئے جانے پر بھی اگر کوئی لاپرواہی سے فائدے نہ اُٹھا کر نقصانوں سے دکھی ہوتا رہے تو اس میں اُس کا اپنا ہی دوش ہے کہ وہ سیکولر کاروبار میں اپنی انسانی سیانپ کے ناجائز استعمال سے دکھوں کے درد دل میں دُکھی رہتا ہے اور آخر کار حسرت اور مایوسی میں ہی اُسے سنسار کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

البینشور بھگتوں اور البینشور ادیا سکول کے سندیش اور اُپدیش کے انوسار برائیوں کی بُری روش کا تیاگ یعنی [illegible] اختیار کر لو۔ اور سنسار کے سب جیوؤں کے ساتھ "دھرم ستی سمبندھ" سے دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کرو۔ یہی منش جنم کی سپھلتا مانی گئی ہے۔ اور ہے بھی یہی۔ دائولینس [illegible] یعنی مردم آزاری اور جانور آزاری کے ناانصافی کے طریق سے اگر فیشن ایبل پوشاکیں ملیں اور ادھر اُدھر کے سیر کے لئے موٹریں ملیں اور ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ اور امریکہ کی سیر سیاحت کے اور جابجا چھوٹے بڑے عالیشان Reception دری سپشن کریں تو یہ انسانی شان کے کارنامے کچھ کام نہیں دیتے۔ جب کہ سکندر بادشاہ کی طرح حسرت اور مایوسی میں سنسار کو بے بسی اور بے کسی میں یم دوت کی حراست میں مجبوراً چھوڑنا پڑتا ہے۔ آخر موت نے آنا ہے۔ اسکے وارینی حملہ اور حراست سے

انصاف سے زندگی بسر کرنے والے ہی بچتے ہیں کہ جن کے پاس انصاف کی بدولت
ایٹرنٹی Eternity کا پرمٹ Permit ہوتا ہے اور
موت پرے ہٹ کر اُن کو ایٹرنٹی کی آرام گاہ کے لئے راستہ دے دیتی ہے۔
پرفیکٹ ایشور یعنی Perfect God کا آئین بھی Perfect
یعنی مکمل ہے۔ اُس آئین میں سنسار کے سب کاروبار کا پربندھ کیا ہوا ہے اور
ایسا پرفیکٹ پربندھ کیا ہوا ہے کہ آئین کے انوسار سنسار میں سنسار کے
سب چھوٹے بڑے کام کاج جیوؤں کی آسائش اور آرام کے لئے بلا امداد غیرے
اُس غیر محدود زمانہ سے بڑی خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں اور چلتے رہیں گے
کہ جس کو وِدوانوں نے آدی کہا ہے۔ سنسار کے ان کاروبار کے چلنے چلانے کی
لاثانی خوبی جو کہیں کسی اور جگہ دکھائی نہیں دیتی یہ ہے کہ سہایتا
کے کاروبار میں نہ عوضانہ کی مانگ ہے اور نہ ہی عوضانہ کی خواہش ہے
ایک منش دوسرے منش کی اگر کبھی سہایتا کر دے تو اُس سہایتا کے بدلے میں وہ
ساری عمر عوضانہ مانگتا رہتا ہے اور عوضانہ کی خواہش کرتا رہتا ہے اور سہایتا
کے بدلے عوضانہ سے دوگنا تگنا دیا بھی جاتا ہے اور بار بار بھی دیا جاتا ہے
تو بھی انسانی سہایتا کے عوضانہ کا معاملہ آخری دم تک چلا چلتا ہے اور زندگی
بھر میں اُس کی مانگ اور خواہش کی بس نہیں ہوتی۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ سرشٹی
کرتا ایشور کا احسان دنیا اور دنیا کے لوگوں پر کس قدر بھاری ہے کہ اُتارا
نہیں جا سکتا۔ ایشور سرو سرشٹی کرتا کی پرم دیالتا کا ہی گن ہے کہ اسکے ہاں نہ
عوضانہ کی مانگ اور نہ خواہش ہے اور جو کچھ کیا جاتا ہے وہ سنسار اور سنسار کے

لوگوں کے بھلے کے واسطے کیا جاتا ہے۔ ایسے بھلے کے بھلے آئین سے بھلائی حاصل کرکے اپنا بھلا نہ کیا جاوے تو اس میں منش کا اپنا ہی دوشش ہے کہ وہ اپنی ٹیڑھی چال سے ست مارگ سے برگشتہ ہوکر دکھوں کے جنگل کے راستہ پر چلتا ہوا اپنے آپ کو کانٹے والیوں جھاڑیوں میں اُلجھا اور پھنسا کر دکھی ہوجاتا ہے اور بے بسی اور بے کسی میں جان گنوا دیتا ہے۔

الیشوری آئین کے سیکولر جزو میں جس کاملیت سے یعنی پرفیکشن Perfection سے دنیا کے سپلائی کے کاروبار چل رہے ہیں اُس میں انسانی سیانپ کی چال چلنے والوں کا دخل ہی نہیں۔ اس میں دو ایسے کارندے ہیں کہ اُن پر انسانی سیانپ کا زور چل ہی نہیں سکتا۔ یہ دو کارندے یعنی ورکرس workers بلا مزدوری اور بلا تنخواہ کام کرتے رہتے ہیں اگر انسانی کاروبار کی طرح اس میں پے Pay یعنی تنخواہ اور ویجیز wage یعنی مزدوری کے سسٹم کا رواج ہوتا تو دنیا کے سپلائی کے پیتہ کی طرح جس And Employees Employers اے بیلاٹرس اور ایم پلائی زکی لٹنگ درمانگ ہائی پرافٹس ہائی پے۔ ہائی ویجز High Profits High Pay & High wages کے لئے کی جاتی ہے اور اُس مانگ کی شنوائی میں ذراسی دیر ہوجانے پر دکھ دینے والی ہڑتالیں کی جاتی ہیں۔ سنسار کی اُس وچتر لیلا کا خاتمہ ہوگیا ہوتا کہ جس وچتر لیلا سے سنسار شاندار بنا ہوا ہے اور اُس شان کی شوبھا کی خواہش میں کوئی انسان سنسار کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔

Employers & Employees

اے میپلاٹرس اور ایم پلائی زکے مانگ در مانگ دعوے کے معمہ کو حل کرنے کے لئے کونسلوں اور پارلیمنٹوں میں طرح طرح کے بل **Bills** یعنی آئین یا قانون پاس ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ قانون کوئی دیرپا پرمے ننٹ Permanent ریلیف نہیں دیتے کہ ہڑتالوں اور سٹرائیکس کی بپتا ہٹ اور مٹ جاوے اور سکھ کا جیون بسر ہو سکے۔

ایشوری آئین سے برگشتہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ ہڑتالوں اور سٹرائیکس کا زور دنیا کے ہر کاروبار میں تنگ کر رہا ہے۔ یہ نرا لوگوں کو ہی تنگ نہیں کرتا بلکہ ہڑتال کرنے اور کرانے والے بھی اس سے دکھی ہی رہتے ہیں۔

موجودہ دکھوں سے دکھ نورتی تب ہو گی جب کہ ایشوری آئین کے انوسار نئے سرے سے جیون کی چال انصاف کے ست کرم کے ست مارگ پر چلی جاوے گی اور اس سے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کے دو جزو نمایاں ہونگے۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ مہان پرش مہاتما گاندھی اس امر کی سچائی اپنے جیون میں سدھ کر گیا ہے۔ ہندوستان نشکام سیوا اور مارل سپورٹ سے ہی اپنی شان قائم کرتا آرہا ہے۔ اس لئے اب بھی شان کو قائم کرنے کے لئے یہی دو جزو ضروری ہیں یہ دونوں جزو ابھی بھی ہندوستان کے پہاڑی علاقوں میں جابجا فائدے دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ میدانی ہندوستان کے لوگ بھی ان دو جزوں کو حاصل کر سکتے ہیں یا خود بھی سکھی ہو سکتے ہیں اور دیگر پبلک کو بھی سہائیتا دے سکتے ہیں۔

دنیا کے سب کاروبار جن کو سیکولر کہا جاتا ہے۔ ایشوری آئین کے انوسار خود

بجو دنشکام سیوا سے ہوتے رہتے ہیں اور سنسار کے جیوؤں کے بھلے کے لئے ہوتے
رہتے ہیں۔ انسانی سیاپ سے کام لینے والے ان کے راستوں میں روڑے اٹکاتے
رہتے ہیں اس سے خود بھی دکھی ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی دکھی کرتے رہنے کی کوشش
کرتے رہتے ہیں کہ جن کا خمیازہ " بھوگ " اور " بھکھ " کے دکھوں کے دردوں میں
اٹھانا پڑتا ہے۔ ایشور بھگت اور ایشور ادیا سک نشکام سیوا سے روڑے
کرتے رہنے کا یتن اور تردد کرتے رہتے ہیں۔ یہ جزو مہاتما گاندھی کے جیون میں نمایاں
دکھائی دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو پبلک سیوا کے کام ایشور بھگتوں اور ایشور اوپاسک
سے مفت میں ہو جاتے ہیں وہ خود غرض عالموں سے لاکھوں کے سرمایہ سے بھی نہیں
سدھرتے۔ سو اگر ہندوستان کے لوگ افرادی زندگی میں افرادی ایشور بھگتی
کریں اور اس سے اپنا سدھار کر لیویں تو ایشوری آئین کے انوسار انکی نشکام
سیوا اور مارل سپورٹ سے ملک کی دکھ لوٹنی بھی ہو جاوے۔

اپنے نام پر سکول کالج۔ ہسپتال۔ یتیم خانے اور دیگر پبلک کام کرنے اور
کروانے سے نہ اپنا ہی بھلا ہوتا ہے اور نہ ہی دوسرے کا۔ یہ کام سٹیٹ کا ہے
افرادی زندگی کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ افرادی زندگی کا یہ کام ہے کہ
فیملی سٹیٹ سے پڑھائی اور لکھائی سیکھے۔ فیملی میں ہی صحت کو قائم رکھنے کا بند
کرے اور فیملی میں کوئی ایسا اپرادھ اور پاپ نہ کرے کہ اس سے یتیم ہونے کی سز
ملے۔ اگر ایشور آئین کے انوسار منش اور منشوں کی جاتیاں چلنا شروع کر دیں
تو اس سے سارے ہی نشان حاصل کر جائیں۔ روم کی ہسٹری اس کو واضح کر
رہی ہے۔ اور واضح کرتی ہے کہ افرادی زندگی کی پوترتا سے سکھ ہے۔ اور اپوترتا

سکھ ہے اور اپوترتا سے افراد اور افراد کی سلطنت کا زوال ہے۔ اسکے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن میں نے نہیں کہنا۔ اور کیوں نہیں کہنا وہ میری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے نکتہ چینی کی روش سے پرے رہتا ہے اور فیکٹ بتلا کر کہتا ہے کہ ایشوری آئین میں سکھ ہے اُس پر چلنے سے سکھ ملتا ہے۔ ایشوری آئین پر چلنے والے خود بھی سکھی رہتے ہیں اور اوروں کو بھی سکھی بناتے رہتے ہیں۔ یہ ایشور بھگت ایشور کے دربار سے اپنی افرادی پوترتا سے انعام اور اکرام لیتے رہتے ہیں اور انہیں اوروں کے آگے بخششیں مانگنے کے لئے ہاتھ پسارنا نہیں پڑتا کہ انسانی سیاپ میں مدت دولت مند کھدے کہ جاؤ اس وقت فرصت نہیں پھر آنا۔ کون پھر آوے اور کون پھر آنے پر دے۔ یہ توٹال مٹولے کی انسانی سیاپ کے کارنامے ہیں کہ اُن سے انسان کو دکھی ہونا پڑتا ہے افرادی پوترتا کے کارناموں سے ہندوستان اپنی شان قائم کرتا چلا آرہا ہے۔ اب بھی اگر اس افرادی پوترتا کا رواج ایشور بھگتی سے ہوگیا تو دکھ دوری جلدی ہو جاوے گی جبکہ سروسرشٹی کرتا کے سنسار میں جیون کی شدھتائی سے ایشوری انعام اور اکرام اُس کے بھرپور خزانوں سے مل جاویں گے۔

افرادی پوترتا اور پرشار تھ کے افرادی ست کرم کی بابت میں ایک واقعہ لکھتا ہوں اور اس واسطے لکھتا ہوں کہ ملک کے افراد اس سے سبق لیتے ہوئے خود بھی سکھی ہو جاویں اور اپنے دیش کو بھی نشکام سیوا اور مارل سپورٹ سے سکھی کر دیں۔

چنانچہ امرت سر کی گورو کی نگری میں بھارت درش کی ایک سچی دیوی گرہست آشرم

میں داخل ہو کر ایک بڑے اونچے مکان میں رہتی تھی۔ گرہست آشرم میں پتی سیوا
اور نشکام سیوا اور بارل سپورٹ سیوا کے وہ کام کرتی تھی کہ وہ اُس کی ذات
سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ کسی معمولی کا کام نہیں تھا کہ اُن کو نباہ سکے۔ اُس دیوی
کے گھر کے ساتھ ایک معمولی شخص کا گھر تھا۔ یہ دیوی اُس گھر کے لوگوں کی حسب
معمول سہائیتا کرتی رہتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ساتھ کی گھر والی استری
صبح کوٹھے پر نہ گئی اور گرہست آشرم کی دیوی نے اُسے آوازیں دیں۔ آواز
سن کر استری اپنے کوٹھے کی چھت پر آئی اور چپ رہی۔ چپ رہنے کے سبب کے
دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُس کا خاوند رات کو مر گیا۔ اور اُس کے پاس کوئی
سرمایہ نہیں کہ جس سے اُس کا مرتک سنسکار ہو سکے۔ سو فکر میں چپ اور چپ اور
غم ہی غم ہے۔ دیوی نے کہا کہ ذرا ٹھیر میں نیچے سے ہو آؤں۔ نیچے سے ایک سو روپے
کپڑے میں لپیٹ، لا کر استری کی چھت پر پھینک دیئے۔ اور کہا کہ اس سے تو اپنے
حال کا کام کر، باقی کام ایشور کی دیا سے سب خوش اسلوبی سے ہو جاویں گے
پھر اپنے پتی کو کہا کہ مہاراج ساتھ کے گھر والا آدمی مر گیا ہے۔ اُس کی استری کے
پاس اُس کے مرتک سنسکار کے لئے کوئی سرمایہ نہیں۔ آپ اس کا بندوبست
کر دیں۔ سو اُس بھلے پرش نے سب بندوبست کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر
"چوتھے" کے دن دیوی نے پھر اپنے پتی سے کہا کہ مہاراج ہمیں اپنے ایشور جی
سے کہاں سُکھ ہوگا جبکہ ساتھ کا گھر دکھی ہو رہا ہوگا۔ اُس بھلے لوگ نے دیوی سے
کہا کہ تم ہی اس بارے میں مجھے صلاح دو کہ کیا کیا جاوے۔ اُس دیوی نے کہا
کہ جہاں آپ کے کاروبار میں کئی اور کام کر رہے ہیں اور گذارہ کر رہے ہیں۔ اس

استری کے لڑکے کو بھی کاروبار میں کام پر لگایا جاوے۔ سو لڑکا کام پر لگایا گیا
اور وقت پا کر وہ گھر پھر آباد ہو گیا اور دیوی کی نشکام سیوا اور مارل
سپورٹ سے اُس کا گھرانہ مدتوں تک سکھ حاصل کرتا رہا۔ اور اب بھی
کرتا ہوگا۔ مجھے اُس طرف جانے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔

دیش کا کون پبلک یتیم خانہ یہ کام کر رہا ہے۔ اور کون سی پبلک سوسائیٹی
یہ کام کر رہی ہے۔ یہاں تو ایشوری آئین سے برگشتہ ہونے سے جابجا گڑبڑ ہی
خستہ حالی کی بدحالی لاتی رہتی ہے۔

دوستو! افرادی بھگتی سے افراد اور افرادوں کی سلطنتیں عُروج کی
شان سے سکھی رہتے ہیں۔ آپ نے تو اس ایشوری آئین کو بسار ہی دیا ہوا ہے
جب جی صاحب اور سندھیا کے انوسار افرادی ایشور بھگتی سے کام لو۔ تب ہی
آپ کے "کام بنے" اور دیش کے "کام بنے"، کا معاملہ افرادی اور مجموعی سکھ
دے گا۔ اور تب ہی یتیم خانوں کے بنانے کی ضرورت ہٹ اور سٹ جاوے گی
جبکہ ہر منش ہمدردی کی روش اختیار کرے گا۔

نئی کانفرنسوں اور نئی ریسرچ کے کارناموں سے ہندوستان
کے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فائدہ تو تب ہوگا کہ جب ہندوستان اپنے
پراچین ودوانوں کی کی ہوئی کانفرنسوں اور ریسرچوں سے فائدہ اُٹھائے گا
اس امر کو پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کو آئین پر چلنے کے لئے
گاڈس گائی ڈینس کی ضرورت ہے
یہ ضرورت ملک پورا کر سکتا ہے اور جلدی پورا کر سکتا ہے کہ جب ایشور بھگتی سے

آئین کو برتا جاوے۔ چھوٹے بڑے سب اس کام کو نباہ سکتے ہیں اور بغیر سکول اور کالج کی تعلیم کے نباہ سکتے ہیں اور اسکے لئے کسی مالی سرمایہ کی ضرورت نہیں۔

سنسار کے کاروبار جن کو سیکولر کہا جاتا ہے کبھی انسانی سیانپ کی ناواجب حرکتوں سے چل سکتے تھے اگر سنسار کا کرتا پرکھ ست نام ایشور ان کو انسانی سیانپ کی ناواجب حرکتوں سے دُنیا کے آغاز میں ہی پرے نہ کر دیتا۔ چنانچہ انسانی ناواجب حرکتوں سے پرے رکھے جاکر سورج۔ چاند۔ ستارے اور سیارے وغیرہ آکاش میں اپنے اپنے فرض ادا کر رہے ہیں کہ جہاں انسان کا گذر ہی نہیں وہاں اپنے کرتا پرکھ کی اننت شکتی۔ مہما اور دیالتا کی سکھشیا دے رہے ہیں اُن سے سکھشیا لے کر فرض شناسی کے سمجھنے والے سکھی ہو رہے اور اپنی من مانی چالیں چلنے والے دُکھی ہو رہے ہیں۔ اس میں ایشوری آئین کا کوئی دوش نہیں کہ لوگ اُس کی طرف دوش منسوب کریں۔ اس بارے میں عام بات ہے کہ امتحانوں میں فیل ہونے والے اپنی ناکامیابی کا سبب ڈھونڈنے کے لئے کہتے رہتے ہیں کہ فیل ہونے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ بھائی ایگزامینر ہی بڑا سخت تھا اُس نے " کس کے نمبر لگائے " اُن کو خیال کرنا چاہیئے کہ اُسی ایگزامینر کے سخت ہونے کے باوجود بھی سینکڑوں پاس ہو گئے۔ ایگزامینر کی سختی اُن پر کیوں نہ اثر کر سکی۔ اگر آپ بھی باقاعدہ کوشش کرتے تو کامیابی آپ کے پاس آتی۔ سو جب فرض شناسی سے ایشوری آئین کے انوسار ست کرم بھلی پرکار کیا جاوے تو کامیابی آہی جاتی ہے۔ اگر آکاش کے نظام کو انسان کے ہاتھ میں دے دیا جاتا تو من مانی چالوں کے چلنے والے جب چاہتے دھوپ کرتے اور جب چاہتے بارشیں اور ہوائیں چلاتے

اور سب کو اپنا غلام بنا کر آپ ہی خوش رہتے۔ اندازہ لگاؤ کہ سنسار کے بنانیوالے
سرشکتیمان نے ایکوالٹی اور ایکویٹی equality and equity ہے کے
جزد کے کارناموں سے سنسار کے لوگوں کو آرام پہنچانے کے لئے کیسے سکھ مہیا
کر دیئے ہوئے ہیں۔ اور عوضانہ اور احسان کا نام نہیں۔ اس احسان کا اندازہ
دنیا کی حکومتوں کی عدالتوں۔ کچہریوں اور درباروں سے کچھ کچھ لگایا جا سکتا
ہے اور وہ لگاتے لگاتے Infinite ان فن اٹ یعنی اننت
تک چلا چلتا ہے۔ Infinite کے نظر آنے سے سر خود بخود جھک
جاتا ہے اور ایشور بھگت جھکتے ہوئے خوشحال اور نہال ہو جاتا ہے۔ گھمنڈ اتب
ہی خوش ہوتا ہے اور تب ہی اوروں کو خوشی دیتا ہے کہ جب بار بار جھک
جھک کر اپنے پن سے خودی کی ہوا نکال کر ایشور کی پانی کی بخشش حاصل
کر جاتا ہے۔ ہندوستان اس سے سکھ شیا لیتا ہوا خود بھی سکھی ہو سکتا ہے اور
سنسار کا بھی بھلا کر سکتا ہے۔ یہ ہے ایشور بھگتی کا ست کرم جس سے حاکم اور
محکوم سارے کے سارے سکھی رہتے ہیں اور ہندوستان کے لوگ اسے نباہ کر
خوشحال ہو سکتے ہیں۔

ایشوری آئین میں جہاں آکاش میں انسانی سیانپ کو پرے رکھ دیا ہوا
ہے۔ اُسی طرح سنسار کی آسایش اور آرام کے لئے دھرتی پر بھی کئی کام انسانی
سیانپ سے پرے کر دیئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پہاڑوں پر بلا امداد غیری برف
پڑنے کا کام جاری ہے۔ برف پڑ رہی ہے اور پہاڑ پانی کے ذخیروں کے روپ
میں چشمے اور تالاب بن کر جا بجا آب رسانی کا فرض نباہ رہے ہیں۔ اسی آئین

سے گرمی سردی کو انسانی زندگی کے حسب حالی کرنے اور رکھنے کے لئے ہوا طرح طرح کے جغرافیہ کے ناموں سے بحر ہند۔ بحر اوقیانوس۔ بحر الکاہل یعنی انڈین اوشن۔ ایٹ لانٹک اوشن۔ پیسی فک اوشن۔ Atlantic & Indian oceans کی سطحوں پر چلتے ہوئے ملکوں کو خوش گوار بنا رہی ہے۔ اسی آئین سے بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور فوڈ سپلائی کا کام ہوتا رہتا ہے۔ غرضیکہ منش ایشوری کے انوسار جیون کی چال چلنے سے سنسار میں بھی سکھی رہتا ہے اور آگے بھی ایٹرنٹی میں سکھ اُسکے انتظار میں ہوتا ہے۔ ایشور سرو سرشٹی کو تانے تو منش کو اپنا منش جنم سُپھل کرنیکے لئے سب سہولتیں دے رکھی ہیں۔ اگر منش اپنی انسانی سیانپ سے اُن سے فائدہ نہ لے تو اس میں اُس کا اپنا ہی دوش اور قصور ہے کہ وہ "بھورے" اور "بھلکھ" کے دکھوں کے دردوں سے دکھی رہتا ہے۔

بھلی سلطنتوں کے بھلے آئین سے بھلے لوگ خوشحال اور لشانتی ہو رہے ہیں بھلے ماں باپ کی بھلی سکھشیا سے بھلے لڑکے اور بھلی لڑکیاں سکھی ہو رہے ہیں جبکہ اسکے پہلو بہ پہلو بھی سلطنتوں کے بھلے آئین سے برگشتہ ہونے والے قیدخانوں میں طرح طرح کی سزاؤں سے دُکھی ہو رہے ہیں۔ اور بھلے ماں باپ کی بھلی سکھشیا سے برگشتہ ہونے والی اولاد سکھوں کے سامان مہیا کرنے دینے پر بھی دُکھی، ہوتی رہتی ہے۔

رات کو ہم تو خوب نیند میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ہماری انسانی آسایش اور آرام کے لئے نیچر کے دو کارندے اپنی نشکام سیوا سے ہمارے لئے سپلائی

کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کھیتوں میں اناج نشو ونما پا رہے ہوتے ہیں۔ درختوں اور
بوٹوں سے پھل پھول تیار ہو رہے ہوتے ہیں۔ دریا چشمے تالاب اور کنوئیں پانی
کی بہم رسانی کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور صبح ہوتے ہی یہ سارے کام زندگی کو
سرسبز کرنے کے لئے آموجود ہوتے ہیں۔ اگر اتنی سہولتوں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی
ایشوری آئین کے گنوں سے فائدہ نہ اُٹھائے تو وہ تو منش جنم کی بازی ہار دیتا
ہے اور اُسے بھوے اور بھکھ کے دکھوں سے دکھی ہونا ضروری ہوتا ہے۔

سیکولر انسانی سیانپ کے آئین کے فدائی کہتے رہتے ہیں کہ یہ کرو وہ کرو تب "کام
بنے" گا اور تب سکھی ہو جاؤ گے۔ ان کے کہنے پر یہ بھی کیا جاتا ہے اور وہ بھی کیا جاتا
ہے لیکن دکھوں کے درد نہ ہٹتے ہیں اور نہ مٹتے ہیں بلکہ زیادہ تر زیادہ ہوتے
جاتے ہیں۔

سیکولر انسانی سیانپ کے آئین کے فدائی انسانی سیانپ کے کارناموں
کو سامنے رکھ کر کہتے رہتے ہیں کہ اکنامکس اور پولیٹیکل سائینس
Economics & Political science کے نسخے پر تو
یہ نسخے رکھے جا رہے ہیں لیکن یہ نسخے کوئی ریلیف نہیں دیتے کہ کچھ دیر کے لئے تو
سکھ ہو اور اُمید ہو جاوے کہ اب دکھ دور ہو جاویں گے اور سکھ نصیب ہو جاویگا
اس بارے میں حال کا ہی واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ میں ایک جگہ ٹھہرا ہوا
تھا۔ ساتھ ہی گرہستی کا مکان تھا۔ گرہستی کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ اُس کے باپ نے
ایک بڑے لایق ڈاکٹر کا جو کہ یونیورسٹی کی ڈگری رکھتا تھا۔ علاج شروع کر دیا
علاج ہونا شروع ہو گیا لیکن ڈاکٹر صاحب کے نسخوں سے افاقہ نہ ہوا۔ اور لڑکی بڑی

دکھی ہو گئی۔ میں نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ لڑکی کی حالت خراب ہے۔ اب شام کا وقت ڈاکٹر اور دوائی کا انتظام کر لو رات کی تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ لڑکی کے باپ نے پس و پیش کی کہ میں تو ڈاکٹر کی دوائی بدلنے پر تیار نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر کی دوائی نہ بدلو لیکن اس وقت جو حالت ہے اُس سے ڈاکٹر صاحب کو آگاہ تو کر دو اور جو کہیں اُس پر عمل کرنا۔ باپ میرے اصرار کرنے پر ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے جھٹ قلم سے نیا نسخہ لکھکر باپ کے ہاتھ دے دیا اور حکم دیا کہ اسی وقت لڑکی کو یہ پوڑی کھلا دی جاوے۔ جھٹ ٹمپریچر Temperature ڈاؤن Down ہو جاوے گی۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ میں نے اس نسخہ کو پڑھا اُس میں عام اینٹی پائیرن کی پوڑی لکھی تھی۔ میں نے لڑکی کے ماں باپ کو کہا کہ اس سے لڑکی بہت کمزور ہو جاوے گی یہ نسخہ ٹھیک نہیں۔ یہی پوڑی دیدینا اگر میرے واقف نے اس کی تائید کی۔ آپ کو اُس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اُس کو یہاں ہی لانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ نیا ڈاکٹر آیا اُس نے لڑکی کو دیکھا اور کہا کہ دوائی تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا ٹھیک پن اس مریض کے حق میں ٹھیک نہیں۔ اُس نے ایک معمولی سی دوائی دی اور لڑکی تین چار دن میں بالکل ٹھیک ہو گئی۔ یہاں میں نے یہ کہنا ہے کہ نیا ڈاکٹر کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں رکھتا تھا۔ معمولی حیثیت میں لوگوں کا علاج کرتا تھا۔ اور دل لگا کر کرتا تھا۔ سو اکنامکس اور پولیٹیکل سائنس کے عالموں اور گریجوئیٹوں کے نسخوں کی ہندوستان کو اس وقت ضرورت نہیں۔ ضرورت تو اس وقت یہ ہے

کہ ملک سرو سرشٹی کرتا کے آئین سے شکتی یعنی طاقت حاصل کرے۔ کوئی انسان شکتی
نہیں دے سکتا۔ شکتی تو سرو شکتیمان سرو سرشٹی کرتا ایشور کی بخشش سے ملتی ہے
سو ہندوستان کے ہر ایک افراد کا منش کرتو یہ ہے کہ وہ اپنی بھلائی کیلئے
اپنے پریوار کی بھلائی کے لئے۔ اپنے ملک کی بھلائی کے لئے۔ اور سنسار کی
بھلائی کے لئے ایشور کے آگے پچھتاپ کر کے اپنے پاپ بخشوائے۔ نیا جیون
حاصل کرے۔ اس سے سنسار میں امن اور شانتی ہو گی اور تب چھوٹے
بڑے سب ہی سکھی ہو جاویں گے۔
اک نامکس Economics کی سائنس کا یہ حال ہے کہ
اس میں چار جزو یعنی لینڈ۔ لیبر۔ کیپٹل۔ اور ڈسٹری بیوشن
Land Labour Capital & Distribution۔
کام کرتے ہیں۔ لینڈ۔ لیبر اور کیپٹل سے تو پروڈکشن Production
یعنی پیداوار کا کام ہوتا رہتا ہے اور ڈسٹری بیوشن سے پیداوار کی تقسیم کا
کام ہوتا رہتا ہے۔ اس پیداوار اور تقسیم سے ہی دنیا کے سب کاروبار جن کو
پہلے تین جزو نیچر کے ذریعوں سے باہم سیکو لر کہتے ہیں چلتے چلے جاتے ہیں۔
کرتی رہتی ہے۔ چوتھے جزو کے ساتھ انسان کا کام ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ سرو سرشٹی کرتا ایشور نے جب سنسار کے بھلے کیلئے اتنے
سامان مہیا کر دئے ہوئے ہیں تو پھر کس بات کی کمی ہے کہ اک نامکس کے
اصولوں کو برتتے ہوئے بھی فاقہ کشی کے دکھ دن رات دکھی کرتے رہتے ہیں۔
اس کا جواب یہ ہے کہ جب اوپر کے تین جزوں یعنی لینڈ۔ لیبر۔ اور کیپٹل

سے پروڈکشن Production یعنی پیداوار کا کام تیار ہو جاتا ہے تو تب
اس پیداوار کی ڈسٹری بیوشن یعنی تقسیم کے لئے انسان اور انسانوں کی
جماعتیں آموجود ہوتی ہیں۔ اور آپس میں " آپا دھاپی " یعنی
Everything myself & own
Selfish and Highest Priority
کا سوال آنمودار ہوتا ہے۔ اس سوال سے انسانی سیانپ کی چالیں چلنے والے
اپنے لئے Lion's Share رکھ لیتے ہیں۔ باقی ناکارہ مادہ کی تقسیم
سے کسی کا گذارہ نہیں ہوتا اور چند سر کردہ انسانوں کے سوائے سب دُکھ میں
رہتے ہیں۔ برٹش راج کے آنے سے پہلے اک نا کس کو ہندوستان کے ملک کے
دِدوانوں نے پرے رکھا ہوا تھا اور اس کی انسانی سیانپ سے کام نہیں لیا
جاتا تھا۔ تب ایشوری آئین کے انوسار۔ پیداوار اور پیداوار کی تقسیم کے کام
ہوتے رہتے تھے۔ اور اس سے ملک کے حاکم اور محکوم دونوں بھلی پرکار زندگی
بسر کر جاتے تھے۔ اب برٹش راج کے چلے جانے پر بھی وہی تقسیم کام کر رہی ہے۔
ابھی کھیت میں بیج ہی نہیں بویا ہوتا کہ سالوں کی پیداوار کے سودے پہلے ہی
ہو جاتے ہیں۔ یہ چال غیر ملک کی حکومت کے لئے تو خوب تھی لیکن آزاد ہندوستان
کے حق میں اچھی نہیں۔ اسکے لئے تو ایشوری آئین کی تقسیم کے انصاف کا نسخہ ہی
برتا جاوے گا تو روگ مِٹے گا۔ نِری انسانی سیانپ کے کارنامے نہ اسے ہٹا سکتے
ہیں اور نہ اسے مٹا سکتے ہیں۔

ایشوری آئین میں سب کو حصہ دیا ہوا ہے۔ اس حصہ کے دینے سے انصاف کے

شاہراہ پر چلتا ہوا ہندوستان خوشحال تھا۔ اب ناانصافی کی چال سے دکھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ غیروں کے راج میں کھیتوں والے اپنے ہی جانوروں کے لئے چارہ باہر سے خریدتے رہے اور سیروں اور چھٹانکوں کے حساب سے اپنے جانوروں کو دیتے رہے اور روپے نوٹ گھروں کے باہر کھیتوں میں چھپاتے رہے۔ ملک کی تقسیم سے روپے نوٹ کھیتوں میں ہی رہے اور کسی کام نہ آئے۔

غیر ملک کی حکومت نے اپنی انسانی سیانپ سے جانوروں کے لئے ہسپتال کھول دئے۔ اور پیداوار کی ترقی کے لئے زراعت کے محکمے کھول دیئے۔ لیکن جانوروں کے ہسپتال اور زراعت کا محکمہ ہندوستان کو کوئی فائدہ نہ دے سکے جانوروں کو چارے کی ضرورت تھی اور پیداوار کی تقسیم کیلئے انصاف کی ضرورت تھی۔ سو ان چیزوں کے نہ ہونے سے چارے اور اناج کے محتاج دکھی ہی کرتے رہے اس روش کو بدلنا چاہیئے۔ کوئی مشکل کام نہیں جبکہ اسکو ایشوری بھگتی سے ہنمائی لے کر بدلا جا سکتا ہے۔ حال کے زمانہ کا مہان پرش مہاتما گاندھی اسے اپنے جیون میں سدھر کر گیا ہے۔

ہندوستان کی سیلف سفی شنسی Self-Sufficiency

کے معاملوں کا حل ایشوری آئین کے ست مارگ پر جیون کی چال چلنے میں پنہاں ہے میرے ہم وطن اس پر عمل کر کے دکھ نورتی کر سکتے ہیں اور ایشوری بخششوں کے سکھ سے خوشحال اور بشاش ہو سکتے ہیں۔ عرض ہے کہ اس ست مارگ پر چلنا شروع کر دیا جاوے۔ چلنے والا مسافر اپنی آرام گاہ پر جا ہی پہنچتا ہے۔ جس نے شاہراہ پر قدم ہی نہیں رکھا اسے آرام گاہ اپنی آسائش کا سکھ دے ہی نہیں سکتا۔ اس بارے

میں خرگوش اور کچھوے کی کہانی عام مشہور ہے کہ اُس سے
Slow & steady wins the race کا سبق
حاصل کیا جاتا ہے۔ دوڑ کی بازی میں کچھوا چلتا ہوا بازی جیت گیا۔ اور خرگوش
اپنی سیانپ سے اپنی تیز رفتاری سے کام نہ لے کر ہار گیا۔ سو ہندوستان باقاعدہ
انصاف کی چال چلتے ہوئے خوشحال ہو سکتا ہے اور انسانی سیانپ کی تیز رفتاری
کی ضرورت نہیں رہتی کہ جس میں ہار ہی ہار کا کام ہے۔

انسانی سیانپ کے کارناموں کی نسبت یہ کہنا ہے کہ زراعت کے صیغہ یعنی
محکمہ سے پیداوار کو ترقی دینے کے لئے سینکڑوں طرح کی انسانی تجویزیں ہوتی
رہتی ہیں اور اُن پر عمل بھی کیا جاتا ہے لیکن فاقہ کشی کی مصیبت سے کم ہی
ریلیف Relief ملتا ہے کہ جب بارشوں کے نہ ہونے سے نہریں اور
کنوئیں اور نالاب آبپاشی کے لئے سہائتا نہیں دیتے یا بارشوں کے کروپی
رُدپ میں ہونے سے پکی پکائی فصلیں سیلابوں کے ساتھ بہہ جاتی ہیں اور خراب
ہو جاتی ہیں۔ فاقہ کشی سے تب کچھ افاقہ ہوتا ہے کہ جب پرم دینیال سرو سمرتھی
کرتا ایشور کے دربار میں کسی نہ کسی طرح عرضداشت کی جاتی ہے۔ اور عرضداشت
کے منظور ہونے پر بارشیں بھلی پرکار ہوتی رہتی ہیں اور ملک میں فصلیں اناجوں سے
بھرپور ہو جاتی ہیں۔ "سندھیا" کی پُستک کا پہلا ہی منتر اس امر کو ورنن کرتا ہے۔
برٹش گورنمنٹ کی حکومت کو پورا یقین ہو گیا ہوا تھا کہ ہندوستان اور
ہندوستان کے لوگ اپنے ایشوری آئین سے بے مُکھ ہونے سے اب قحط کی فریادیں
کرنے سے نظام میں گڑبڑ ڈالتے رہیں گے۔ اس گڑبڑ کو روکنے کے لئے

نیمن کوڈ Famine code بنادیا گیا اور لوگوں کی فریادوں سے
چھٹکارا کرا لیا۔ لیکن ہندوستان کو قحط سے چھٹکارا نہ ملا۔ اس لیے ہی میں
ایشور بھگتی کے ست کرم نے ہی کام دیا جبکہ ایشور بھگت اور ایشور اوپاسک
مہاتما گاندھی نے گاڈس گائی ڈینس سے ہندوستان اور ہندوستان کے باشندوں
کو کوڑوں کے بنانے والوں کی حکومت سے آزاد کرا دیا۔

سجن پرشو! اب تو آپ اپنی فرض شناسی سے کام لیں اور ایشور بھگتی سے
گاڈس گائی ڈینس حاصل کر کے اپنی مالی اور اخلاقی خوشحالی اور بشاشت سے
خوش حال اور بشاش ہو جاویں۔

بحث مباحثوں سے کام لینے والے یہ کہدیں گے کہ بھلا جس ایشور نے اتنی مہربانی
کر رکھی ہے کہ وہ اپنی سامرتھ اور شکتی سے پروڈکشن Production
یعنی پیدا وار کرتا کراتا رہتا ہے کیا وہ سرو شکتی مان اپنی پرم دیالتا سے اکنامکس
economics کے چوتھے جزو یعنی ڈسٹری بیوشن Distribution
کو اپنے ہاتھ میں لے کر دکھوں کے بکھیڑوں کو مٹا نہیں سکتا! اس کا جواب یہ ہے کہ
سرو شکتی مان سرو سرشٹی کرتا ایشور ڈسٹری بیوشن کے جزو کو اپنے ہاتھ میں لیکر
سب کچھ کر سکتا ہے لیکن وہ پرم دینددیال اپنی پرم دینددیالتا سے اس جزو کو
انسانوں کے فائدے کے لئے ہی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا۔ اس معاملہ کو دھرم شاستروں
اور دھرم گرنتھوں نے خوب واضح کیا ہوا ہے۔ اس وضاحت کو درج کرنے کا
یہاں کام نہیں۔ یہاں تو یہ کہنا ہے کہ ایشوری آئین کے انوسار ڈسٹری بیوشن
کے کام کو نباہتے ہوئے انسان ایشور کی پیداوار کی بخشیشوں سے خوشحالی اور بشاشت

ہوتے ہیں۔ وہ اب بھی ایشوری آئین کے انوسار ڈسٹری بیوشن کر کے خوشحال اور شانت ہو سکتے ہیں
اس یُگ میں **سوتنترتا** کے جائز اور ناجائز استعمال کرنے کا جزو کام کرتا ہے چنانچہ
والدین اپنے بال بچوں کو سب طرح کے سکھوں سے خوشحال کر کے بھی یہ کہہ کر
سوتنترتا دیدیتے ہیں کہ " ہم نے تمھارے لئے سب سہولیتیں مہیا کردی ہیں
اب تم ان سہولتوں سے فائدہ اٹھا کر سوتنترتا کے جائز استعمال سے سکھ کا
جیون بسر کرو۔ تمھارے سکھی رہنے سے ہمیں خوشی ہے۔ اگر ہمارے کہنے پر جیون
کی چال چلتے چلو گے سکھی رہو گے۔ بھلی اولاد **سوتنترتا** کا جائز استعمال کرتے
ہوئے پشتوں تک خوشحال رہتی ہے اور " خاندانی " کا خطاب حاصل کرکے
دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کر جاتی ہے۔ یہی حال آتمک سرشٹی میں
ہے کہ ایشوری بخشیشوں کا جائز استعمال کرنے والے خوشحال اور شانت ہوتے
رہتے ہیں کہ جب وہ **انصاف** سے پیدا وار سے اپنا حصہ لیتے رہتے ہیں اور
انسانی سوتنترتا کے ناجائز استعمال سے **ناانصافی** کے طریق سے دوسرے
کا حصہ نہیں چھینتے۔

ناانصافی سے دوسروں کا حصہ چھیننے کے بُرے نتیجہ جابجا دکھائی دیتے
ہیں۔ بڑے درجہ میں ہسٹری ان کو بتاتی رہتی ہے اور چھوٹے درجہ میں گاؤں قصبوں
اور شہروں کے اُجڑے مکان بتاتے رہتے ہیں۔ اگر ان سے سبق حاصل کرکے کوئی
سرد سرشٹی کرتا کی پرم دیبندیالتا سے جو کہ اُس نے اپنے آئین میں دے رکھی ہے
فائدہ نہ اُٹھائے تو اس میں اُس کا اپنا ہی دوش ہے کہ وہ سوتنترتا کا جائز استعمال
نہ کرکے دُکھوں کے جنگل کی کانٹے والی جھاڑیوں میں اُلجھ اور پھنس کر دکھوں کے

دردوں سے دُکھی رہتا ہے۔

دوستو! "اُدکرٹ" یعنی ڈسٹرس DISTRESS مصیبت کے وقت بھلے اور دین ہی بھلائی سے سہائیتا کرتے ہیں۔ سروسر شٹی کرتا ایشور " آپ بھلا کرتوت اَت نیکی " والا ہے۔ اس وقت ہندوستان اور ہندوستان کے لوگ " اودکرٹ" کی اوستھا میں ہیں۔ اس اوستھا میں " آپ بھلا کرتوت اَت نیکی " والا سچا ماتا پتا "کرتا پرکھ" ایشور ہی سہائیتا دے سکتا ہے۔ سو ایشور بھگتی کے جزوں سے کام لے کر اپنے پاپ بخشواؤ اور نیا جیون حاصل کرو۔ سب سُکھی ہو جاؤ گے۔ آپ کی ری پبلک REPUBLIC کے حکمران آپ کی بہتری کے لئے حکومت کا کام خوش اسلوبی سے نباہتے جاویں اور آپ اپنے افرادی شدھ آچار اور وچار سے اپنے آپ کو بھی سکھی رکھیں اور ری پبلک کی بھی سیلف لس سروس اور مارل سپورٹ SELF LESS SERVICE & MORAL SUPPORT سے سہائیتا کریں۔

سوشل ریفارم کے کام کو عمل میں لانے کے لئے کسی سیکولر آئین کے لیجس لیچر LEGISLATURE کے قانون کی ضرورت نہیں رہتی کہ اُسکے عمل میں لانے کے لئے پارلیمنٹوں میں بل پیش کئے جاویں۔ اخباروں اور لیکچروں کی پر زور تحریک سے یہ کہا جاوے کہ حکومت یہ قانون بناوے اتنی مزید پولیس رکھے۔ ملک اتنے والنٹیر فری مہیا کرے اور لوگ اُن کی فری سیوا کریں۔ حکومت اپنے نئے سال کی بجٹ میں اتنے لاکھ ماہوار خرچ کا بندوبست کرے۔ گورنمنٹ جلدی اس کا بندوبست کرے ورنہ ملک میں خرابی

مچ جاوے گی اور خرابی کا سنبھالنا مشکل ہو جاوے گا۔ دوستو! میں پہلے کہہ چکا ہوں اور اب اُسے دُہراتا ہوں کہ ہر ایک انسانی حکومت اپنے اپنے نظام کو چلانے کے لئے کانسٹی ٹیوشن بناتی ہے۔ اسی طرح سرشٹی کرتا ایشور نے بھی اپنے نظام کو ساری کائنات میں چلانے کے لئے اپنا کانسٹی ٹیوشن بنایا ہوا ہے اس میں نو پے سسٹم NO PAY SYSTEM کام کرتا ہے۔ اس سسٹم میں جب پتی اور پتنی ایشور کو سمکھ جانتے ہوئے اپنے رشتہ داروں اور چیدہ برادری کے لوگوں کی حاضری میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ آج سے ہم دونوں ایک ہو گئے اور ہم ایشوری آئین کے انوسار گرہست آشرم کے فرائض کو نباہیں گے تو پھر کسی دیگر انسانی قانون کے دخل دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ رنجشیں ہو بھی جاویں تو فوراً مٹ جاتی ہیں جبکہ پرن یعنی اقرار کا خیال اپنے ہی فائدوں کے لئے آجاتا ہے۔

پرن کا یہ سسٹم " دھرم سلا " کے روپ میں پہاڑوں کے رہنے والوں میں عام ہے اور اس سے کانگڑا ٹمپل مدت سے لوگوں کے آپس کے جھگڑے نپٹاتا رہا۔ اور اب بھی نئے مندر کے بنانے پر " دھرم سلا " بنائی گئی ہے۔ اس سے انسانی حکومتوں کی کچہریوں اور عدالتوں کے ساتھ واسطہ نہیں پڑتا۔ سوسوشل سسٹم کو سنبھالنے کا کام ری پبلک کے افراد کی ذمہ داری کا کام ہے یہ کام افراد ہی نبائیں اور سنبھالیں تو اچھا ہے۔ صدیوں انگریز ہندوستان میں رہے۔ کبھی کسی عدالت نے ہندوستان میں اُن کے سوشل سسٹم میں دخل نہ دیا اس کو انگریزی سوسائٹی کے سرکردہ ہی سنبھالتے رہے اور اپنی عزت اور آبرو

کو داغ نہ لگنے دیا۔ غلام ہندوستان کے لئے ہی طرح طرح کے قانون بنتے رہے اور
اُسے غلامی میں غلامی کے دُکھوں سے سلتے رہے۔
ایشوری آئین کے انوسار آپ کے پراچین رشی منی دھرماتما۔ جہاتما اور وِدوان
سوشل سسٹم کے ایشوری آئین کو دھرم شاستروں اور دھرم گرنتھوں میں اپنے بعد
آنے والے پریوار کی سہولیت کے لئے محفوظ کر گئے ہوئے ہیں۔ اب پریوار کا فرض
ہے کہ وہ اس سہولیت سے فائدے حاصل کرے اور سکھ کی زندگی بسر کرے۔
جب سٹیٹ اور سٹیٹ کے افراد ایشوری آئین کی رہنمائی سے کام لیتے ہوئے
انصاف کی روش پر چلتے چلیں گے تو سکھ اُن کے پاس خود آئیں گے۔
موجودہ سوشل سسٹم کی تمام خرابیاں جو کہ دیش کو دُکھ دے رہی ہیں اور
سٹیٹ کی شان کے عروج میں روڑے اٹکاتی رہتی ہیں NO PAY
SYSTEM نو پے سسٹم سے ہٹ اور مٹ سکتی ہیں دیش کے افراد کا
کرتویہ ہے کہ وہ انھیں اپنی افرادی زندگی کی تندھتائی سے ہٹائیں اور مٹائیں
خود بھی سکھی ہو جاویں اور سٹیٹ کی شان بھی بڑھتی جاوے۔
بھارت اور بھارت جاتی تب ہی خوشحال اور بشاش تھی کہ جب ایشوری
آئین سے خانہ داری کی سلطنت دھرم پتنی کے نظام سے بنی رہتی تھی اور دھرم پتنی
کی سلطنت کیلئے پتی FINANCE فائینس کا انتظام کرتا رہتا
تھا تب اس نظام سے بچوں کی تربیت کے سب کام بخوبی ہوتے رہتے تھے اور کسی
خرابی کی شکایت کا نام نہ تھا۔ اب آئین کو چھوڑنے سے پتنی اپنی جگہ دُکھی ہے اور
پتی اپنے درجہ میں دُکھی ہے۔ سچے آئین کے چھوڑنے سے نہ خانہ داری کی

کی جاتی ہے اور وہی خانہ داری یعنی گرہست آشرم کا سکھ ملتا ہے۔ خانہ داری کے سکھوں سے محروم ہو کر ساری کمائی ہوٹلوں اور ڈاکٹروں کے بلوں میں ہی غائب ہو جاتی ہے۔

سوشل سسٹم کے موجودہ رواجوں سے چند خوش دکھائی تو دیتے ہیں لیکن دراصل وہ بھی خوش نہیں ہوتے۔ اُن کو بھی کئی طرح کے دھندوں سے دکھی ہونا پڑتا ہے۔ گو زبان سے دُکھوں کی داستان نہیں کہی جاتی۔

ایشوری آئین کی ہی برکت ہے کہ اُس سے بھارت دیش اور بھارت دیش کے واسی یعنی باشندے سیکولر کاروبار کرتے ہوئے اپنے اپنے درجہ میں اپنی بھلی نباہ جاتے تھے اور شکوہ وشکایت کا نام تک نہ تھا۔ اُس آئین سے برگشتہ ہونے پر سب نظام بگڑ گیا ہے اور اوپر کے درجہ سے لے کر نچلے درجہ تک سب لوگ خاکروب تک سٹرائیک کرنے لگ گئے ہیں۔ یہ خاکروب بھی اپنا پچھلا نظام چاہتے ہیں کہ جس میں اُن کو روٹی تو مل جاتی تھی۔

ایشوری آئین میں سیکولر کاروبار کے سب جزوں کا بیان کیا ہوا ہے۔ چنانچہ تھوک کے متعلق بھی ہدایت ہے کہ اُس ہدایت سے نہ اپنے آپ کو اور نہ دوسرے کو ہانی ہوتی ہے۔ اب سرکاری بندوبست کے مطابق سب سرکاری مکانوں، ریلوں اور دیگر جگہوں کی دیواروں پر جابجا لکھا ہوتا ہے کہ "تھوکنا منع ہے" لیکن تھوکنے کی ممانعت کا حکم کچھ کام نہیں دیتا اور لوگ اپنے ہی اعمال سے طرح طرح کی بیماریاں اپنے تن بدن میں لے لیتے ہیں سو اگر

ایشوری آئین کے انوسار لوگ اپنی افرادی زندگی بسر کرنے کا طریق اختیار کرلیں تو افراد اور افرادوں کی سلطنت کا کام خوش اسلوبی سے چلتا چلے۔

ایشوری آئین میں راستہ پر چلنے کا آئین ہے کہ اس سے ایک سی ڈنٹ ACCIDENT ہونے کا شک ہی رفع ہو جاتا ہے۔ اب ٹریفک کے رواج سے ایک نیا محکمہ بھی کھول رکھا ہے اور ایک سی ڈنٹس کی بھی کوئی کمی نہیں کہ اس سے محکمہ کو فضول خیال کیا جاوے۔ انگریزوں نے اس محکمہ کو کوئی ہندوستان کے فائدے کے لیئے نہیں کھولا تھا۔ یہ تو انھوں نے اپنی سہولت اور آسایش کیلئے کھولا تھا۔ کہ جب دفتروں میں جانا آنا ہو راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ سو وہی آئین اب بھی ہے۔ اس آئین سے دفتروں کے آنے جانے کا پہلا آئین جاری ہے۔ انگریزوں کو کیا پڑی تھی کہ وہ ایشوری آئین کے انوسار لوگوں کو چلنے کے طریق بتلاتے اور اپنی شان میں کمی کرتے اس انتظام میں انگریزوں کی بھی ٹکریں ہو جاتی تھیں لیکن ایک دوسرے کے "ساری SORRY" لفظ کہنے سے معاملہ طے ہو جاتا تھا مصیبت زبانتدوں کو تھی کہ انھیں سٹی مجسٹریٹوں کی کچہریوں میں جوابدہی کرنی پڑتی تھی اور طرح طرح کی سزائیں بھگتنی پڑتی تھیں۔ اب اگر دیش کے لوگ ایشوری آئین کے انوسار چلنا شروع کر دیں تو روز بروز کے حادثوں سے بچ جاویں۔ حادثے صرف شہروں میں ہی نہیں ہوتے بلکہ جا بجا گاؤں قصبوں اور دیگر جگہوں میں بھی ہوتے ہیں۔ سو ایشوری آئین سے چلنے کا طریق اپنے

بھلے اور دوسرے کے بھلے کے لئے سب اختیار کر سکتے ہیں اور سب کو اختیار کرنا چاہئے
لوگ کہتے رہتے ہیں کہ انگریزوں نے سیکولر کارروائیوں سے ہندوستان میں
راج کیا۔ لیکن واقعات اسکے برخلاف ہیں۔ راج اُسی وقت تک ہوتا رہا
جبکہ ایشوری آئین کے انوسار اعلےٰ درجہ کے لوگ ایشور کے ایشوری آئین
سے رہنمائی کرتے رہے۔ گویہ رہنمائی انگریزی لفظوں میں ہوتی رہی۔ لیکن
ہوتی رہی۔ ایشوری آئین سے رہنمائی لینے کے قاعدے کو حال کے زمانہ کا
مہان پُرش مہاتما گاندھی بتا گیا ہے۔ اب اگر ہندوستان کے لوگ نہ تو اُس
مہان پُرش کی سدھی سے سکھشیا لیں اور نہ ہی اپنے پراچین رشیوں منیوں
اور ودوانوں کی بھلی سکھشیا سے بھلا بننے کا کام شروع کریں تو برائی کے
دکھوں سے کس طرح دُکھ دور نی ہو اور ملک اور ملک کے باشندے عروج
کی شان کو حاصل کر کے کس طرح سکھی ہوویں۔

دوستو! جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ویسا ہی یہاں کہتا ہوں کہ انگریزوں
میں انصاف پسند پُرش بھی تھے۔ اُن کی انصاف پسندی سے اوروں کی بھی
گذران ہو جاتی تھی۔ جب انسانی سیانپ سے انصاف اور نا انصافی کے
جزووں کی تمیز نہ رہی تو ایشوری آئین کے انوسار مہاتما گاندھی آیا اور لوگوں
نے اُس کی رہنمائی سے اپنے پاپوں سے پچھتاپ کیا اور غیر ملک کی حکومت
سے آزادی حاصل کرنے کی خواہش کی اور خواہش کے پورا ہونے کیلئے گھر دن جیلخانوں
کچہریوں اور درباروں تک کو پرارتھنائیں کرنے کے استھان بنا دیا۔ پچھتاپ سے
کی ہوئی چھوٹے بڑے کی پرارتھنائیں منظور ہوئیں اور آزادی بغیر ہتھیاروں کے حاصل

ہو گئی ۔ اب آزادی تو مل گئی ۔ اس آزادی کی بخشیش سے فائدہ اٹھانے کیلئے ملک کے ہر چھوٹے بڑے کا فرض ہے کہ وہ ایشور بھگتی سے پرارتھنائیں کرے پرارتھناؤں میں اپنی بھلائی کے لئے ۔ اپنے پریوار کی بھلائی کے لئے ۔ اپنے ملک کی بھلائی کے لئے ۔ اور سنسار کے سب جیوؤں کے بھلے کے لئے ۔ بینتی کی جاوے ۔ کُل کے بھلے میں اپنا بھلا شامل ہوتا ہے ۔ ہندوستان اس روش پر چلتا آیا ہے اب بھی کُل کے بھلے میں اپنے بھلے کو شامل کرتا ہوا سُکھ کی بخشیش حاصل کرتا رہے گا ۔ " سندھیا " کی پریر PRAYER کے منتروں میں اس کو ورنن کیا ہوا ہے ۔

مہاتما گاندھی اپنے جیون سے سدھ کر گیا ہے کہ پرارتھنا اور پرارتھنا میٹنگوں سے چونکہ ایشوری آئین کے انوسار کی جاتی ہیں آزادی مل جاتی ہے اور تب انسانی زندگی کی خوشحالی اور بشاشت کا زمانہ نئے سِر سے شروع ہو جاتا ہے ۔ سو وہ مہان پُرش تو اس بارے میں اپنا فرض ادا کر کے اپنی بھلی نباہ گیا ۔ اب آپ کی فرض ادائی کا وقت ہے کہ آپ اپنی سچی افرادی پرارتھناؤں سے اور سچی مجموعی پرارتھناؤں سے آزادی کی شان کو عروج میں لا کر اُس سے فائدے حاصل کریں ۔ سچی پرارتھناؤں میں ویربھاؤ کو چھوڑ کر نِردیر رہنا ۔ اسی میں ایشور کا ایشورج پنہاں ہے کہ اُس سے ایشور سیوک خوش رہتا ہے ۔ یہ امر جیب جی صاحب کی چار پوڑیوں میں بطور سندیش اور اپدیش دیا ہوا ہے ایشوری آئین میں تو مردم آزاری اور جانور آزاری کا نام ہی نہیں ۔ اس میں تو شانتی دیش کا رواج ہے ۔ اس رواج کو مروج کرنے سے مہاتما بدھ منش جنم کے اعلیٰ درجہ کی بازی

لے گیا۔ اور اب اس زمانہ کا مہان پُرش مہاتما گاندھی اس رواج کو مروج کرنے سے ہندوستان کو آزادی دلوا گیا اور پھر اُس عالی شان اعلیٰ درجہ میں چلا گیا کہ جس کا اشارہ جپ جی صاحب میں دیا ہوا ہے۔

ہندوستان اور ہندوستان کے باشندے تب ہی اپنی دُکھ دُوری کر کے اور کرا کے سُکھی ہوں گے جبکہ مہاتما بدھ کا لا آف پائٹی لا آف اسٹریٹی آف لائف LAW OF PIETY + LAW OF AUSTERITY OF LIFE جیون کا مکھ ست کرم بن جاوے گا۔ اس ست کرم سے جب مہاتما گاندھی کے نان وائلینس NON VIOLENCE نیتم پر جیون کی چال چلی جاوے گی تو تب ایشور بھگتی کے ایشوری آئین سے گاڈس گائی ڈینس GOD'S GUIDANCE کی رہنمائی سے ایشور کے حکم اور رضا کے ماتحت ہونے سے ایشور سرو سرشٹی کرتا کی بخشیشوں سے ہندوستان اور ہندوستان کے لوگ خوشحال اور بشاش ہو جاویں گے۔

ایشور سرشٹی کرتا کے آئین سے بے مکھ ہو کر انسانی سیاتپ کے کارناموں سے سکھ کی تلاش کرنا بے سود ہے اس سے تو روٹی کی بھی گذران نہیں ہوتی۔ سو جب مردم آزاری اور جانور آزادی کے طریق کو چھوڑ کر انصاف کی روش اختیار کی جاتی ہے اور انصاف کی چال چلنے کیلئے پرارتھنا کی جاتی ہے تو تب ڈائرکٹ طریق سے ایشور کے دربار سے ڈائرکٹ سہائتا ملتی ہے۔ جب ایشور بھگتی سے پرارتھنا ہی نہ کی جاوے تو ڈائرکٹ سہائتا کہاں سے ملے اور کس کو ملے۔ ایشور سرو سرشٹی کرتا کے سنسار میں رہنا اور پھر اُسکے آئین سے برگشتہ ہو کر دنیا کے نظام میں

سے خوشیاں نہیں ملتیں۔ سنسار کے کاروبار کو گڑبڑ ڈال کر خوشی کی اُمیدیں رکھنے سے خوشیاں نہیں ملتیں۔ سنسار کے کاروبار کو نمایاں کر رہے ہیں۔ سلطنتوں کے آئین سے برگشتہ ہونے والے جیل خانوں کی سزاؤں سے دُکھی ہو رہے ہیں۔ فیملی آئین کی بھلی روش سے برگشتہ ہونے والے فیملی کے ممبر جابجا دُکھی ہو رہے ہیں اور جابجا روٹی کی تلاش میں بھوکے اور بھکھ کے دُکھوں سے اپنے آپ کو اپنی ہی بُری کرتوتوں سے دُکھی کر رہے ہیں۔

دوستو! اصل بات یہ ہے کہ سنسار کے مالک اور خالق کے آئین کے حکم اور رضا میں رہنے سے ہی سچدانند سروپ ایشور سے آنند اور سُکھ ملتا ہے پرکرتی میں تو اپنا سکھ ہے ہی نہیں۔ پرکرتی یعنی سنسار کے سب عنصر تب سُکھ دیتے ہیں کہ جب اُن کو سُکھ دینے والے سچدانند سروپ کا حکم ہو جاتا ہے پرکرتی حاکم حقیقی سچدانند سروپ ایشور کے وش میں ہے۔ دھرم گرنتھوں نے اسی واسطے سچدانند سروپ ایشور کو "وشی" کہا ہے۔ سو سُکھ ملتے ہیں اور تب ملتے ہیں کہ جب "وشی" ایشور کی بخشش ایشور بھگتی کے اُستتی۔ پرارتھنا اُپاسنا کے جزوں سے حاصل کی جاوے۔ ہندوستان اور ہندوستان کے باشندے ایشور بھگتی سے ہی سُکھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اُنھیں یہ ست کرم کرنا چاہیے سکھی ہو جاویں گے۔

ایشوری آئین کی ایک سکھشیا پر ہی عملی کام کرنے سے سب سکھشیاؤں کے گُن آ جاتے ہیں اور منش اور منشوں کی جاتیاں خوشحال اور بشاش ہوتے رہے ہیں اور اب بھی بھارت جاتی ایشور بھگتی کے ایک ہی ست کرم سے اپنی دُکھ نورتی کر کے خوش حال اور بشاش ہو سکتی ہے۔

ایک ان پڑھ فوجی سپاہی آرم س اَپ ARMS UP رائٹ لیفٹ RIGHT LEFT وغیرہ کی قواعد کے لفظوں کو سُننے اور اُنپر عمل کرنے سے خوف اور خطرے کو پرے رکھکر دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نڈر نربھو ہوکر دشمن کا مقابلہ کر کے فتح پا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ادنکار سرشٹی کرتا نربھو کی بھگتی سے منش کے بھو میٹ جاتے ہیں اور وہ ایشور کی پرم دیالتا سے خوشحال اور بشاش ہو جاتا ہے۔ جب کہ وہ شدھ آچار اور وچار سے ایشور ست نام کے گنوں کو سُنتا رہتا ہے اور اُن پر عمل کرتا رہتا ہے۔ اِن گنوں کے نرے سُننے سے ہی بہت فائدے حصول ہو جاتے ہیں کہ جن کو جپ جی صاحب کے کتھن خوب واضح کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ ایشور ست نام کے گنوں کے سُننے سے منش گنوان ہوکر دنیا کے کاروبار میں سب اعلےٰ درجہ پا جاتا ہے۔ اُسے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑتا۔

سُودُکھ نورتی کا اور سکھوں کے حصول کا یہی سچا طریق ہے کہ ایشور بھگتی سے ایشور سرشٹی کرتا کی نزدیکی نیرنس NEARNESS حاصل کی جاوے اور نزدیکی میں سیوک اور اوپاسک کے روپ میں ریلیف کے پانے کے لئے بنیتی اور عرضداشت کی جاوے۔ جب ملک کا ہر افراد اس آئین کو برتے گا تو ریلیف مل ہی جاوے گا۔ تب ہندوستان کے ملک کے باشندے اپنی آزادی ایشور بھگتی سے خود بھی خوشحال اور بشاش ہو جاویں گے۔ اُن کے پریوار بھی خوشحال اور بشاش ہو جاویں گے۔ اُن کا ملک بھی خوشحال ہو جاوے گا۔ اور سنسار اے جیوؤں کا بھی بھلا ہو جاوے گا۔ ایشور کرے کہ ایسا ہو۔

XXI- بھارت کے پراچین ایشور بھگت اور ایشور اوپاسک ایشوری آئین کے انوسار **انصاف** کے ست مارگ پر خود بھی چلتے تھے اور نیتاؤں کے رُوپ میں اپنے ہموطنوں کو بھی اپنے نقشِ قدم پر چلاتے رہتے تھے۔ تب ایشور کے ست نام کی ستتا سے بھارت ایشور کی بخششوں کے انعام اور اکرام سے خوش حال اور بشاش تھا۔ اس امر کی تصدیق مسیح کے ہونے سے کئی صدیاں پہلے یونانی مورّخ کر گئے ہوئے۔ چنانچہ وہ لکھ گئے ہوئے ہیں کہ ہند کے باشندے سچے ہیں۔ جھوٹ فریب سے نفرت کرتے ہیں۔ عدالت میں جانے سے پرہیز کرتے ہیں اور اپنے دھرم کے پکے ہیں۔ یہی تصدیق چین کے بدھ مت کے یاتری جو کہ بدھ مت کے پوتر استھانوں کی یاترا ہند میں کرنے کے لئے آئے کر گئے ہوئے ہیں سو انصاف یعنی ست دھرم کے ست مارگ پر جیون کی چال چلتے چلنے سے پراچین بھارت اور اُس کے باشندے ہر طرح خوش حال اور بشاش تھے۔

زمانہ کے ہیر پھیر ہو ہی جاتے ہیں۔ اِسکے ہیر پھیر میں دُکھ آتے رہے۔ اور جیون کی چال ایشوری آئین کے انوسار ست دھرم کے ست مارگ پر نئے سِر سے رکھنے سے ہٹتے اور مٹتے رہے۔ اور بھارت اپنی ہستی قایم رکھتا ہوا چلا آرہا ہے۔ سو اب بھی انصاف یعنی دھرم کے ست مارگ پر جیون کی چال چلنے سے بھارت اور بھارت جاتی اپنی دُکھ نورتی کر سکتی ہے۔ اب جب کہ آزادی کی بخشش مِل گئی ہے اور غیر حاکموں کی حکومت چلی گئی ہے۔ لوگ ست دھرم کے آئین کو خوب نباہ سکتے ہیں انھیں اِسے نباہنا چاہیئے۔ سُکھی ہو جاوینگے۔

کہا جا سکتا ہے کہ ہسٹری میں تو وہ بازی جیت جاتے ہیں کہ جن کی آرمی سٹرانگ ARMY STRONG یعنی فوج بہادر اور کثیر ہو۔ یعنی جن کی مین پاور MAN POWER بڑی طاقتور ہو۔ اور کہ جن کے وار WAR ویپنز WEAPONS یعنی جنگی ہتھیار تیز طاقتور یا پاورفل POWER FUL ہوں۔ لیکن بھائی! مہاتما گاندھی کے پاس تو ان میں سے ایک بات بھی نہ تھی وہ تو ہتھیاروں کے نہ رکھتے ہوئے بھی تمام دنیا کے سامنے زمانہ حال میں ہندوستان کو اُس سلطنت سے آزادی دلوا گیا کہ جس کے اشارے پر تمام یورپ اُس سلطنت کی حمایت کرنے کو تیار تھا۔ اور یہ۔ یہ الہٰی تحریک ہی کی سچائی ہے کہ انسانی سیانپ اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ سو الہٰی تحریکی کے آئین سے اگر ہندوستان کے لوگ رہنمائی لینا شروع کر دیں تو سُکھی ہو سکتے ہیں۔ انھیں یہ روش اختیار کرنی چاہیئے۔

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ میں نہ اخبار پڑھتا ہوں اور نہ ریڈیو کے گانوں اور خبروں سے مجھے کوئی کام ہے لیکن ریفارم کے ندائی کچھ نہ کچھ مجبوراً سنا ہی دیتے ہیں۔ سو پتہ لگا ہے کہ دلّی میں انجنیروں کی ایک کانفرنس نے خوش خبری دے کر امید دلائی ہے کہ انجنیرنگ محکمہ کی کوشش سے ہندوستان بیس سال کے اندر اپنے لئے اپنی خوراک کا پورا انتظام کر لے گا۔ اب خطرے اور خوف کی کوئی گنجایش نہیں مجھے اس سندیش سے مُسکراہٹ سی آئی کہ انسانی سیانپ الہٰی آئین سے برگشتہ کرنے کے لئے کیسی چالیں چلتی ہے۔ بھائی بیس سالوں کی میعاد میں تو مڈل کلاس MIDDLE CLASS کا جزو خوراک کے نہ ملنے سے ختم ہو جاوے گا

اور تب ہندوستان کو اُن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کہ جس کا کوئی اُدپائے ابنوری
اَین میں تو ہے ہی نہیں۔ انسانی سیانپ کے پاس ہوگا جس نے یہ ڈھار میں لائی ہے
رُدم کی ہسٹری اس کو واضح کرتی ہے۔ سو جس نے اس معاملہ کو اچھی طرح دیکھنا ہو روم
کی ہسٹری پڑھ لے۔ میں نے کوئی نکتہ چینی نہیں کرنی۔ میں نے تو یہ کہنا ہے کہ نہریں
کے ہوتے ہوئے بھی کھیتوں کی فصلیں کوئی پیداوار نہیں دیتیں کہ جبکہ پیداوار کا کام
ایشوری آئین سے برگشتہ ہونے والوں کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ سو حاکم حقیقی ایک
ادنکار سرو سرشٹی کرتا کے " حکم " کے انوسار چلنے سے ہی خوشحالی اور بشاشت آتی
ہے۔ میرے ہموطن اُس حاکم حقیقی ایک ادنکار سرو سرشٹی کرتا کے " حکم " کے انوسار
جیون کی چال چلنے سے خوشحالی اور بشاشت لا سکتے ہیں، اُن کو یہ روش اختیار کرنی
چاہیئے۔ اس میں مالی سرمایہ کی ضرورت نہیں کہ سلطنت کی بجٹ میں اس پہ بوجھ
پڑے۔ اس روش سے ایشوری دربار سے معمولی ضروری امداد فوری کاروائی کے
ہو جانے سے بیسیوں سالوں تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ سو جب ملک فوری عرضداشت
پیش کرے گا تو سرو سرشٹی کرتا کا بھی اُس پر " فوری " کا حکم ہو جاوے گا۔ سو
سوال عرضداشت کرنے کا ہے اگر ایشور بھگتی کے آئین کے انوسار عرضداشت ہوگی
تو عرضداشت کرنے پر عرضداشتوں کے منظور کرنے والے سرو سرشٹی کرتا کے حکم سے
عرضداشت منظور ہو ہی جاوے گی۔ یہ مہاتما گاندھی اپنے جیون میں سیدھ کر گیا
ہے۔ اب اگر آپ عرضداشت نہ کریں تو آپ کو کہاں سے ریلیف ملے۔ اس امر کے
لئے کہہ آیا ہوں اور یہاں بھی کہتا ہوں کہ ایشور بھگتی کے اُستتی جزو کے ساتھ
پیرار تھنا کا جزو شامل کرو۔ تب خوشحالی اور بشاشت کی بخشش آپ کو

ملے گی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ نہروں کے چلنے چلانے کا کام نہ کرو۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ نہروں کے چلنے چلانے کے کام سے تب ہی فائدہ ملتا ہے کہ جب ایشور آئین کی چال چلی جاتی ہے۔ پنجاب کے لوگ نہروں کے ہوتے ہوئے بھی پیداوار کی بہتات سے ارزانی کا سکھ حاصل نہ کر سکے۔ بہتات سے فائدے وہ لیتے رہے کہ جن کے گرجا گھروں اور فیملی گھروں میں ہندوستان کے سرمایہ سے ہی ایشور اُستتی اور پرارتھنا ہوتی رہی یہی بات میں نے ایک انگلش لیڈی کے لفظوں سے سنی تھی۔ اور یہی بات گورنمنٹ کالج کے ایک انگریز پروفیسر نے کہی تھی کہ جو جپ جی صاحب کے کتھن انوسار سردیوں میں بھی سرد پانی سے امرت ویلے نہاتا تھا اور اپنے عقیدہ کے انوسار ایشور جاپ سمرن کرتا تھا۔ سو سُکھ کی پراپتی تب ہی ہوتی ہے کہ جب ایشوری آئین کے انوسار " سمر سمر ہر کارن کرنا۔ ہر سمرن کیئو سگل آکارا" کے سندیش اور اُپدیش کے انوسار دُکھوں کے ہٹانے اور مٹانے والے ایشور کا پہلے سمرن کیا جاتا ہے اور سمرن کو مکھ کرم بنا کر ایشور سمرن کرتے ہوئے کاروبار کو کیا جاتا ہے۔ ہندوستان اس روش کو اختیار کرے سکھی ہو جاوے گا۔

XXII - میں جب برفانی علاقہ سے میدانی علاقہ میں آیا تو میں نے یہاں وہ روش دیکھی جو کہ ایک مسافر کی تھی جو کہ ایک بھیانک خاردار جھاڑیوں والے جنگل کی طرف بڑھتا جا رہا تھا اور اُس کی گمراہی ایک شاہراہ پر چلنے والے نے دیکھی اور اُس نے کہا کہ اسے اس راستہ سے منع کرنا چاہیئے۔ اُس شاہراہ پر چلنے والے پُرش نے مسافر سے پوچھا کہ "کس راستہ سے آپ کا جانا ہو رہا ہے" مسافر نے کہا "میں نہیں جانتا"

اس عجیب نرالے جواب سے حیران ہو کر بھلے پُرش نے مسافر سے پھر پوچھا کہ "کس راستہ سے جاؤگے" مسافر کہتا ہے "میں نہیں جانتا" بھلے پُرش نے پھر پوچھا "کہاں سے آنا ہوا" اور "کہاں بسرام کرتا ہے" مسافر کہتا ہے کہ "میں نہیں جانتا" ایسے مسافر کو دیکھ کر جو "میں نہیں جانتا" کے لفظوں کے سوائے اور کچھ نہیں جانتا اور نہ "اپنی جائے روانگی" اور نہ ہی "اپنی جائے بسرام" کو جانتا ہے۔ ہر ایک شخص کہنے کو تیار ہو جائے گا کہ واقعی یہ شخص بڑا بیوقوف ہے جو راستہ سے بےخبر ہو کر بےخبری میں بھیانک کانٹے والی جھاڑیوں والے جنگل کی طرف تیزی سے بڑھا جا رہا ہے اور درست راستہ پا کر اپنے "بسرام" کی جگہ پر پہنچنے کا تردد نہیں کرتا۔ یہ بیوقوف اپنے گھمنڈ میں راستہ بتانے والے کی بھلائی سے فائدہ نہ اُٹھا کر اسی جنگل میں کانٹوں والی جھاڑیوں میں اُلجھتا اور پھنستا ہوا اپنی جان یوں ہی گنوا دے گا اور کوئی اُسکی مدد اور خبرگیری نہیں کر سکے گا۔ یہاں اب سوچنے کا مقام ہے۔ اور تو اور میرے ہم وطنوں کا تو یہی حال پرتیت ہوتا ہے کہ یہ بیچارے بےخبری میں دکھوں کے کانٹے والی جھاڑیوں کے جنگل میں بڑھے جا رہے ہیں اور بےخبری میں دکھوں میں گرفتار ہو جاویں گے۔ بےخبری کی یہ حالت رفیوجیوں پر ہی عائد نہیں ہو رہی بلکہ اس سے زیادہ تر دُکھی تو گرہست آشرم کے سفید پوش لوگ ہیں کہ جنھیں نہ اپنے ہم جنسوں سے مانگنا آتا ہے اور نہ ہی اُنھیں زبان اور ہاتھ سے اپنے کرتار داتا سے مانگنا آتا ہے اور دن رات روٹی کی تلاش میں اِدھر کا اُدھر بھٹکنا پڑتا ہے اور آرام کا سانس لینا نصیب نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کو دولت مند کہا جاتا ہے وہ بھی کوئی خوش اور بشاش نہیں کہ اُن کے ساتھ ناحق حسد اور نکتہ چینی

کرکے اُن کو تنگ کیا جاوے اور ایشور کے ایشوری آئین کے انوسار اپنے اور اپنے ہی اعمال سے مصیبتوں کی سزائیں لائی جاویں۔ بات تو یہ ہے کہ انسانی بے بسی اور بے کسی کی دردشا کی مصیبتیں ملک کے ہر حصہ میں چھوٹے بڑے کو دکھ دے رہی ہیں ان مصیبتوں سے تب ہی چھٹکارا ہوگا اور تب ہی ہندوستان کا ملک آزادی کی بخشیش سے فائدہ لے گا جبکہ شاہراہ پر سے رہنمائی کرنے والے مہان پرش مہاتما گاندھی کی گاڈمین گائیڈنس سے رہنمائی لے گا۔ اس مہان پُرش نے ایشور بھگتی سے ایشور سروسرشٹی کرتا کی نزدیکی نیرنس NEARNESS حاصل کی۔ اور نیرنس سے ڈائرکٹ رہنمائی لی۔ اس سے آپ بھی آواگون کے ہیر پھیر سے آزاد ہو گیا اور ہندوستان کو بھی انسانی غلامی سے آزاد کروا کر بھلائی کر کے خوشحالی اور شانتی کے حصول کے طریق بتا گیا۔ اب ہندوستان کے ہر بشر کا کرتو یہ ہے کہ وہ گمراہی کے گُراستہ کا تیاگ کر کے زندگی کے شاہراہ پر جیون کی چال چلنی نئے سر سے شروع کر دے۔ اس افرادی چال سے ہندوستان اور ہندوستان کے ہر درجے کے لوگ سکھی ہو جاویں گے۔

جب ایشور سروسرشٹی کرتا کے ایشوری آئین کے انوسار ایشور بھگتی کے ست کرم سے ایشور پرم دین دیال سروشکتی مان کے ”حکم“ اور ”رضا“ کے ماتحت ہو کر ست مارگ کے شاہراہ پر جیون کی چال چلی جاوے گی تو شاہراہ کا مالک اور حاکم پرم دینددیال سروشکتیمان ایشور خود اپنی پرم دینددیالتا اور شکتی سے آپ کی رکھشیا بھی پروٹیکشن PROTECTION کا بندوبست کرتا رہیگا اس میں شک کرنے کی کوئی گنجایش نہیں کہ اس کے لئے انسانی سیانپ اپنے لئے جا بجا

نالیں ڈھونڈتی رہے اور اُسے کوئی مثال نہ ملے۔ اس کتھن کے انوسار دنیا کی سلطنتیں بنا مانگے امداد دیتی رہتی ہیں کہ جب اُن کی رعایا اُن کے قانون اور آئین پر چلتی چلتی ہے اور اُسکے برخلاف اپنی انسانی سیانپ کی چال سے رُکی رہتی ہے بعرم گرنتھوں نے اسے خوب واضح کیا ہوا ہے اور اُن کے سندیش کو ہی ورنن کیا جاتا ہے کہ جس نے سکھ لینا ہو۔ پریوار کو سکھی رکھنا ہے۔ ملک کو سکھی رکھنا ہے اور سنسار میں منش ماتر کا بھلا کرنا ہے وہ ایشور بھگتی کے شاہراہ پر قدم در قدم رکھتا چلتا چلے۔ آخر آرام گاہ تک رسائی ہو ہی جاوے گی۔

XXIII- ایشور بھگتی کے شاہراہ سے برگشتہ ہونے والے اپنی من مانی چالوں کے راستہ پر چل کر دکھوں کے جنگل کی خاردار جھاڑیوں میں اُلجھ اور پھنس کر دکھی ہوتے رہتے ہیں جبکہ ایشور بھگتوں اور ایشور اپاسکوں کے بتائے ہوئے شاہراہ پر چلنے والے اپنا جنم سپھل کر جاتے ہیں اور اپنی آرام گاہ کو حاصل کر جاتے ہیں۔ اس شاہراہ پر جگہ جگہ پر طرح طرح کے سائین پوسٹ سی SIGN POSTS ہیں جو کہ سلطنتوں کے شاہراہوں کی طرح آرام گاہ کی دوری اور یافت بتاتے رہتے ہیں۔

ان سائین پوسٹس سے اشارہ لیتا ہوا منش اپنے جیون کا راستہ بخوبی آسانی سے طے کر سکتا ہے۔ بھولا بھٹکا اور راستہ سے برگشتہ ہوا۔ بھی جب شاہراہ پر چلنے والے کی رہنمائی سے فائدہ اُٹھا کر شاہراہ پر نئے سر سے چلنا شروع کر دیتا ہے تو آرام گاہ میں جا ہی پہنچتا ہے۔ اس کی مثال رامائن کے کرتا بالمیک کی زندگی دیتی ہے۔ حال میں ہی ایک جنگل میں اِدھر اُدھر پھر رہا تھا۔ شام کے وقت اُسکو

سپاہی میرے پاس آیا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ میں کئی گھنٹوں سے کیمپ کی تلاش کر رہا ہوں میرے کپڑے بھی جھاڑیوں سے پھٹ گئے ہیں۔ آپ مجھے کیمپ کا راستہ بتا دیں۔ کہتے ہیں کہ اسی جنگل میں ہے لیکن مجھے نہیں ملتا۔ میں نے اُسے راستہ بتا کر کیمپ کی سڑک پر کر دیا اور وہ کیمپ میں اپنے مقام پر جا پہنچا۔ میں ابھی جنگل میں ہی تھا کہ کیمپ سے آنے والے آدمی نے مجھے بتا دیا کہ وہ سپاہی کیمپ میں جا پہنچا ہے۔

دوستو! اس طرح اپنے رہنماؤں کی رہنمائی سے ستنا کے شاہراہ پر چلنے کی رہنمائی لے کر خود بھی دکھوں سے آزاد ہو جاؤ اور اپنی سلطنت کی بھی نشکام سیوا اور بارل سپورٹ سے سہائینا کرو۔

ستنا کے شاہراہ پر سب سے پہلا سائن پوسٹ ایشور جاپ اور اُستتی کا ہے کہ جس سے سرد سر شٹی کرتا ایشور کی اننت سامرتھ کا پتہ لگتا ہے اور تب اُستتی کے ساتھ پرارتھنا کو شامل کرنے سے سکھ کی آمد درآمد ہوتی رہتی ہے۔ ہندوستان کی نئی آزادی کا سلسلہ ایشور بھگتوں کی ایشور اُستتی اور پرارتھنا کا ہی پھل ہے کہ جنھوں نے ایشور کے آدھار پر بھگتی بھاونا کے ست کرم کو جاری رکھا۔ کسی پر تشدد کا ہاتھ نہ اُٹھایا اور نہ ہی کسی کو برا کہا۔ لیکن حاکموں کے جیل خانوں میں بھی ایشور کی سامرتھ کو یاد رکھا اور اُس کی سامرتھ اور پرم دین دیالتا کے گنوں کے حصول کے لئے ایشور بھگتی جاری رکھی اور اُس کی سامرتھ اور پرم دین دیالتا سے آزادی لے ہی لی۔

بھگتی بھاونا کے اس آئین کو دسار نے سے ایشور سرد سر شٹی کرتا کے عنصروں نے آپ کو سکھ دینا چھوڑ دیا ہوا ہے۔ نئے سر سے ایشوری بھگتی کے شاہراہ پر چلنا شروع کر دو سکھی ہو جاؤ گے اور سکھ لگاتار آتے جاویں گے۔

XXIV

کہنے اور لکھنے کے لئے تو بہت باتیں تھیں کہ جن سے جپ جی صاحب کی
سندھیا کی ودیا کھیا کی طرح سینکڑوں صفحے بھرے جا سکتے تھے لیکن کئی وجوہات سے
ان کے کہنے اور لکھنے سے کنارہ کشی کی گئی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مجھ راقم نے
"آپ جپو اور آنام جپاؤ" کے فرمان کو نباہنا تھا۔ سو وہ ایشور سروسرشٹی کرتا کی
مہر تھا اور پریم دین دیالتا سے جپ جی صاحب کی ودیا کھیا لکھنے سے بنھ گیا اور
کتاب چھپ کر پبلک کے سامنے رکھی گئی اور اُس کی قیمت مقرر کرنے میں کامرس کے نفع
کے جزو کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

مدتوں کے بعد پہاڑی علاقہ سے میدانی علاقہ میں آنے پر "ایشور مہاراج کو
یاد کرنے اور اُس سے لوگوں کا کام بنے" کے طریق کے بتلانے کا سندیش ملا تھا
اس سندیش کا پہلا حصہ "سندھیا" کی ودیا کھیا کے لکھنے کو پستک کے رُوپ میں چھپوا کر
پبلک کے سامنے رکھ دینے سے بنھ گیا ہے۔ سو "کام بنے" کے معاملے کی ذمہ داری ابھی
باقی تھی۔ اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے اس لکھت سے نباہنے کا تردد اور یتن کیا گیا ہے
اس لکھت کے لکھنے اور پیش کرنے میں مجھے اپنی ذاتی کوشش کا کوئی فخر نہیں۔ یہ تو
"پربھ کرپا" کی بخشش ہے۔ میرے لئے تو "سب گن تیرے میں ناہیں کوئے" کا
یہی حال ہے۔

میں نے تو یہ سندیش پہنچانا تھا اور پہنچا دینے کا تردد اور یتن کر دیا ہے کہ

INDIVIDUAL LIFE

سجن پرشو! انڈی وجوایل لایف
کی پوترتا اور سادگی سے ہی منش خوشحال اور بشاش رہتا ہے اور
انڈی وجوایل لایف کی پوترتا سے ہی سٹیٹ کو فنکشن سیوا اور مارل سپورٹ

سہائیتا دیتے ہوئے سٹیٹ کے افراد خود بھی خوشحال اور بشاش رہتے ہیں اور سٹیٹ کو
بھی خوش حال اور بشاش بناتے ہیں اور اُس کی خوشحالی اور بشاشت کو قائم اور
برقرار رکھتے ہیں۔ سو بھگتی بھاؤنا سے " اہنسا پرمو دھرم " یا یوں کہو نان
وائولینس NON- VIOLENCE کے طریق سے " ست بیوجیوتی "
کے نیم کے حصول سے بھارت کے لوگ بھارت کی آزادی سے خوشحال اور بشاش
ہو سکتے ہیں اور انھیں اس طریق سے خوشحال اور بشاش ہونا چاہیئے اور اپنی سٹیٹ
کو اپنی افرادی نشکام سیوا اور مارل سپورٹ سے سہائیتا دینے کا یتن اور ترد
کرنا چاہیئے۔ سو دیش کے پورشارتھی نیتا لوگ بھولے بھالے دیش بھائیوں
کی اس بارے میں رہنمائی کریں۔

بڑے اخباری لیکچراری اور ریڈیو کے لفظوں کے پرچار سے نہ افرادی مارل
MORAL یعنی چال چلن کی شدھتائی حاصل ہوتی ہے اور نہ افرادی
زندگی مارل سپورٹ اور نشکام سیوا سے سلطنت یا سٹیٹ کی سہائیتا کر سکتی ہے
انگریزوں کی روش اس کی شاہد ہے۔

حال کی دی گریٹ ورلڈ وار THE GREAT WORLD WAR
میں ان تینوں جزوں کا خوب استعمال کیا گیا اور ان تینوں جزوں کی انسانی سہائتا
سے ہندوستان پر اپنی حکومت رکھنے کے لئے از حد کوششیں کیں لیکن مہاتما گاندھی
کی GOD'S GUIDANCE گاڈس گائی ڈینس کے سامنے یہ از حد
کوششیں کچھ اثر نہ کر سکیں اور لاچار ہو کر ہندوستان کو چھوڑنا ہی پڑا۔
انسانی پوتر زندگی اور انسانوں کی مجموعی پوتر زندگی سے سلطنت اور

سلطنت کے لوگوں کو تب ہی سُکھ کی پراپتی ہوتی ہے جبکہ ہر ایک افراد کی ازادی
زندگی عملی پوترتا کے سدت کرموں سے بھرپور ہوتی ہے۔ یہ سکھشیا پراچین رشی
منی سادھو سنت جتی ستی یوگی سنیاسی دھرماتما اور مہاتما دے گئے ہوئے ہیں اور
یہی سکھشیا حال کے زمانہ کا مہان پُرش مہاتما گاندھی اپنے جیون کی سدھی میں دے
گیا ہے۔ اس سکھشیا سے کام لینا چاہیئے۔ آپس کی کشمکش میں افرادی اور مجموعی
شکتی کو بے ارتھ نہیں گنوانا چاہیئے۔ جب افرادی جیون کے شدھ آچار اور دچار
سے افرادی جزو ایشور سرو سرشٹی کرتا کی عنائیتوں سے خوشحال اور بشاش ہو جائیگا
تو تب ہندوستان کی ری پبلک سٹیٹ افرادی جزو کے مجموعہ سے خوشحال اور
بشاش ہو کر اپنی خوشحالی اور بشاشت کو عروج کی نشان پر لے جائے گی۔
اگر اس پہلو کو زندگی کا جزو قرار دیا جاوے گا اور قرار دے کر اُس پر عمل ہوتا
رہے گا تو ہندوستان کی ری پبلک سٹیٹ اور سٹیٹ کے افراد سب کے سب سکھی
رہیں گے۔ ایشور پرم دین دیال سے دینبدیا التا کریں کہ ہندوستان کی ری پبلک
سٹیٹ کے افراد اپنی ایشور بھگتی بھاؤنا سے اپنے افرادی شدھ آچار اور
دچار سے اپنا جیون بھی سپھل کریں اور اپنے دیش کو بھی اپنی نشکام سیوا اور مارل
سپورٹ سے خوشحال اور بشاش رکھیں۔

XXV - الکھت کو ختم کرنے سے پہلے چند اور باتیں کہنی اور لکھنی ضروری پرتیت
ہوتی ہیں۔ سو اُن کو کہہ اور لکھ ہی دیا جاتا ہے۔
(۱) جس گھرانے میں اختلاف رائے کا جھگڑا ہو جاتا ہے اور تماشا دیکھنے والے
کراہی دیتے ہیں اور جھگڑے میں اپنی ذاتی فتح مندی کے حصول کیلئے طرح

ناجائز انسانی چالوں سے کام لیا جاتا ہے۔ وہاں سے خوشحالی اور بشاشت چلا جانے کا ارادہ کرتے رہتے ہیں۔ جاتی اور نیشن کا بھی یہی حال ہے کہ یہ بھی اختلاف رائے کے جھگڑوں میں پڑ کر اپنی خوشحالی قائم نہیں رکھ سکتی۔ سو اس وقت دیش کے ہر ایک افراد کا افرادی فرض ہے کہ اس چال پر وہ خود بھی نہ چلے اور دوسرے کو بھی جائز طریق سے روکے۔ اپنے جھگڑوں کو رل مل کر نپٹا لینا چاہیئے۔ اس سے ذاتی اوستھا یعنی پرسنل پوزیشن

کوئی کم نہیں ہو جاتی۔

(۲) جہاں ہندوستان کی رری پبلک سٹیٹ دیش کے سدھار نے کے لئے طرح طرح کی کوشش کرتی رہتی ہے وہاں دیش کے افراد کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی ذاتی حالت کو شدھ آچار اور وچار سے سدھار کر ری پبلک کو نشکام سیوا اور سادلی سپورٹ کی سہایتا دیوے۔ اور کبھی بھی نکتہ چینی کی روش اختیار نہ کی جاوے جبکہ نکتہ چینی کے بغیر بھی اصلاح ہو سکے۔

برسر حکومت لوگ بھی تو انسان ہیں۔ انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ غلطی سدھر بھی سکتی ہے اور نکتہ چینی کے بغیر بھی سدھر سکتی ہے کہ جب طریقہ وار اس کی طرف اشارہ کیا جاوے۔

(۳) ایشور بھرشٹی کرتا کے ایشوری آئین میں بڑے سادہ اصول ہیں کہ جو سلطنت اور سلطنت کے افراد کے جیون میں بڑی بھلی پرکار سے بنھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی نبھانا چاہے۔ حالات ان سادہ اصولوں کے رواج کی اجازت دیتے ہیں۔ انگریزوں [illegible]ستان پر اپنی حکومت جمانے اور قائم رکھنے کے لئے شروع شروع میں انہیں

سادہ اصولوں سے کام لیا تھا۔ آزاد ہندوستان کو اب خود اُن سے کام لینا چاہیئے۔

(۴) موجودہ حالات میں دیش کے ہر ایک پُرش اور استری کا فرض ہے کہ وہ جیون کی چال۔ ستکرم کے ست مارگ پر اس طرح چلے کہ جس کی سکھشیا حال کے زمانہ کا مہان پُرش مہاتما گاندھی دے گیا ہے۔ اس چال پر چلتا ہوا سردار پٹیل مہاتما گاندھی کی طرح اپنی سیلف لس سروس اور مارل سپورٹ سے ہندوستان کے ہر بشر کی تحسین اور آفریں حاصل کر گیا اور ایشوری دربار میں اُس "اُجلے مکھ" کے ساتھ جا حاضر ہوا کہ جس کا سندیش جپ جی صاحب کے آخیر کے شلوک میں دیا ہوا ہے۔ دیش کا ہر شخص اسے نباہ سکتا ہے۔ اس کے لیے کسی جاہ و حشمت کے سرمایہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گیتا اس کی شاہد ہے۔

(۵) ہسپتال اور یتیم خانے بڑھانے کی کوئی۔۔۔ ضرورت نہیں۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ آزادی شدھ آچار اور وچار سے اپنا جیون بسر کیا جاوے اور ان انسٹی ٹیوشنں سے لوگ پرے ہی ہٹے رہیں۔ سٹیٹ موجودہ سٹیٹ ہسپتالوں کو اچھی طرح نباہے۔

(۶) ملک کے لوگ آگے ہی اُجڑے ہوئے ہیں۔ دولت مندوں نے زمینوں اور زمینوں کی پیداوار کی قیمتیں بڑھا کر ملک کو اور اجاڑ کر دیا ہے۔ اس اُجاڑ کو روکنے کا آسان علاج ہے لیکن کون کرے اور کون کرا دے گا سوال ہے۔ علاج یہاں نکتہ چینی کی روش کو چھوڑنے کے لئے لکھا نہیں جاتا۔ برسر حکومت فرض شناسوں کو اس طرف دھیان دینا ہے۔ اس کی روک تھام ہونی ضروری

(۷) سب سیکولر کاروبار کو انسانی میانپ کی ٹیڑھی چالوں کے بغ

اپنے اور دوسرے کے بھلے کے لئے نباہیا جا سکتا ہے۔ اس نباہنے کے لئے اپنی ذات
سے ہی سہایتا ملتی ہے کہ جب ایشور بھگتی سے برائیوں سے
ISOLATION یعنی پرہیز اور تیاگ کیا جاتا ہے اور سنسار کے
سب جیووں کے ساتھ " دھرم سیتی سمبندھ " رکھا جاتا ہے۔ برائی کے تیاگ
سے بھلائی خود بخود پاس آتی ہے جس کو شک ہو وہ تیاگ سے بُرے کاموں سے
کنارہ کشی کر کے آزمالے۔

(۸) RETALIATION ری ٹیلی ایشن یعنی عداوت دشمنی
سے بدلہ لینے کی روش کا تیاگ کرنا چاہیئے اور انصاف کے لئے ایشور کے دربار میں
ہی عرضداشت کرنی چاہیئے۔

(۹) سب کاموں میں کنجوسی کر لی جا سکتی ہے لیکن منش کا کرتویہ ہے کہ وہ
ایشور بھگتی اور سخاوت کے معاملہ میں کنجوسی نہ کرے۔ ان کے زیادہ اور بجا
کرنے میں ہی سکھ پنہاں ہوتے ہیں اور پنہاں سکھ نمایاں ہو کر فائدے دیتے ہیں۔

(۱۰) برادری سسٹم قائم کیا جاوے۔ اس سے ذاتی نیس کے وہ بھلے کام ہوتے ہیں کہ
جن کو موجودہ انگریزی طریق نے بگاڑ کر ہندوستان کے لوگوں کو کنگال اور دکھی
کر رکھا ہے۔

XXVI - سوال پیدا ہو سکتا ہے اور پیدا ہوتا رہتا ہے کہ دنیا میں کس چیز کو اعلے
درجہ یعنی HIGHEST PRIORITY ہائی سٹ پرایرٹی دی جاوے کہ
یعنی منش کا منش جنم سپھل ہو جاوے اور وہ دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل
کر کے پرچھیہ ایسٹر شٹی کے سکھ کا حقدار بنتے ہوئے سکھ دوار کی آرام گاہ پالے۔ دھرم گرنتھوں

نے اس بات کو ورنن کیا ہوا ہے اور مجھ راقم نے اسے جپ جی صاحب اور سندھیا کی
ویاکھیا کی پستکوں میں ورنن کیا ہے۔ سارے ورنن کا سار جو یہاں کہنا ہے وہ یہ
ہے کہ جب منش اک اونکار سرو سرشٹی کرتا ایشور کے حکم اور رضا کے ماتحت ہو کر
"نربھو" "نرویر" ایشور کا جاپ۔ سمرن اور منن یا یوں کہو کہ جب ایشور استتی
پرارتھنا اور اوپاسنا کے ست کرم کو اپنے جیون کا مکھ ست کرم مان لیتا ہے اور
مان کر اُسکے ست مارگ پر جیون کی چال چلا چلتا ہے تو اُس کو جیون کے آرام اور
آسایش کے سب سامان ملتے رہتے ہیں جبکہ وہ ایشور سیوک بن جاتا ہے۔ سیوک
کے پاس تو صرف سیوا کا وصف ہوتا ہے اُسکے پاس سرمایہ کہاں ہو سکتا ہے۔ سرمایہ
سوامی کے پاس ہوتا ہے جو "سگل گھٹاں کے سوامی انتریامی" پربھو پرماتما ایشور
ست نام سرو سرشٹی کرتا کے سیوک بن جاتے ہیں وہ اُس کی بخششوں سے خوشحال
اور بشاش رہتے ہیں۔ یہاں بھی اور آگے بھی۔ اس میں شک کرنے کی کوئی گنجایش
نہیں۔ یہ سسٹم دنیا کے کاروبار میں جا بجا کام کر رہا ہے اور کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔
اسی سسٹم کے ذریعہ سے ہی حال کے زمانہ کا مہان پرش مہاتما گاندھی آپ کو ایسی
سلطنت کی گرفت یعنی غلامی سے آزاد کروا گیا ہے اور ہتھیاروں کے بغیر آزاد کروا گیا
کہ جسکے اشاروں پر دنیا کے سب ممالک ہتھیاروں سے کام لینے پر تیار ہو گئے ہوتے
اور آپ کو کئی اور صدیوں تک آزادی یا سوراج کا نام تک لینا نصیب نہ ہوتا اگر
انسانی کانسٹی ٹیوشنل سسٹم پر کہ جس میں WAR وار کو جائز قرار دیا ہوا ہے
ہتھیاروں سے کام لیا جاتا۔ یہ ایشور بھگتی کا ہی وصف ہے کہ مہاتما گاندھی
اُس نے سرو سوامی سرشٹی کرتا ایشور کا سیوک بن کر ہندوستان

کی عرضداشت پیش کر دی اور پیش کر کے منظور کروا لی اور منظوری کا سندیش حاکموں
کے گھر میں جا کر دے دیا اور کہہ دیا کہ آزادی کی عرضداشت منظور ہو چکی ہے اور
حکومت کے نئے حاکم نامزد ہو چکے ہیں۔ اب ہندوستان سے دستبردار ہونا ہے
جو لفظ کہے گئے اور دنیا کی نامی گرامی کانفرنس میں کہے گئے وہ تو بہت سے ہیں
لیکن جو حسبِ حال ہیں وہ پھر دہرائے جاتے ہیں۔ "WITH THE
PRE-EXISTENCE OF GOD, THERE IS MY EXISTENCE
, AND WITH HIS GUIDANCE I HAVE COME TO SAY
THAT IN INDIA THERE HAS BEEN SET-UP
A POLITICAL PARTY THAT CAN
MAINTAIN GOVERNMENT."

یہ اہنسور بھگتی کا ہی وصف کہ اُس سے HIS GUIDANCE
ملی اور HIS GUIDANCE سے بلا جنگ "سوراج" مل گیا۔
اہنسور بھگتی میں نان وائیلنس یعنی انصاف کا طریق ہے اور اس طریق
سے ناانصافی کو پرے رکھنا پڑتا ہے اور سب جیوؤں کے ساتھ دھرم
یعنی انصاف کے انوسار سمبندھ رکھنا ہوتا ہے۔ سو اہنسوادی آئین کے انوسار
[illegible]ب ناانصافی سے ISOLATION یعنی تیاگ کیا جاتا ہے
[illegible]تن کے اصول پر سب کے ساتھ "رل مل ورتن" کا جائز طریق
[illegible] ہے تو خوشحالی اور بشاشت سکھ دینے کے لئے آ ہی جاتے ہیں۔

سیوک ہی سوامی کی بخششیوں سے خوش حال اور بشاش ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے خوشحال اور بشاش ہونے کے سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔ دفتروں میں ہزاروں کلرک اور عہدے دار "قلم اور دوات" لے کر سوامی سلطنتوں کے سیوک بنے ہوئے ہیں اور قلم دوات کے استعمال سے ہی تنخواہوں کے روپ میں سلطنتوں کے خزانوں سے لاکھوں روپے ہر مہینے لے جاتے ہیں۔ ان تنخواہوں سے آپ بھی خوشحال اور بشاش رہتے ہیں اور اپنے گھر والوں کے خوشحال اور بشاش ہونے کے لئے بھی سامان مہیا کرتے رہتے ہیں۔

سیکولر کاروبار میں کئی طرح کے سوامی اور کئی طرح کے سیوک ہوتے ہیں اور اُن سے دنیا کے کاروبار چلتے رہتے ہیں اور چلتے چلیں گے۔

آتمک سرشٹی میں سرو سوامی ایشور سرو سرشٹی کرتا ہی ایک واحد سوامی ہے جو اس سوامی کے سیوک ہو جاتے ہیں۔ عنصر اُن کی سیوا کرتے رہتے ہیں۔

یہ مضمون بڑا لمبا چوڑا ہے۔ دھرم گرنتھوں نے اسے واضح کیا ہوا ہے۔ وضاحت سے لابھ اٹھانے کے لئے دھرم گرنتھوں کا "سوادھیائے" کیا جاوے تو لابھ مل ہی جاتا ہے۔ یہاں تو یہ کہنا کہ مہان پُرش مہاتما گاندھی کے جیون سے سکھشیا لو۔ مردم آزاری اور جانور آزاری کی روش کا تیاگ کر دو۔ اور ایشور بھگتی سے اپنا بھی بھلا کرو۔ اپنے پریوار کا بھی بھلا کر لو۔ اپنے وطن کا بھی بھلا کر لو۔ اور سنسار کے بھلے کرنے کا سمت کرم بھی کر لو۔

ایشور بھگتی سے لابھ اٹھانے کا یہ موقعہ ایشور کی پرم دین دیا لتا سے ہندوستان کو مہان پرش مہاتما گاندھی کی گاڈس گائی ڈینس

GOD'S GUIDANCE

سے ملاتا ہے۔ ہندوستان کو اس سے لابھ حاصل کرنے کا پورا شار کرنا چاہیئے۔

XXVII - مذکورہ بالا لکھت کے پڑھنے سے کئی کہہ دیں گے کہ یہ سب لکھت تو ہندوستان کے لوگوں کو ڈرپوک بنانے کا مسودہ ہے اس سے تو پرہیز ہی بہتر ہے ایسے پرشوں کی آگاہی کے لئے میں نے یہ کہنا ہے کہ سجن پرشو! ایشور بھگتی کے حصول کے بعد ایشور بھگت کو کرم کھنڈ میں جانا پڑتا ہے۔ اس کھنڈ میں جا کر وہی منش اپنا جنم سپھل کرتا ہے کہ جو ست کرم پر عمل کرتا ہے۔ اس کھنڈ میں جہاں جتی ستی سنتوکھی سدھ سادھو سنت پنڈت رشی اور منی ست کرم کرتے رہتے ہیں وہاں اُن کے پہلو بہ پہلو مہاں بل والے جودھا WARRIORS بھی ست کرم کرتے رہتے ہیں۔ رامائن اور مہابھارت کی دھرم پستکیں اس ست کرم کو واضح کرتی ہیں اور ایشور بھگتوں کے کارنامے MILITARY AND

CIVILIAN CONDITION

ملٹری اور سویلین اوستھا میں ورنن کرتی ہیں۔ اس کھنڈ میں مہاں بل والے جودھاؤں کو OFFENSIVE WARFARE یعنی لوٹ مار کے جنگ و جدل سے کوئی واسطہ نہیں کہ جو مردم آزاری اور جانور آزاری کے نا انصافی طریق سے جا بجا بربادیاں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے تو DEFENSIVE OPERATIONS ڈیفینسو کارروائی یعنی بچانے کے کام سے کام ہے یہ بھلے پُرش اس بھلائی کے کام کو کرتے رہتے ہیں اور جان کی کوئی پرواہ نہیں پوچھیے یہ لوگ تو ایشوری بل سے بھرپور ہوتے ہیں۔ اس بل سے وہ رکھشیا

کرتے رہتے ہیں اور ایشور کی بخشش سے سکھی ہو جاتے ہیں۔ دھرم گرنتھوں کی رزمیہ
نظمیں جن کو EPIC POEMS ایپک پوئیمز کہتے ہیں ان کی شاہد ہے
روم ROME کی ہسٹری اور آئین ان جودھاؤں کے خاص حقوق یعنی
پری وی لیجز PRIVILEGES کو درج کرتے ہیں۔ پراچین رشیوں اور
منیوں کے گرنتھوں اور شاستروں میں بھی ان کو خاص حقوق دیئے ہوئے ہیں۔ سو
ایشور سمرن سنتی کرتا کے آئین میں جودھاؤں کا وہی اعلیٰ درجہ ہے جو کہ ایشور بھگت
سولجیئرز کا سول ڈریس یعنی " بھگوت یا سادہ کھدر " میں ہوتا ہے۔ صرف نام
کا فرق ہے۔ حقوق میں کوئی فرق نہیں DEFENCE ڈیفنس
ڈیفنس کے کام کو یعنی لیٹروں کی غارت گری سے ننھے منشوں اور جانوروں کے بچانے
کے کارناموں کو ایشوری آئین نے جائز قرار دیا ہوا ہے اور انسانی سلطنتوں کے
آئین بھی اسے جائز قرار دیتے ہیں گو نوعیت میں تھوڑا سا فرق ہے۔
سو یہ کوئی بات نہیں کہ ایشور بھگت ہو کر منش دیش بھگت بن کر جودھا
یعنی سولجیئر SOLDIER بن کر ایٹرنٹی کا سکھ حاصل نہیں کر سکتا اور
اسے ایشور بھگت ہو کر نرے جاپ۔ سمرن اور منتے سے ہی کام ہے۔ ایشوری آئین
کے انوسار منشوں کے سارے درجوں میں یعنی چوہڑے شودر تک کو ایٹرنٹی کا سکھ
ملتا ہے جب کہ وہ اپنے درجہ کے فرائض کو نباہیں۔ جس نے امرت سر کی آرام گاہ کا
ٹکٹ تیسرے درجہ کا لیا ہوتا ہے اور جس نے اول درجہ کا لیا ہوتا ہے۔ اُن کو
ایک ہی ٹرین اور ایک ہی انجن آرام گاہ میں پہنچا دیتے ہیں۔ فرق صرف [illegible]
ہوتا ہے۔ اصلیت میں کوئی فرق نہیں۔ اس اصلیت کو سمجھنے والے

کبیر، بھگتی اور کالک داس اپنے فرائض کو نباہتے ہوئے آپ بھی خوشی رہتے تھے اور لوگوں کے لئے بھی خوشی رہنے کے سامان مہیا کرتے رہتے تھے۔ اب زمانۂ حال کی فلاسفی نے انہیں بھی تنگ کر رکھا ہے اور لوگوں کو بھی تنگ کر رکھا ہے کہ ہر روز آپس کی کشمکش سے دکھی ہو رہے ہیں۔

ان حالات میں ہندوستان کے افراد کا فرض ہے کہ جہاں اُن کی سول سروس CIVIL SERVICE ملک کے اندرونی حصہ میں خوشحالی اور بشاشت کو قائم اور برقرار کرنے کی فرض ادائی کرتی جائے وہاں اسکے پہلو بہ پہلو اُن کی ملٹری سروس MILITARY SERVICE ملک کو بیرونی مخالف ہواؤں سے بچانے کا فرض ادا کرتی جائے اور اسکے ساتھ یہ بھی فرض ہے کہ ملک کا ہر ایک شخص اپنے اپنے درجہ میں پاپ سے تیاگ کرتا ہوا آپ بھی سکھی رہے اور اپنے ملک کو بھی نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کی سہائتا دیتا جاوے۔

ہندوستان کا اتہاس یعنی تواریخ ملک کو ایشوری آئین کے انوسار جیون نباہنے کے معاملہ سے بھری پڑی ہے اور بتاتی ہے کہ ایشوری آئین میں بڑے سکھ ہیں۔ اس تواریخ میں اشوک۔ بکرماجیت اور ہارش کے نام خاص طور پر مشہور ہیں۔ مہاراجہ اشوک کی بابت لکھا ہے اور یونانی مورخوں نے لکھا ہے کہ KALINGA کالنگا کے جنگ کے بعد اس مہاراجہ نے تلوار میان میں رکھدی اور ارادہ کر لیا کہ اس کو کبھی ہاتھ نہیں لگانا۔ یہ ارادہ خوب نباہا گیا اور [illegible]کا اودیا یعنی بیرو بن کر بدھسٹ مونک BUDDHIST MONK [illegible]س میں ہندوستان میں شانتی امن اور نشان کا راج کیا کہ دنیا اُس کی تعریف

کرنے لگی ۔ اس مہاراجہ نے فقیرانہ لباس میں EDICTS ای ڈکٹس کے ذریعہ سے

LAW OF PIETY لاآف پائیٹی یعنی "اہنسا پرمودھرم" یا یہ کہو کہ

NON- VIOLENCE نان وائولینس کا وہ پرچار کیا کہ اس زمانہ تک کئی

صدیوں کے گذر جانے پر بھی دنیا اُسکی ذات کے وصفوں کی تعریف کررہی ہے وہ ابھی

زندہ ہے ۔ زندہ وہ جس کا نام زندہ رہے ۔ جن کا نام زندہ نہیں ہوتا وہ ذات کے ہوتے ہوئے

بھی گمنامی میں مرے ہی ہوتے ہیں ۔ مہاراجہ بکرماجیت کی بابت صرف یہ کہنا ہے کہ

راج کی شان کے ساتھ تیاگ بھی اَت نیکی والا تھا کہ پرائیویٹ لائف PRIVATE

LIFE میں ایک مٹی کے بنے ہوئے گھڑے میں پانی کے سوائے اور فرش کیلئے

بیٹ یعنی چٹائی کے سوائے اور کوئی آرایش کا سر و سامان نہ تھا ۔

اس خاندان کے راج میں ہندوستان اور ہندوستان کے لوگوں کی خوشحالی

CHINESE PILGRIM-

اور بشاشت کے بارے میں

FAH-HIEN - چینی یاتری فاہین نامی کہہ گیا ہوا ہے :-

"HE BEHELD A RICH AND PROSPEROUS PEOPLE NEITHER CRUSHED BY TAXATION NOR HARASSED BY STATE INTERFERENCE."

CHINESE PILGRIM HIUEN- مہاراجہ ہارشا کی بابت

TSANG چینی یاتری ہیوئن سانگ نامی کہہ گیا ہوا ہے :-

[illegible]RST OF ALL THE KING HAD THE GOOD

OF HIS SUBJECTS IN HEART; HE DID NOT TRUST OFFICIALDOM, AND CLOSELY SUPERINTEN-DED THE ADMINISTRATION OF THE KINGDOM."

اُوپر کے وصفوں کی تعریفیں جا بجا دکھائی نہیں دیتیں۔ یہ تو اُن کے نصیب میں آتی ہیں کہ جو ایشور بھگتی کے نان وائلینس کے ست کرم کا سیون کرتے ہیں۔ اوپر کی سلطنتوں کے زمانہ میں نان وائلینس کے ہوتے ہوئے ڈی فینس DEFENCE یعنی ملک کو باہر کے بیرونی حملوں کی لوٹ مار سے بچانے کا وہ اعلیٰ انتظام تھا کہ کسی غیر کو ملک کی طرف بُری نگاہ ڈالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایشوری آئین کے اس معاملہ کو بعد میں راجپوتوں نے خوب سنبھالے رکھا۔ راجپوت "مہاں بل جودھا" نشکام سیوا سے ہند کو ڈیفنڈ DEFEND کرتے چلے آئے اور راجپوت دیویاں فیملی لائف FAMILY LIFE میں خانہ داری کے مشکل کام کو اپنے شدھ آچار اور وچار سے بھلی پرکار سے نباہتی ہیں۔

اب اس موجودہ وقت میں ہندوستان کے ہر ایک افراد کا فرض ہے کہ وہ ایشور آئین کے انوسار اپنے جیون کی چال ست مارگ پر چلتا ہوا ہندوستان کو اندرونی اور بیرونی نظام کے بھلی پرکار نباہنے کیلئے نشکام سیوا اور مارل سپورٹ کی سہایتا دیوے ایشوری آئین کے انوسار CONTEMPT OF DEATH کان ٹمپٹ آف ڈیتھ یعنی موت سے لاپرواہی کا نیم جو ہند اور ہند کے ایشور بھگت اور دیش بھگت اپنی فرض ادائی کے معاملہ میں کرتے آئے ہیں وہ سرسرشٹی کرتا ایشور کے "حکم" اور رضا کے انسار ابھی تک چل رہا ہے اور چلتا چلے گا۔ حال کے کشمیر کے یدھ میں اسکے کارنامے

نمایاں ہیں۔ اس یدھ میں افسر سے لیکر سپاہی تک کسی بشر نے موت سے ڈر کر میدان جنگ سے منہ نہیں موڑا۔ اس امر کی نسبت یہ کہنا ہے:- "THE MEN OF

THE INDIAN ARMY DID NOT HESITATE TO MEASURE THEIR STRENGTH WITH THEIR FOE, EVEN WHEN THEY HAD TO FACE PRE-ARRANGED OVERWHELMING ODDS."

دی من آف دی انڈین آرمی ڈڈ ناٹ ہیزی ٹیٹ ٹو میژر دیئر سٹرنگتھ ودِ دیئر فو ایون وہن دے ہیڈ ٹو فیس پری ایرنجڈ اوور وہلمنگ اڈس۔

ایشوری آئین کے "حکم" اور "رضا" کو اپنے جیون کا گرو یہ نباہتے ہوئے افسر سے لیکر سپاہی تک ہر ایک مدت سے کان ٹمپٹ آف ڈیتھ CONTEMPT OF DEATH کے نیم پر کاربند ہے۔ اور تشدد کرنے والوں کا مقابلہ نان وائولینس کے اصول پر کر رہا ہے ایشوری آئین کے اس نیم کے پالن کرنے سے ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام دنیا فی الحال وائولینس کی مردم آزاری اور جانور آزاری کے دکھ سے بچ گئی ہے۔ کشمیر کے اونچے اونچے پہاڑوں پر اور تنگ وادیوں میں برف لگاتار پڑتی رہی اور پڑتی جا رہی ہے اور انڈین آرمی کے افسر اور ماتحت اپنے اپنے مورچوں پر جان نثاری کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ سچ پوچھو! میدانی علاقوں کے لوگ اس جان نثاری کی بزرگی اور اعلیٰ پن کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتے۔ پڑتی برف میں TRENCHES ٹرینچز یعنی کھائیوں کے اندر دم گھٹ کر دن کو رات اور رات کو دن بنا دینا کوئی آسان کام نہیں کہ ہر ایک کر سکے۔ یہ کام وہی جو

کرتے ہیں کہ جنکے من میں ایشور سرشٹی کرتا کی جانب سے شکتی اور زور ہوتا ہے اور کہ جنھوں نے ایشوری آئین کے انوسار اپنا جیون ایشور ارپن کر دیا ہوتا ہے اور کہ جنکی مہما سری گورو گرنتھ صاحب کے جپ جی صاحب کے حصہ کی آخری پوڑی سے پہلے کی پوڑی میں ورنن ہے۔

کشمیر کے معاملہ میں اگر تشدد کرنیوالوں کا مقابلہ ایشوری آئین کے انوسار انڈین ری پبلک کے رہنما حال کے زمانہ کے مہان پرش مہاتما گاندھی کی رہنمائی سے کیا جاتا اور انڈین ری پبلک کے لوگ مہان پرش مہاتما گاندھی کی رہنمائی کے انوسار واؤلینس کی روک تھام کیلئے کشمیر کے معاملہ کو U.N.O کے مدبروں کے آگے پیش نہ کر دیتے تو دنیا کی تھرڈ گریٹ وار THIRD GREAT WORLD WAR کبھی کی چھڑ گئی ہوتی۔ دنیا کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس امر کیلئے ہندوستان کے اپاسل آف نان وائلینس APOSTLE OF NON-VIOLENCE مہان پرش مہاتما گاندھی کے پرادیکار کا شکریہ کریں اور شکر گذار ہوں اُس سرشٹی کرتا پار برہم ایشور کا کہ جس نے دنیا پر پریم دیا لتا کر کے اُس مہان پرش کو دنیا کے بھلے کے لئے NON-VIOLENCE نان وائلینس کے آئین کو چلا کر دنیا میں امن اور شانتی کے پھیلانے کے لئے نامزد کیا۔ مہان پرش مہاتما گاندھی نے اُس ایشوری آئین کو جسمیں ایشور بھگتی کو منش جنم کا سب سے پہلا کرتویہ قرار دیا ہوا ہے۔ آخیر دم تک ایشور پر انھوں نے اُس خوب بھلی پرکار سے نباہیا کہ جس کی تعریف سنسار کے سب چھوٹے بڑے بجا طور پر کر رہے ہیں۔ اس مہان پرش نے ملٹری جان نثاروں کی طرح اپنے مورچے پر جان بیدی [illegible] تک کی۔ اور اُس سرشٹی کرتا ایشور کو سنمکھ دیکھ لیا کہ جس نے اُسکو نامزد کیا تھا [illegible] سردار پٹیل نے بھی خوب جان نثاری کا جوہر دکھا کر ایٹرنٹی کا سکھ حاصل

کرلیا ہے۔ اپنے مورچے پر جان دیدی اور اُف تک نہ کی۔ مہان پُرش مہاتما گاندھی کی
گاڈس گائیڈنس سے کشمیر کے معاملہ کو دُنیا کے GOD'S GUIDANCE
چیدہ نامی گرامی مدبروں کے سامنے رکھدیا گیا ہوا ہے۔ اُس مہان پُرش گاڈس گائیڈنس
کی روش اختیار کرلی ہوئی ہے اب U.N.
سے ہندوستان نے نان وائلینس
O کے نامی گرامی مدبروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا پرست ہستیاں اسے بھلی پرکار نباہیں اور
GOD'S
نمایاں کریں کہ جیون کو اسی سے سُکھ ہے۔ سب ہموطن سجن پرشو!
گاڈس گائیڈنس ڈیز سے آپ آزاد ہوئے۔ آپکا ملک آزاد ہوا GUIDANCE
اب آزاد ہوکر اس افرادی اور مجموعی آزادی سے فائدوں کے حصول کیلئے ایشور بھگتی کے
ایشوری آئین سے افرادی اور مجموعی پورنشارتھ سے افرادی اور مجموعی ایشور بھگتی کرو۔ اس
ست کرم سے جیسا کہ ایشوری آئین کا فرمان ہے دُکھ پرے ہٹ جاتے ہیں اور سبھوگ اور
سیوگوں کو خوشحال اور بشاش کرنیکے لئے سُکھ در سُکھ آمد ہوتے ہیں۔ سو افرادی اور مجموعی
ایشور بھگتی سے کہ جسکا پہلے ورنن کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کا بھلا کرلو۔ اپنے پریوار کا بھلا کرلو
اپنے دیش کا منش جنم کا لابھ ہے۔ یہی آپکے پراچین رشی منی جتی ستی سنتوکھی یوگی تپسوی
سیدھ سادھو سنت دھرماتما اور مہاتما اور اُن کے پیرو کرتے رہے اور آپ کو اسکے
کرنے کا سندیش اور اُپدیش کر گئے۔ یہی مہاتما گاندھی اپنے جیون میں کر گیا ہے اور آپ کو
اسکے کرنے کا سندیش اور اپدیش کر گیا ہے۔ سو ہندوستان کے چھوٹے بڑے ہر ایک افرادیا
شخص کیلئے لازم ہے کہ وہ افرادی اور مجموعی ایشور بھگتی کے ست کرم سے وائلینس کے راستہ
کا تیاگ کردے اور افرادی اور مجموعی ایشور بھگتی کے ست کرم سے دھرم یعنی ا
ست مارگ پر جیون کی چال چلتا ہوا دونوں جہانوں میں سُکھ پا لے

دے لے۔ یہ ہے مجھ سیوک کا سندیش۔ جسکے پہنچانے کی ذمہ داری میرے لیئے ہو گئی تھی۔ سِرشٹی کرتا ایشور کے چرنوں میں میرا بارم بار نمسکار ہے اور یہ لکھت اُسی کے آدھار پر لکھی گئی ہے اور اُنسی کے ارپن ہے۔ میرے لیئے تو "سب گن تیرے" کا معاملہ ہے۔

XXVIII ۔میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ میں نہ اخبار پڑھتا ہوں اور نہ ریڈیو سے مجھے کام ہے تاہم بمقام فدائی کچھ نہ کچھ ڈائرکٹ یا اِن ڈائرکٹ بنا ہی دیتے ہیں حال میں یو۔پی کی ۱۹۶۷ PATIENRE یعنی بے چینی اور بیقراری کا معاملہ سامنے آیا۔ دوستو! یہ حال یو۔پی کا ہی نہیں بلکہ دیگر علاقوں کا بھی ہے کہ جہاں جا بجا اشتہار لگے ہوئے ہیں "بلیک مارکٹ" کو ہٹائیے رشوت ستانی کو ہٹائیے۔ اِس ہسپتال میں کسی کو بخشیش لینے کی اجازت نہیں بغیر پرمٹ کے کوئی باشندہ یہ نہیں کر سکتا وہ نہیں کر سکتا یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ملک میں سب طرح جا بجا ناواجب حرکتیں ہو رہی ہیں اور حکومت اُنکے بند کرنیکی کوشش تو کرتی ہے لیکن بند نہیں کر سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کو ایشوری آئین سے ہی ڈر ہے۔ باقیوں کی تو پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ اِس ڈر کو محسوس کرنیوالے ناواجب حرکتوں سے ہٹ کر اپنی زندگی کا آخری دم سنوار جاتے ہیں۔ یہ سکندر بادشاہ اور پرنس بسمارک کے لفظ جو میں پہلے کہہ آیا ہوں صاف ظاہر کرتے ہیں سو جس سلطنت کا آئین ایشوری آئین کے ماتحت ہوتا ہے وہی انسانی سیاست کے دُکھ دینے والے کارناموں سے بچی رہتی ہے، سلطنت کا ایشوری آئین تب بنتا ہے جبکہ سلطنت کا ہر ایک شخص ایشوری آئین کے ماتحت جیون کی چال چلتا ہے اور مردم آزاری اور جانور آزاری کی بے آئینی کے راستہ سے پرے رہتا ہے۔ سو پنجاب کے ساتھ ہندری پبلک کے سب لوگ اگر ایشوری آئین کا وہ طریق جو کہہ آیا ہوں اختیار کر لیں تو دیش ایشور سِرشٹی کرتا کی سہائتا سے خوشحال اور شانتی ہو جاوے مغلیہ سلطنت نے کوئی تلوار بندوق سے راج نہیں کیا۔ راج تو ایشوری آئین

سے ہوتا رہا کہ جسکا نام "آئین اکبری" تھا۔ مت سمجھا جاوے۔ اس سے اکبر بادشاہ مفہوم تھا۔ "اکبر"
تو سرو سرشٹی کرتا خالق کو کہتے ہیں۔ اسی ایشوری آئین کے انوسار انگلستان نے راج حال کے مہان
پُرش مہاتما گاندھی کے سپرد کیا کہ بھائی اب تو اسے تلوار اور بندوق کے بغیر سنبھال اور جس
پولٹیکل پارٹی کو دینا ہے دیدے۔ اب جس پولٹیکل پارٹی کو راج سپرد کیا گیا ہے اُسکا کرتویہ ہے
کہ وہ مردم آزاری اور جانور آزاری کے ناجائز طریق کو پرے رکھکر امانت کو نان
داولینس کے مقرر کردہ نیتم سے بنائے۔ پولٹیکل پارٹی کی سہایتا کرنے کیلئے ہندوستان کے
ہر ایک شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شدھ آچار اور وچار سے ہندوستان کی ری
پبلک کی سہایتا نشکام سیوا اور شدھ آچار وچار یعنی MORAL SUPPORT
& SELFLESS SERVICE سیلف لس سروس اور مارل سپورٹ سے کرے
میں یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ دوستو! سنسار میں دو لفظوں کے ہیر پھیر نے گڑبڑ کر رکھی ہے
وہ دو لفظ EQUALITY & EQUITY ہے جو ان دو لفظوں کو اپنی اپنی جگہ
ایشوری آئین کے انوسار سمجھاوے وہی سُکھی رہتا ہے۔ ایشوری آئین ہیں اسے حکم اور رضا کہتے
ہیں۔ سو ایشور کے حکم اور رضا میں رہ کر ایشور سیوک بننے میں ہی سُکھ ہے سکھ اور جگہ
نہیں۔ میرے ہموطن ایشور بھگتی سے ایشور سیوک بنکر اپنے سکھ کیلئے ایشور کے دربار سے
ریلیف لینے کے لئے بینتیاں کریں اور ایشور سیوک کے روپ میں منت زاری کرکے
ریلیف کی بخشش حاصل کرکے خوش حال اور بشاش ہو جاویں۔
ایشور اُستتی۔ پرارتھنا۔ اور اپاسنا یا یوں کہو کہ ایشور جاپ سمرن اور
منے کے ست کرم سے ہی منش کے جیون کی سپھلتا ہے کہ جس سے بالمیک
بھی پچھتاپ کرتے ہوئے رشی کا اُچ درجہ پاکر ایشٹر نشٹھا کا سکھ حاصل

ملک کے چھوٹے بڑے کے آگے نمرتا سے عرض ہے کہ وہ ایشور بھگتی کے ست کرم سے اپنا بھی بھلا کرلے۔ دیش کا بھی بھلا کرلے اور سنسار کا بھی بھلا کرلے۔

گو میں کہنا نہیں چاہتا تھا لیکن مجھے کچھ کہنا پڑ ہی گیا ہے کہ میرے ساتھی نے ایک واقعہ سے سوئی کو ہاتھ تک لگانا چھوڑ دیا۔ گھر کے پاس ایک کا بنتی گذر گیا تھا۔ یہ استری سینے کا خوب کام جانتی تھی۔ سینے پرونے کا سب کام اُسکے سپرد کر دیا۔ اُس کی دیکھا دیکھی اوروں نے بھی اُسے کام دینا شروع کر دیا اور اُس سے اُسکے جیون کا نرباہ ہو گیا اور اُس کا لڑکا پڑھ کر نوکر ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ اگر لوگ افرادی ہمدردی کرنی شروع کر دیں تو ملک پراچین رشیوں منیوں کے سندیش اور اُپدیش سے فائدہ اُٹھا کر سکھی ہو سکتا ہے۔

مذکورۂ بالا انتظام سے میں نے درزی کا سلا ہوا کپڑا شاید ہی کبھی پہنا ہوگا تقریباً بارہ ۱۲ سال سے بغیر جوتی بوٹ کے ننگے پاؤں سے زندگی بسر ہو رہی ہے کئی سال دودھ سے تیاگ کیا۔ شروع تب سے کیا جبکہ اَنّ وغیرہ کی کمی سے روٹی ملنی مشکل ہو گئی۔ مدتوں سے گرہستی کے گھر کی دہلیز سے آگے جانے کا تیاگ ہے۔ دو ۲ تین ۳ اور بھی باتیں ہیں کہ جن کا سیون کیا جاتا ہے اور تیاگ کیا جاتا ہے۔ اُن کو بیان نہیں کیا جاتا۔ بیان تو یہ کرنا ہے کہ سادہ زندگی بسر کرنے سے اگر کوئی کہے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں تو اُس کے لئے یہ کہنا ہے کہ اس میں کوئی نقصان بھی نہیں کہ اُس کے دُکھ سہنے پڑیں۔ اس سے ڈاکٹروں حکیموں کے قیمتی "مجرب شرطیہ" مغلد کے سیون سے تو بچاؤ رہتا ہے۔

ایشوری آئین سے سنسار یا نرا بھی بھلی پرکار بنھ سکتی ہے اور اٹھی

کے سُکھ پانے کی اُمید بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں دکھوں کے ہٹانے اور مٹانے کے طریق ہیں اور دکھوں کو ہٹا مٹا کر سُکھوں کے حصول کے طریق بھی ہیں۔ ان طریق کو عملی صورت میں لانے کے لئے کسی مالی سرمایہ کی ضرورت نہیں۔ ایشور سرد سرشٹی کرتا نے تو "اٹل اٹل" کا آئین بنا رکھا ہے۔ سو اس آئین پر چلو۔ سُکھی ہو جاؤ گے۔

میں نے ادھر اُدھر چل پھر کر فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے کہ جا بجا بے آئینی ہے اور بے آئینی ہی سب دُکھوں کا باعث ہے۔ انسانی آئین اسے ہٹا اور مٹا نہیں سکتا یہ تو ایشوری آئین ہی ہٹائے تو ہٹے اور مٹے۔ سو میں نمرتا سے اپنے پنجاب کے ہموطنوں کو کہتا ہوں اور ہندوستان کی پبلک کے ہم وطنوں کو بھی کہتا ہوں کہ بھائی! ایشوری آئین کے ست مارگ انصاف کی چال چلنی شروع کر دو سُکھی ہو جاؤ گے۔

گو میں نے ایشوری آئین کے ست مارگ پر چلنے کی بابت کچھ ورنن کر دیا ہے لیکن اگر وہ طریق پسند آئے تو اور طریق جو موجود ہیں کہیں عملی طریق پر شروع کر دو۔ مجھے ضد سے کام نہیں۔

میں نے تو یہ کہنا ہے کہ وہ کام کرو کہ جس سے آپ سرد سرشٹی کرتا کی بخشش حاصل کر کے دُکھوں سے آزاد ہو جاؤ اور ملکی آزادی کے ساتھ جیون کی آزادی سے سُکھ کا جیون بسر کرو۔ اور دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کر جاؤ۔ میں نے تو دھرم پُستکوں کے "سوادھیائے" سے یہی سیکھا ہے کہ دُکھوں کو ہٹانے اور مٹانے کا سب سے اعلےٰ طریق ایشور بھگتی کے آئین میں پنہاں ہے اُسے اس لکھت میں نمایاں کر دیا ہے۔ اب بھلے

پُرشو! "آپ بھلا کر توت آت نیکی" والے سرد...

بھگتی روپ میں ریلیف کے پانے کی بینتیاں کرو۔ آپ خوشحال ہو جاؤ۔ اپنے پریوار کو خوشحال کر لو۔ اپنے دیش کو سکھی کر لو۔ اور سنسار کا بھلا کر لو۔

اب راقم " آپ بھلا کر توت اَت نیکی " والے سر و سر شٹی کرتا کے چرن کملوں کی طرف دھیان کر کے ہاتھ جوڑ لوائے مستک بارم بار نمرتا سے نمسکار کرتا ہے اور یہ بھگت اُس کے ست نام کے ارپن کرتا ہے اور آشا کرتا ہے کہ آپ کے آگے WORLD CRISIS ورلڈ کرسس نامی پستک انگریزی زبان میں جلدی ہی پیش کی جاوے گی۔

سبھروال بی اے
Sabharwal B.A
of
Ram Nagar
12th May 1951

اوم شم

صحت نامہ

(۱) صفحہ اوّل سطر ۹ میں ETERNITY چاہیئے۔

(2) صفحہ 11 اور 12 میں انگریزی صاف نہیں۔ صاف یہ ہے:-

NO BODY LOVES ME

FOR WHAT I HAVE DONE, I HAVE NEVER MADE ANY BODY HAPPY, NOR MYSELF, NOR MY FAMILY, NOR ANY BODY ELSE, BUT HOW MANY, HAVE I MADE UNHAPPY. BUT FOR ME, THREE GREAT WARS WOULD NOT HAVE BEEN; EIGHTY THOUSAND MEN WOULD NOT HAVE [illegible]RISHED, PARENTS, BROTHERS, [illegible]RS & WIDOWS WOULD NOT [illegible]AVED & PLUNGED INTO

MOURNING. THAT MATTER I HAVE SETTLED WITH GOD. BUT I HAVE HAD LITTLE OR NO JOY FROM ALL MY ACHIEVEMENTS, NOTHING BUT VEXATION CARE, AND TROUBLE.

(3) صفحہ 22 پر ٹھیک لفظ EUROPE ہے۔

(4) صفحہ 23 پر ٹھیک صاف انگریزی یہ ہے۔

THERE CAN NOT BE MAINTAINED AN ENLIGHTENED State without Enlightened Individuality.

(5) مہاتما گاندھی کے سندیش کے لفظ جو ولایت کہے گئے:-

With the Pre-existence of GOD there is my existence, with His Guidance I have come to say ... India a Political Party has been set ... maintain GOVERNMENT.

[illegible]

نئی سڑک دہلی سے چھپوا کر ایشور بھگت سنباسی سبھروال بی. اے نے پرکاشت کیا